

از بیت حضرت مصلح عالمی حضرت امیر المومنین امام علی (ع)  
 مصلحتی در حق خود حساب نیست و حق و ادا حق را به خود می‌دهد و چون با کسی  
 از جهت تحقیق کلامی و اخلاقی پیوسته باشد — راجع  
 می‌شود به حق

# فتاویٰ حکیمیه

جلد پنجم

کتاب الجنائز، کتاب المکوفه، کتاب الصوم

— افاداشت —  
 حضرت مولانا غلامی قاسمی سید عبدالرحیم صاحب الاجازت  
 خطیب قری کجاست مکتبہ المومنین

دارالاشاعت

کتابخانه مرکزی  
 کتب و اسناد

تکونی دھرم نے بلا حقوق یا اتنا نہیں بخشا، وہاں جسے نہ ہوا توہنجی  
 یہاں تیب نصیحت کہ سبہا کاتے ہو یہ کہ بھی بلا حقوق ملوگت بھی، اس سے اسے اسے اسے اسے  
 کالی اسے اسے اسے

باجا سہ ..... ضعیف اشرف ضعیف  
 طرعت ..... ہر اسے اسے اسے اسے  
 تختہ سہ ..... اسے اسے اسے اسے

ہر اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

Islamic Books Centre  
 101/102, 103/104, 105/106  
 Convent Rd., Noida

www.islamicbooks.org  
 011-26104000  
 011-26104001  
 011-26104002

DAIRY OF ISLAMIC BOOKS  
 101/102, 103/104, 105/106  
 Convent Rd., Noida

ISLAMIC BOOKS CENTRE  
 101/102, 103/104, 105/106  
 Convent Rd., Noida

## فہرست عنوانات فتاویٰ رحیمیہ جلد ہفتم

۲۳	کتاب الجنائز
۲۴	مذبح غورے کی دیکھ بھٹ سے یاں ظہر
۲۵	صلوٰۃ الجنازہ
۲۶	جہان آباد کا قلعہ یا قلعہ
۲۷	نارنگہ جھڑ پر بازار رکھ دیا گیا
۲۸	شیخ علی میں وفات پانے والی ماس اور اس کے بیٹے کی موت کا طریقہ
۲۹	مہر کے حوالے سے تیسری غلطی کے بعد سرور بھیج دیا تو کیا کرے؟
۳۰	نہ جوں میں کریمہ زینا کو چھوڑ کر دے
۳۱	نہار جہان کے لئے کس نماز کو رکھتے ہیں یہ نہیں؟
۳۲	قبر پر نماز کی ضرورت
۳۳	قبرستان میں نماز جہان پر عطا کیا جائے؟
۳۴	خوشگئی اور نہ کی نماز روزہ کی عمر کے لئے
۳۵	نماز جہان و مسجد کی مسامتہ حالت میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟
۳۶	نماز جہان و مسجد کا کیا روایتی حکم ہے؟
۳۷	امام نے نماز جہان میں کس میں بھیج دیا ہے بعد ملاک بھیج دیا
۳۸	نماز جہان میں کس میں کراؤ کی دعا کی گئی اور نماز جہان کا یہ حکم ہے؟
۳۹	جہان کی پکڑ کی نماز جہان
۴۰	نماز جہان کی کس کی کسیت و کسیت اور میں نہ پڑھے؟
۴۱	نماز جہان میں کس میں بھیج دیا گیا حکم ہے؟
۴۲	فحش چھوٹی کس کی جہان نماز جہان سے یا نہیں؟
۴۳	نماز جہان میں کس کی بھیج دیا گیا حکم ہے یا نہیں؟
۴۴	جہان کی نماز جہان میں یا مسلمان یا مسلمان
۴۵	مسجد میں نماز جہان

# فقہ

صفحہ

- ۳۹ مہینہ کے نصف جمعہ پر نماز کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟
- ۳۹ محنت (فکڑے) کی نماز جائزہ
- ۳۹ بیوہ شہ کے وقت دعائی کے نماز میں صوم ہوں تو کیا غم ہے؟
- ۴۰ نماز جنازہ پر حاکمہ والا نہ لے کر؟
- ۴۰ چھ روزہ جمعہ اور جمعہ کی نماز اس فرض پر بھی ہوئے؟
- ۴۱ پہلی صورت
- ۴۱ دوسری صورت
- ۴۱ تیسری صورت
- ۴۱ نماز و اتھن مہینہ میں کھانا
- ۴۱ چار روزوں کو لڑنے کو پناہ دے یا نہ دے؟
- ۴۱ چار روزوں کو لڑنے دے یا نہ دے؟
- ۴۱ نماز روزوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دعا کی جائے یا نہ؟
- ۴۱ غیر مسلم و اہل کفر سے کہنے کا یہ حکم ہے؟
- ۴۱ روزوں کے وقت جنازہ کی نماز
- ۴۱ نماز و روزہ پر روزہ چھو
- ۴۱ نماز کی نماز متعدد بار پر مسلمانوں کا ہونا تو اس کے ساتھ کون باوجود
- ۴۱ شریک ہو سکتے ہیں؟
- ۵۱ مسجد کے چھوڑنے کے ایاموں (ایماندہ) میں نماز جنازہ چھو
- ۵۱ نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے کھل نماز توڑ دے
- ۵۱ عذر کی وجہ سے جماعت نماز میں نماز جنازہ چھو
- ۵۱ قبرستان میں نماز جنازہ
- ۵۱ عقیقہ کرنا بہت سونے جنازہ اور تہنہ
- ۵۳ اہل کفر و کفر کی نماز کی میت پر نماز جنازہ
- ۵۴ شیوخ کے جنازہ میں شریعت
- ۵۴ قبرستان میں نماز جنازہ اور تہنہ کرنا بہت

صفحہ	عنوان
	<b>باب ما يتعلق بالفصل والكفن</b>
۵۶	نفلی من کل فصل او کفن
۵۷	روح نکل جانے کے بعد اور نفل سے وقت مرے کو کس طرح لایا جائے؟
۵۷	وہ جسے والے نفل دیا جائے نہیں؟
۵۷	شور میں نفل دے سکتا ہے یا نہیں؟
۵۸	کفن پہنانے کے بعد مرد کو کس طرح لایا جائے؟
۵۸	(۱) آٹھ نفل میں تاخیر کرنا۔ (۲) آٹھ نفل سے قاعدہ میں رکھنا
۵۹	(۲) آٹھ نفل کی نماز و نماز سے وقفہ نہ لیا جائے یا غرض؟
۶۰	رحم میں تریبے ہوئے کپڑے کو کفن میں استعمال کرنا کیسا ہے؟
۶۰	نفل کا دیا ہوا نفل کافی ہے یا اور بھی مرتبہ کرنا پڑے گا؟
۶۱	میت کے کفن کا نفل یا نہیں
۶۱	میت کو نفل دینے سے پہلے نماز قرآن پاک مکروہ ہے
۶۱	میت کے لئے خوشبو اور کافور کی استعمال
۶۲	عورت کو کفن اس کے ماں باپ نے نہ دے یا اس کے شوہر کے زمرہ؟
۶۲	میت نہ مرد کا
۶۳	عورت کے کفن کی آمد رخصتی پر سے یا پہلی پر
	<b>باب ما يتعلق بالدفن</b>
۶۳	قبرستان میں جوتے پہن کر چھنا کیسا ہے؟
۶۳	دفن کے بعد سر ہانے یا پاؤں کی پر پڑنے کی کیا فصل ہے؟
۶۳	دوسرے نے لئے کھڑی ہوئی قبر میں میت دھار دینا
۶۵	خود نہ چلی کو قبر میں آتا رکھنا
۶۵	قبر میں میت کے پاؤں قبلی طرف کرنا کیسا ہے؟
۶۶	قبر پر کھڑی کے تختے رکھنا کیسا ہے؟
۶۶	قبر کو پھر سے دھابا پڑتا ہے؟
۶۷	پختہ قبرستان کے متعلق
۶۸	میت کو پتھر کب کرے اور کب نہ کرے

## منوان

صفحہ

پہلی قبر میں وہ مردوں لانا لیا ہے۔

۱۰۰ مرتبہ

وَأَنفِثَ فِي قُبُورِهِمْ مِنْ لَحْمٍ مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ

پس اُن کے قبروں میں اُن کے لہو سے اُن کے لہو پھینکا جائے گا جنہوں نے کفر کیا۔

مسیحیوں کے قبروں میں اُن کے لہو پھینکا جائے گا۔

مردہ و قبرا میں رہنے کے بعد مٹی اُنہیں پھینکا جائے گی اور اُن کے لہو پھینکا جائے گا۔

میتوں و قبرا میں دفن کر کے انہیں اُنہوں نے

انہوں نے کفر کیا اور کفر کی نفی مستحکم کرنے کے بعد اُن کے لہو پھینکا جائے گا۔

قبرا میں میتوں کا مٹی پھینکا جائے گا۔

بَاب مَا يَتَعَلَّقُ بِحَمَلِ الْجَنَائِزِ

وہ دفن کرتے وقت میت کے لیے باب اُپر سے لے کر لیا کرتے ہیں۔

میتوں کے لیے باب اُپر سے لے کر لیا کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے پڑھتے ہیں۔

مسائل تعویذ و موانع

قرآن مجید کے مستحقین کے لیے اور جو وہ لے کر لیتے ہیں۔

میتوں کے لیے اور جو وہ لے کر لیتے ہیں۔

زیارت قبر

قبرا میں دعا اور دعا کی بات ہے۔

موت کے بعد دعا کی بات ہے۔

بَاب مَا يَتَعَلَّقُ بِإِصْلَاحِ الْقَوَابِ

ایصالِ ثوب کا حکم

ایصالِ ثوب کا حکم

قرآن مجید کے حوالے سے اور جو وہ لے کر لیتے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے اور جو وہ لے کر لیتے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے اور جو وہ لے کر لیتے ہیں۔

عنوان

صفحہ

- ۹۸ نوہوش کے ذریعے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے؟
- ۹۹ ایسا کیا کیا جائے؟ اس کے ذریعے کیا کیا جائے؟
- ۹۹ ایصالِ ثواب کے لئے کیا کیا جائے؟
- ۱۰۰ کیا ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ نیک ہے؟
- ۱۰۱ پرچہ نمبر ۱۱۰ ارمان کا جواب
- ۱۰۳ وہ لکھنا کہیت کے لئے ہر روز
- ۱۰۵ نیکان کے لئے ایصالِ ثواب کے لئے چاہئے؟
- ۱۰۶ سوئی کے لئے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی
- ۱۰۷ رشید اور اس کے تعلق پر قرآن خوانی اور کلام
- ۱۰۸ تعلق کے لئے قرآن خوانی اور کلام کے لئے ایصالِ ثواب
- ۱۰۹ وہ جانور کرنا جیسا ہے؟

باب مختصر فکات جنہ

- ۱۰۹ میت کے حوالے کیا کیا جائے؟
- ۱۱۰ نماز گزار کے بعد نماز خوانی کا یہ قسم ہے
- ۱۱۱ نماز گزار کے لئے پہلے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟
- ۱۱۲ میت کو حقل کرنا ہمارا اس کے معنی
- ۱۱۳ قبر پر نماز پڑھنا
- ۱۱۴ اہل خانہ کے لئے بعد نماز کرنا کیا ہے؟
- ۱۱۵ میت کے لئے نماز پڑھنے کے لئے کیا کیا جائے؟
- ۱۱۶ میت کے لئے نماز پڑھنے کے لئے کیا کیا جائے؟
- ۱۱۷ ارادہ کیا ہے؟ اور کیا ہے؟
- ۱۱۸ قبر پر نماز پڑھنا
- ۱۱۹ ہمارے لئے نماز پڑھنا
- ۱۲۰ قبر پر نماز پڑھنا
- ۱۲۱ میت کو نماز پڑھنا
- ۱۲۲ خواب میں عورت کی بیوی کے لئے نماز پڑھنا

# عنوان

صفحہ

- ۱۲۱ رشتہ داروں کی قبروں کا بیٹ پرانہ
- ۱۲۲ انقلاب سے اور در بعد ان کیا جانے تو سوال جواب آپ ہو گا؟
- ۱۲۳ بلاناہیہ میں وغیرہ ڈراما
- ۱۲۴ بعد کے ان انقلابوں کے فیصلے
- ۱۲۵ قہرستان میں مافوقی عناصر
- ۱۲۶ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۲۷ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۲۸ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۲۹ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۰ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۱ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۲ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۳ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۴ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۵ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۶ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۷ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۸ قہرستان میں اور قہرستان میں
- ۱۳۹ قہرستان میں اور قہرستان میں

## عنوان

صفحہ

## کتاب الزکوٰۃ

۱۴۳ زکوٰۃ کی رقم قریب نو سو قرض کیا کیا ہے؟

۱۴۳ مقررہ رقم قرض کی زکوٰۃ کا دورہ زکوٰۃ ۱۴۱۱ ہوئی

۱۴۲ ۱۰ سالہ کی زکوٰۃ سو نو سو قیمت کے ساتھ دے دی جائے

۱۴۴ حوالہ دینے سے پیسے نو سو کی رقم دوسری جگہ بھیجیں

۱۴۴۳ کاغذ پر زکوٰۃ ۱۴۱۱ اس لیے نہیں؟

۱۴۴۳ زکوٰۃ دوسری جگہ بھیجیں

۱۴۴۳ حقیقی زکوٰۃ دو سو

۱۴۴۵ غیر کا زکوٰۃ کی رقم قبول نہ

۱۴۴۵ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضمانت ضروری ہے

۱۴۴۶ زکوٰۃ کی رقم ملحق آراء اور امت سے لینا

۱۴۴۶ زکوٰۃ کی رقم قرض سے نہ لیں

۱۴۴۶ مکمل زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا اسے اپنی رقم سے زکوٰۃ دینا

۱۴۴۶ مکمل کی زکوٰۃ دینا نہ چاہیے

۱۴۴۷ سوئے کی چند سالہ کی زکوٰۃ ۱۴۱۱ کرنا ہوتی ہے تو اس طرح زکوٰۃ دینا

۱۴۴۷ قرض کی مدد سے زکوٰۃ کی ادائیگی

۱۴۴۸ رمضان میں زکوٰۃ دینا نہ سکتے کیا زکوٰۃ سا قحہ دے سکتی؟

۱۴۴۸ خانہ کے زاریہ زکوٰۃ کا حیلہ

۱۴۴۸ زکوٰۃ میں حید کر کے اسے غلامی

۱۴۴۹ مال تجارت میں زکوٰۃ میں نہ دینا اس کی قیمت اور مال دینا درست ہے

۱۴۴۹ مال تجارت کی زکوٰۃ میں موجود قیمت کا اعتبار ہے

۱۴۵۰ مال تجارت کی زکوٰۃ میں موجود قیمت کا اعتبار ہے

۱۴۵۰ مال تجارت کی زکوٰۃ میں موجود قیمت کا اعتبار ہے

## باب مایو جب فیہ الزکوٰۃ و مالایو جب

۱۴۵۱ غیر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

۱۴۵۱ گھری ضروری چیزوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

## عنوان

صفحہ

ذکوۃ کا نصاب کتنے روپے میں ہے؟

(۱) پروڈکٹ فلاں پر ذکوۃ نہیں ہے؟ (۲) اپنی مرضی سے رقم کتنا دے

تو میں پر ذکوۃ واجب ہے؟

کچھ نقد رقم یا کچھ مال تجارت ہو تو اس پر ذکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

غریب جو کہ سونا اور چارے کو بیانیہ کی ضرورت پر ذکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

استغالی برتن اور کپڑوں کی ذکوۃ کا حکم

مرد، لکے سے رقم جمع کی تو اس پر ذکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

مغرض سے پاس ہونا جو اس پر ذکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

بوتے نکاح صورت کو جو زیور نہیں ان کی ذکوۃ کا حکم!

فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم منصفیہ ص ۱۱۱ ایک عبارت کی تصحیح

تین ذریعہ سو ۱۰۰ روپے جو نقد رقم ہو اس کا حکم

(۱) اس نے سے زیور میں اشتہار لیا: اس کی ذکوۃ کا حکم (۲) زیور میں موتی جڑا ہوا

جڑے ہوں اس کی ذکوۃ کا حکم (۳) زیور ہونے کی اہمیت کو زیور کے ساتھ شامل کیا جائے

جو یا نہیں؟

تعلقہ کے تجارت کی نیت سے خریدی تو اس پر ذکوۃ کو کی حکم ہے؟

تجارت کی نیت سے مکان بنایا، تو اس کی ذکوۃ کا حکم

زیورہ استعمال کرتے یا نہ کرتے، ہر حال میں اس کی ذکوۃ واجب ہے؟

دو سو روپے نیت سے بیچنے والے کو اس کی ذکوۃ اور ان کا سرکاری ہے یا نہیں؟

چند سال تک مال تجارت کی ذکوۃ انہیں کی ضرورت ہوا یا نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

ربا خور کے لئے مال بیچنا ضرور بیچنے کا لازمہ اور ایسا تو اس کی ذکوۃ

دارکن ضروری ہے یا نہیں؟

ذکوۃ صرفی ہے یا انفرادی ہے؟

کراچی پر پہلے لگے ٹرک پر ذکوۃ ہے یا نہیں؟

برقی فراغت دار کے مکان پر ذکوۃ

مصرفہ میں روپے ذکوۃ سے لئے مایع نہیں

صفحہ	موضوع
۱۶۲	عمر بن قیس نے زکوٰۃ کی روایت کی کاظمیہ ترقی دینے سے مال یا کم ہوتا ہے۔
	<b>باب العشر والخراج</b>
۱۶۳	۱۔ سے ملک کی پیداوار میں، مالکان پر عشر ہے یا نہیں؟ اور اس میں کس قدر بری مسائل۔
۱۶۴	۲۔ اعلیٰ عالم حضرت مولانا رشید احمد ککڑوی رحمہ اللہ کا فتویٰ
۱۶۵	۳۔ عظیم دست خط سے مولانا رشید احمد ککڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
۱۶۶	۴۔ حضرت مولانا غفر اللہ عنہما صاحب دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں
	<b>مصارف زکوٰۃ</b>
۱۶۷	۱۔ زکوٰۃ دارالعلوم عربیہ میں دینی کاموں کے لیے کس میں خرچ کیا ہے؟
۱۶۸	۲۔ ایک نا قابل رد وجہ تشریح
۱۶۹	۳۔ دلائل
۱۷۰	۴۔ قابل توجہ
۱۷۱	۵۔ حضرت عبداللہ بن بابوہ و اشعریہ زکوٰۃ
۱۷۲	۶۔ زکوٰۃ کی رقم کو نقدی کاروبار میں خرچ کیا جائے؟
۱۷۳	۷۔ زکوٰۃ میں خیرات کے لیے مصرف میں کیا کیا جائے؟
۱۷۴	۸۔ بیت کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے یا نہیں؟
۱۷۵	۹۔ طالب علم کو زکوٰۃ دینے سے روکنا؟
۱۷۶	۱۰۔ نفع شدہ رقم کی زکوٰۃ نہیں ملتی۔ میں وہ اسے کس کو؟
۱۷۷	۱۱۔ زکوٰۃ کی رقم میں سے کس کو دینا جائے؟
۱۷۸	۱۲۔ زکوٰۃ خیرات سے چھتائی کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں؟
۱۷۹	۱۳۔ زکوٰۃ کی رقم سے مسکین کا مالکان خریدہ جاتے ہیں؟
۱۸۰	۱۴۔ خیرات کے حق دار کون ہیں؟
۱۸۱	۱۵۔ مالک و مالک میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟
۱۸۲	۱۶۔ زکوٰۃ خیرات کی رقم میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟
۱۸۳	۱۷۔ زکوٰۃ خیرات کی رقم میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟
۱۸۴	۱۸۔ زکوٰۃ خیرات کی رقم میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟
۱۸۵	۱۹۔ زکوٰۃ خیرات کی رقم میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟
۱۸۶	۲۰۔ زکوٰۃ خیرات کی رقم میں سے مالک و مالک کو دینا چاہیے؟

مکالمات

صفحہ

- ۱۔ زکوٰۃ کی ۱۱ احادیث کے ساتھ ۱۰۰ کا شمار ضروری ہے۔
- ۲۔ زکوٰۃ کی روایتی میں ایک سو نو آیا ہے۔
- ۳۔ ایک سو تیس کو نہ بنائی جاوے گی۔
- ۴۔ زکوٰۃ کی رقم طبعہ ہونے کے بعد قرض کا حق خارج ہو جائے گا۔
- ۵۔ قرض کی اجازت کے بعد ماہانہ دینے کا حکم ہے۔
- ۶۔ ہنگامہ کی ترقی شدہ قرض پر سال کی مرافعات کو دیا جاتا ہے۔
- ۷۔ قرض کے نام پر سالانہ دینے کو ہوتا ہے۔
- ۸۔ کتابت کے لئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنے کی ایک صورت
- ۹۔ دوائی چھانکے اور یہ ہیں۔ وہ تو پیسے استعمال کرے۔
- ۱۰۔ زکوٰۃ کے پیسوں سے گھانٹے تیار کر کے غریبوں کو دینے کے لئے۔
- ۱۱۔ قرض کی آمدنی قلیل، واسطہ دینا۔
- ۱۲۔ طبعہ میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرے۔
- ۱۳۔ مویشی، بکری، گھوڑا، گائے، کتابت نہیں ہے۔
- ۱۴۔ قرض کی روایتی میں کوئی کتابت ہے۔ وہ زکوٰۃ کی رقم ہے۔
- ۱۵۔ زکوٰۃ کی رقم کتابت میں استعمال کرنے کی صورت
- ۱۶۔ زکوٰۃ کی رقم کو عام طور پر دولت اور غیر مسلم زکوٰۃ دار کو دینا۔
- ۱۷۔ زکوٰۃ کی رقم
- ۱۸۔ (۱) زکوٰۃ کی رقم میں سے خرچ کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔
- ۱۹۔ (۲) حق زکوٰۃ حوت ہے۔
- ۲۰۔ ہر سال زکوٰۃ کی رقم کا صرف
- ۲۱۔ قرض میں زکوٰۃ کی رقم جمع ہونے والی ہوگی۔
- ۲۲۔ حق زکوٰۃ کی رقم استعمال کرے۔
- ۲۳۔ زکوٰۃ کی رقم میں سے خرچ کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔
- ۲۴۔ فقیرانہ طور پر۔
- ۲۵۔ زکوٰۃ کی رقم سے خرچ کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

صفحہ	عنوان
۱۸۵	ذکوہ کی رقم جمع کر کے اس میں سے قرض دینا:
۱۸۵	تالغ بچے کو ذکوہ دینے سے ذکوہ ادا ہونی یا نہیں؟
۱۸۶	مسجد مدرسہ کی تعمیر میں ذکوہ استعمال کرنا:
۱۸۶	لیزوں کے پارسل بہ مل کرنے کے لئے ذاک خانہ میں ذکوہ کی رقم دینا:
۱۸۶	ذکوہ کی رقم غیر حق کو دے دی گئی تو وہ کیا کرے:
۱۸۷	مقررہ جہن کو ذکوہ دینا بہتر ہے یا غریب کو:
۱۸۷	نوکے کے پاس رقم جمع کرنا اس کے والدین سے غریب ہو تو اس کی والدہ کو ذکوہ دینا کیسا ہے؟
۱۸۷	(۱) جس مدرسہ میں ذکوہ دے گا اسکے معارف نہ ہوں اس مدرسہ میں ذکوہ دینا کیسا ہے؟
۱۸۷	(۲) ذکوہ سے قرض ادا کرنا کیسا ہے؟
۱۸۸	مکان شریف سے کسی وجہ سے مقررہ جہن اس کو ذکوہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟
	ذیفہ شخص نے قرض مانگا تو ذکوہ کی قیمت سے قرض دیا بعد میں مقررہ جہن نے رقم واپس کر دی تو اس رقم کا کیا حکم ہے؟
۱۸۹	ایک شخص ذکوہ کو کوئی رقم دینا غرور ہے:
۱۸۹	بھائی کو ذکوہ دینا:
۱۹۰	رقم ہر ذکوہ فقیر کو دینا افضل ہے یا شہر خانہ میں:
۱۹۰	ننانوہ کو ذکوہ دینا:
۱۹۰	سادات کو ذکوہ دینا:
۱۹۱	سادات کے خواستے کو ذکوہ:
۱۹۱	سید کے داماد کو ذکوہ دینا:
۱۹۱	بھادج کو ذکوہ:
۱۹۲	سادات کا آپس میں ذکوہ لینا دینا:
۱۹۲	سرا ذکوہ سے تنخواہ دینا:
۱۹۳	ماں کو ذکوہ سے والد مرحوم کا قرض ادا کرنا:
۱۹۳	سوتیلی والدہ کو ذکوہ دینا:

صفحہ	عنوان
	<b>باب مابعد فی صدقۃ انقطاع</b>
۱۹۳	صدقہ فطر کی مقدار کس قیمت پر مقرر کی گئی ہے؟
۱۹۳	کیا مکان یا جانور کا مالک صدقہ فطر دینا چاہیے؟
۱۹۳	مکان اور زمین کا مالک اگر چند حصوں میں حصوں میں مکتا ہے؟
۱۹۳	فطرہ کی ادائیگی کی صورت
۱۹۵	اقرضہ وغیرہ پر مکتا مالک و مالک کا وعدہ یہاں پر کس قیمت پر کیا جائے؟
۱۹۵	صدقہ فطر کے حق دار
۱۹۶	صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور کس پر نہیں؟
۱۹۶	صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے بازار کی قیمت کا اعتبار ہوگا
۱۹۷	باپ، بیٹا اور اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ان کے حق پر کیا حکم ہے؟
۱۹۷	صانع کا وزن اور صدقہ فطر کی حج مقدار
۱۹۸	مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ
۱۹۸	سورۃ عبید اللہ اور سورۃ
۱۹۹	روضان سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا
۱۹۹	صدقہ فطر میں معیہ و مال کی قیمت لینا
۲۰۰	(۱) فطرہ کی ادائیگی کا وقت (۲) جیل کر کے فطرہ کی رقم سے مدرسے کے لئے زمین خریدنا
۲۰۰	زمیندار پر صدقہ فطر
۲۰۱	خوگن کی مرسلہ رقم وصول ہونے سے قبل وکیل کا اپنی رقم سے صدقہ ادا کرنا
۲۰۱	صدقہ فطر معاف نہیں ہوتا
۲۰۲	اللہ بخصم نقلی صدقہ لے سکتا ہے
۲۰۲	صدقہ فطر کا معیار
	<b>کتاب الصوم</b>
۲۰۳	روضان شریف کے روزوں کی ایت الگ الگ کی جائے؟
۲۰۳	روزہ کی عکس اور فائدہ
۲۰۳	ماہِ ربیع الاول کے چار روزے

صفحہ	موضوع
۲۰۶	رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور جانے نہ دینا
۲۰۷	روزہ اور تراویح میں عذر و وجہ نہ رکھنے میں کونسا
۲۰۵	رمضان، لکھنؤ میں دن کے وقت، کوئی کھول
۲۰۵	روزہ کی حالت میں عرس کر کے وقت غرض کر کے اور عرس کے بعد کے
۲۰۵	حصہ میں پانی پینے کا حکم
۲۰۵	رمضان المبارک میں دن کے وقت کوئی کھولنا
۲۰۶	خارجین نماز روزہ کی پابندی نہ کریں تو مالک میں کا ذکر اور ہے یا نہیں؟
۲۰۶	تعلیم کے حرق سے رمضان اور روزہ ترک کرنا
۲۰۷	روزہ کی نیت کس زبان میں کرے
۲۰۷	تیسرا کی خبر بال معنی ہے یا نہیں
۲۰۸	بال حرم کے لئے عیسائی شہرہ کار ہیں
۲۰۹	عروب آفتاب سے پہلے جو چاہے نماز کرے وہ معتبر نہیں
۲۰۹	تجارت میں اتوار اور جمعہ کیسے؟
۲۰۹	دن میں چاند نظر آئے
۲۰۹	بال میں کی خبر بعد از عید
۲۱۰	روزہ بال کے متعلق حریہ تعلیمات
۲۱۲	روزہ میں لی خبر پر اطمینان کرنا اور یہ مانتا کیا ہے؟
۲۱۲	لال رمضان میں روزہ کی تعلیمات (روزہ کی تعلیمات)
۲۱۲	بال رمضان کے شرعی ثبوت کے بغیر روزہ رکھنا اور روزہ کا حکم
۲۱۵	جدہ میں روزہ رکھنا شروع کیا پھر روزہ رکھنا تو کیا کرے؟
۲۱۵	مسیحی میں روزہ رکھنا شروع کر کے پھر نہ معتبر کیا
۲۱۵	ثبوت بال کے معتبر حرق
۲۱۶	(۱) شہادت
۲۱۶	(۲) شہادت میں الشہادت
۲۱۶	(۳) شہادت علی النساء والامانی

صفحہ	موضوع
۲۱۷	(۵) توبہ کا حق الی الناسی
۲۱۷	(۶) اشیاء متقلبات
۲۱۸	دیکھو
۲۱۸	”میں نے یہ سب کچھ اپنی تخلیق بنا دیا ہے۔ یہ محدود ہے، پس“
۲۱۸	نیکوئی پر خدا سے روایتِ باری
۲۲۰	وہ سب بندے چاندن کے آگے تاروں کی تہیں کرنا شروع کر دیے ہیں!
۲۲۱	وہ سب مالِ بھینس سے ممتا ہے یا نہیں
۲۲۲	میں وہ کسی چیز سے بادلِ رمضان میں کتا ہوں
۲۲۲	قمری میٹروں نے شہادت دی کہ: صاحب کی آستین پر گلِ بیابان تو
۲۲۲	اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟
۲۲۸	انتلافِ طالع
۲۳۰	نیکوئی کی نورانی افواہوں پر یہ اندھا ٹیلا ابڑھتا ہے نہیں؟
۲۳۲	قوی نمبر (۱)
۲۳۱	قوی نمبر (۲)
۲۳۲	فرمانِ میرا (۳) تم صاف اور شہادت میں لڑو
۲۳۲	قوی نمبر (۴)
۲۳۳	”معاذِ اہل بیت! تم میں سے کوئی ایک اور پانچ طرح کے تو ہو سکتا ہے۔“
۲۳۳	”معاذِ اہل بیت! تم میں سے کوئی ایک پانچ طرح کے ہو سکتا ہے۔“
۲۳۴	میں نے یہی اللہ کا ہی ارادہ کیا
۲۳۵	تجربہ نگار کی خدمت
۲۳۶	نیکوئی سے چوٹ لے کر بھاگنا نہیں
۲۳۶	نورانی کا کیا ہے
۲۳۹	”میں نے یہ سب کچھ اپنی تخلیق بنا دیا ہے۔ یہ محدود ہے، پس“
۲۴۰	نورانی کا کیا ہے
۲۴۰	مطلوبہ دہانے کی صورت میں شہادتِ باری کے لئے ہم غیر ضروری ت

## عنوان

صفحہ

## باب ما یعلق بالنسحر والافطار

- ۲۰۲ تحریری افطار کے لئے وقف ہے یا نہیں ہے؟
- ۲۰۳ تحریری خانم میں نہایت کے ہے یا نہیں؟
- ۲۰۴ افطار کے لئے جماعت میں تاقیہ کر سکتے ہیں؟
- ۲۰۵ افطار کے بعد ان کو پانی پانی؟
- ۲۰۶ تحریری کے وقت افطار کرنا چاہیے؟
- ۲۰۷ وہ تہذیبیہ آپ کیا ہے؟
- ۲۰۸ افطاری میں ٹائمر لگاتے ہیں یا انکا تمام جماعت میں تاقیہ
- ۲۰۹ افطاری اور خیر پانی تہذیبیہ و اسلامیہ
- ۲۱۰ رقم افطاری میں منہ میں افطار کرنا نہیں یا تحریر؟
- ۲۱۱ افطار کی جگہ رقم کا مصرف
- ۲۱۲ تحریری کا وقت

## باب ما یعد الصوم وما یکرہ

- ۲۱۳ صوم کا واسطہ روزہ کا ہے یا نہیں؟
- ۲۱۴ چوپا سے بھرت لگنے سے روزہ صوم کا نہیں؟
- ۲۱۵ صوم کا اثر کرنا کی شرط ہے؟
- ۲۱۶ اصل صوم کی طرف رہبر؟
- ۲۱۷ رمضان میں متحان
- ۲۱۸ صوم میں اوت شہ روزوں کی قضا
- ۲۱۹ صوم سے صوم کرم کہہ سکتے ہیں؟
- ۲۲۰ صوم کا اثر کرنا کی شرط ہے؟
- ۲۲۱ صوم کی (تہذیبیہ) کے اثر کرنا سے روزہ کا حکم؟
- ۲۲۲ صوم کا اثر کرنا کی شرط ہے؟
- ۲۲۳ روزہ کی تعلیمی معاف ہے نہیں؟
- ۲۲۴ صوم کا اثر کرنا کی شرط ہے؟

## فتاویٰ

صفحہ

- ۲۵۸ روزے میں ماں چھوئے بچے کے رونی چوسکتی ہے
- ۲۵۸ اناک کا غرض غصہ صوم نہ پڑھیں؟
- ۲۵۹ اناک کا غرض روزہ روایا نہیں؟
- ۲۵۹ مرض پائے یا نہی ہے۔ روزہ نہ سہارا دے گا؟
- ۲۶۰ فیست کرنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟
- ۲۶۱ روزہ کی حالت میں زہریلے کھانے یا پینے میں بوسہ لینا پڑتا؟
- ۲۶۱ روزہ کی حالت میں عورت کو پیش آجائے تو کیا حکم ہے؟
- ۲۶۲ اتقن و ابعد (مشت روزی) سے روزہ ٹوٹنے کا کیا حکم؟
- ۱۶۲ روزہ کی حالت میں غسل میں دھواں داخل ہوا؟
- ۲۶۲ مسافر کے قصور یا عورت کی تعمیر دیکھنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟
- ۲۶۳ روزہ میں جکشن کا حکم؟

## ماہ ماہ واجب القضاء و الکفارہ

- ۲۶۴ قنوجیرا قرار کرنے کو جب آفتاب سے پہلے نھار کر روایا تو کیا حکم ہے؟
- ۲۶۴ میہ کا چاند غروب آفتاب سے پہلے نظر آجائے تو کیا حکم ہے؟
- ۲۶۴ احتیاطاً؟
- ۲۶۵ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب کا فتویٰ
- ۲۶۶ ختم الامت حضرت مولانا مفتی علی محمد عسکری۔ مراد کا فتویٰ
- ۲۶۶ ایک روزہ کی قنوجیرا
- ۲۶۶ روزہ کے آثار و اثرات روزہ کی طاقت ہوتے کے بغیر سائیکل کو کھانا کھلانے
- ۲۶۶ تو کیا حکم ہے؟

## مسافر کے متعلق احکام

- ۲۶۸ کیا حالت میں حضور (ﷺ) نے روزہ رکھ کر ڈھونڈ لیا؟
- ۲۶۹ سفر میں مسلمان روزہ رکھنا بہتر ہے یا نہیں؟

## سوال

صفحہ

### باب ما یصلیٰ وما یشبع الاططار

۲۷۰ روزہ نہ رکھنے کے باعث اگر وہ دن سے ہیں؟  
۲۷۰ عید باج کی خاطر نفل روزہ توڑنے کا حکم

### فہ یہ صوم و صلوٰۃ

۲۷۰ متعدد روزوں کا نذر یا ایک مستلین کو روزہ  
۲۷۰ روزہ کا نذر یہ کب سے ملتا ہے؟  
۲۷۰ روزہ کا نذر یہ

۲۷۲ میت کی نماز روزہ کا نذر یہ اس کے حصول و فروغ کو دینا یا ہو کر دینا

### صیام تطوع

۲۷۳ موجودہ زمانہ میں صرف عاشرہ محرم روزہ رکھنا کافی ہے یا نہیں؟  
۲۷۴ کیا ستائیسویں و چھ کار روزہ و ہزارویں روزہ ہے؟

### اعکاف

۲۷۵ سترہ حاکم و اعکاف توڑنے سے تعالیٰ لازم ہے یا نہیں؟  
۲۷۵ جو مسجد میں چٹکا نہ کر رہا ہے اس سے ہوتی اور اس اعکاف کا کیا حکم ہے؟  
۲۷۵ مشغف غسل کے لئے کیا دن میں جا سکتا ہے؟  
۲۷۵ مسنون اعکاف کی تعداد ہے یا نہیں؟  
۲۷۶ عشر کا اخیر و کما اعکاف میں روف کا حکم؟  
۲۷۶ عورت حجر میں مسنون اعکاف کرے یا نہیں؟  
۲۷۶ حالت اعکاف میں عرس جمعہ  
۲۷۶ نماز جنازہ کے لئے کھانا طہہ اعکاف ہے یا نہیں  
۲۷۶ سر منڈانے اور غسل مستحب کے لئے مسجد سے نکلتا  
۲۷۶ چڑی پینے اور مستحب و قہ کے لئے نکلنے کا حکم  
۲۷۸ حالت اعکاف میں بچ کو پڑھا کرے؟  
۲۷۸ منکف کے ساتھ غیر منکف کا اظہار کرنا

صفحہ	عنوان
۲۷۸	(۱) مسجد کی چادر سے اعکاف کے لئے خیر مانا:
۲۷۸	(۲) مختلف کے لئے، سنوں، افعال
۲۷۹	اعکاف کے لئے چادر، خیر و خیر مانے کا ثبوت
۲۸۰	نا بالغ بچہ کا اعکاف کرنا:
۲۸۰	سنت ماکہ و اعکاف نوٹ جانے کو کتنے ایام کی قضا کرے
۲۸۱	مختلف مسجد میں چار پائی پر سو گنا ہے یا نہیں؟
۲۸۱	مختلف مسجد میں ضرورتاً بیٹھ کر سوتا ہے؟
۲۸۱	بجھوڑی کی جگہ سے مردے کو غسل دینے سے پہلے نکالنا؟
۲۸۲	مختلف کے لئے قیود الوضوء، قیود المسجد کا حکم:
۲۸۲	مسجد نہ دہنے کی وجہ سے ایسے مکان میں اعکاف کرنا جہاں بکثرت جماعت ہوتی ہے:
۲۸۳	مسجد شہید کردی ہے تو اعکاف کہاں کیا جائے:
۲۸۳	سرکاری دھندلے لینے کے لئے مسجد سے نکلنا:
۲۸۳	فصل اعکاف میں جوہر کے فصل کے لئے نکلتا
۲۸۳	مقدمہ کے لئے نکلتا
۲۸۳	جس شخص کے بدن سے بد بو آتی ہو اس کا اعکاف کرنا اور جماعت میں شریک ہونا:
۲۸۵	افران رتخ کے لئے نکلتا
۲۸۵	مختلف کا دوا می دہی کرنا:
۲۸۵	مختلف کا بیوی سے ٹکڑا کرنا کیسا ہے؟
۲۸۶	عورت اخیر مشرہ کا اعکاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اعکاف میں حیض آ جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۸۶	مختلف کا لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کرنا:
۲۸۷	صنوں کے درمیان بندھی ہوئی مختلف کی چادروں کو بوقت جماعت کھول دینا:
۲۸۷	بڑی سکرین کے عادی، مختلف کا اس کے لئے مسجد سے باہر نکلتا:



## صلوۃ الجنائز

جنائزہ النثار رکھ دیا گیا:

(سوال ۲) سوا جنائزہ النثار رکھ دیا گیا ہو۔ یعنی جس جانب میت کا سر ہوتا ہے اس جانب ہر پور جس طرف ہی آئے پائیکس اس طرف سر ہو۔ اب نماز جنائزہ پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا تو نماز درست ہو گئی۔ یا پھر مرنے والے کی؟ (الجواب) جان بوجھ کر جنازہ النثار رکھا نہ کر دیا ہے، بھول سے ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، نماز کے ہر اسے کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار طحطاوی ج ۱ ص ۵۹۳ باب صلوۃ الجنائز ہو صحت لو وضعوا الرأس موضع الرجلین و اسأوا ان تعملوا فقط و الله اعلم بالصواب۔

ناپاک جگہ پر جنازہ رکھ دیا گیا:

(سوال ۳) نماز سے پہلے نماز جنائزہ کے لئے مسجد کے قریب ایک جگہ مقرر ہے، وہاں پر نماز جنائزہ پڑھ لی ہے، نماز رکھا اور نہ جانے کی وجہ سے بھٹس سے پیشاب کیا تھا، جنازہ اٹھا لینے کے بعد جگہ پیشاب سے تر و عظیم ہوئی تو نماز درست ہوئی یا نہ اسے کی ضرورت ہے؟ (الجواب) میت اور جنازہ پاک ہو تو جس مقام پر جنازہ رکھا گیا ہے اس کا ناپاک ہونا ضرورت نہیں، نماز درست ہے۔ ہر اسے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) فقط و الله اعلم بالصواب۔

وضع حمل میں وفات پانے والی ماں اور اس کے بچے کی نماز کا طریقہ:

(سوال ۴) زچگی (حالت وضع حمل) میں ایک عورت اور اس کا لولہ و بچہ دونوں وفات پا گئے ہیں۔ اب دونوں کی نماز جنائزہ ایک ساتھ پڑھی جائے یا الگ الگ؟

(الجواب) دونوں کی نماز جنائزہ الگ الگ پڑھنا کافی ہے، ایک ساتھ پڑھنی ہو تو امام کے آگے پہلے بچہ کا اور پھر اس کی ماں کا جنازہ رکھا جائے یا بچہ کی پائیکس پر ماں کا جنازہ رکھا جائے یہ بھی جائز ہے۔ دونوں کی ایک ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں اولاد پانے والی کی دعا اور پھر بالغ کی دعا پڑھی جائے یعنی ما اذنا کان فیہم مکلفون و صغار و الظہر اذہ سانی صعداء الصغار معد دعاء المكلفین کما مر۔ (طحطاوی علی مرقا الفلاح ص ۳۳۵ باب احکام الجنائز فقط و الله اعلم بالصواب۔

امام نے بھول سے تیسری تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا تو کیا کرے؟

(سوال ۵) نماز چارہ میں امام نے تیسری تکبیر کہہ کر بھول سے ایک جانب سلام پھیر دیا پھر یاد آیا بیچے سے مقتدی نے تکرار یا توبہ امام کیا کرے؟

(۱) وظاہر۔ مکلف قیامت لست بشرط حکمہ فی المصروف طحاوی علی مرقا الفلاح فی الفصل الخامس فی الصلاۃ علی قیامت



الحساب (المسلم مطلب علی الطلح مفسحة) میں غیر نقیض ہو الاصح (وہ محتار) ثنائی میں ہے۔  
 - الحوالہ ہو الاصح) لانه یختلف باختلاف الاوقات حوا و بودا والمیت سدا و ہذا والا مکثہ  
 بحر و قبل بقدر ثلاثة اہام و قبل عشرہ و قبل شهر عن الحموی (وہ محتار) و شامی ج ۱ ص ۸۲  
 باب صفوۃ الجنائز قبل مطلب فی کراہہ صلاۃ الجنائز فی المصحح البحر الرائق ج ۲ ص  
 ۸۲ اکتاف الحائز تحت قوله فان دین بلا صلاۃ الخ فقط والله اعلم بالصواب

**قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟**

(سوال ۹) یہاں پر (الغریبہ میں) قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق یہاں کے علماء میں اختلاف ہے کیا ہے۔  
 ایک فریق کہتا ہے کہ تاہم عزت و احترام فریق کہتا ہے کہ بڑا تکلف جائز ہے اس سے قبر ہو یا نہ ہو اور وہاں فریقوں میں  
 ۲۰ سالہ فرق ہیں حق ہے ۱۰۰۰ نماز جنازہ قبرستان میں پڑھی جائے نہیں۔ یا التفصیل جواب نہایت فرمائیے۔  
 (الجواب) ۱) قبرستان میں حدی حدی ہو اس سے قبر میں نہ آئی ہو اور اگر آئی ہو تو اتنے دور ہوں کہ ماری کی تلاوہ  
 ان پر نہ پڑتی ہو یا درمیان میں کوئی دھنک ہو تو نہ جنازہ پڑا کر مات جائز ہے اور نہ غروب ہے۔ حدیث کی مستحکم کتاب  
 ہائے حق میں۔ یہ بھی ان بصلی علی الجنائز میں القبور (قبروں) کے درمیان نماز جنازہ پڑھنا مکروہ  
 ہے (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱) فقیر کی مستحکم کتاب "اسد اللہ" میں ہے۔ قال ابو حنیفہ ولا یصلی ان یصلی علی  
 میت بین القبور الخ ص ۳۱۵ باب صلاۃ الجنائز فصل فی المدفی، (ترجمہ) ۲۰۰۰ پونہ پڑھنا ہے جس  
 کہ قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھی جائے۔ "حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ نے قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنے کو مکروہ  
 کہتے تھے۔ (بحر الرائق ج ۱ ص ۸۵) فقط والله اعلم بالصواب

**خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھے یا نہیں؟**

(سوال ۱۰) خود کشی کرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ احوال متنبہ تحریر فرمائیے۔  
 (الجواب) ہے کہ خود کشی اگر وہ بے عیب کفر ثبوت معلوم نہ ہو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اور اس  
 نے اگر حقہ از جزاؤں کی موت کے لئے نماز جنازہ میں شرکت نہ کریں تو اس کی تجلیات ہے مگر عوام برہنہ رہیں گے کہ نماز  
 جنازہ پڑھیں نماز جنازہ پڑھے بغیر نہ کریں۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان کی نماز جنازہ تم پر لازم ہے وہ تکبیر پڑھا  
 اور کما قال علیہ الصلوۃ والسلام درگاہ میں ہے میں قائل ہوں کہ لو عمداً یحصل ویصلی نہ یعنی  
 تہذیب۔ چراغ خود کو نہ اٹھائی کہتے تو اس کو شمشیر لایا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی ہے ایسی نہ تھی۔ یہ  
 :- شامی ج ۱ ص ۸۱۵ باب صلوۃ الجنائز فصل فی صلاۃ الجنائز ہو اللہ تعالیٰ اعلم

نماز جنازہ مسجد کی جہت خائنہ میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱) میرا مقلد سووی لیا الکلیل صاحب مامروں نے ایک اشتہار چھپائی کہ غمی سے (نماز جنازہ میں) نماز جنازہ خائفانہ جہت کے مطابق مسجد کے منبر سے نہ پڑھیں گے جس پر غمی جانے "پڑھنے کے متعلق تفصیل اور اس کی تشریح" تالیف کی ہے۔ میں سویر سویر مسجد کی جہت کے عالم لائق قاضی کے سامنے لکھ رہا ہوں کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نماز جنازہ میں جہت خائنہ میں پڑھی تھی۔

اور کہتے ہیں:-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں جہت خائنہ میں پڑھی تھی۔

اور کہتے ہیں:-

نماز جنازہ میں پڑھنا بہت عزائم میں پڑھ سکتے ہیں۔

اور کہتے ہیں:-

نماز جنازہ مسجد کے اندر پڑھنے کا اصل آیت بھی ملے دینے میں جاری ہے۔

اور کہتے ہیں:-

محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس صلہ علی جنازہ فی المسجد فلا حولہ وفی رواية فلا شخصی نہ (جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور ایک راایت میں ہے کہ اس کے لئے نیکو عمل لکھا ہے) اس میں فلا حولہ کا لفظ کتب حدیث میں نہیں ہے اور قطب لہذا بھی کہہ رہا ہے۔

نماز جنازہ میں پڑھنا بہت عزائم میں پڑھ سکتے ہیں، یہ اشتہار پڑھ کر بہت سے لوگ شوش میں مبتلا ہیں، یہ اشتہار غلطی کا کار کے متعلق نہ سمجھ سکتے ہیں۔

معنا: (حوالہ کتاب قرآن کریم) جہت خائنہ۔

۱۔ طحاوی ص ۱۱۱ (جو کتاب طحاوی ص ۱۱۱) میں ہے کہ "یا عذرہ" (یعنی جہت خائنہ میں) کو نماز جنازہ میں پڑھنا مکروہ اور ممنوع ہے (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں صلی علی جنازہ فی المسجد فلا حولہ (یعنی) (جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا اس کے لئے کوئی گناہ نہیں کیا اور ایک راایت میں ہے کہ اس کے لئے نیکو عمل لکھا ہے) اس میں فلا حولہ کا لفظ کتب حدیث میں نہیں ہے اور قطب لہذا بھی کہہ رہا ہے۔

۲۔ کتاب اللجائز باب الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد (یا عذرہ) ص ۹۸

۳۔ شرح منہاج ص ۱۱۰ ج ۱۔ کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد (یا عذرہ) ص ۹۸

۴۔ شرح منہاج ص ۱۱۰ ج ۱۔ کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد (یا عذرہ) ص ۹۸

۱۰۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت سے مسلمانوں نے ان کے ذکر و تذکرہ نہ چھوڑا۔ ان کی شہادت و شہرت کا سبب یہ ہے کہ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۱) تیسری صدی ہجری کے آخر میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۲) چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۳) پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۴) چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۵) ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۶) اسی صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۷) دسویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۸) گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔

(۳۹) بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔ ان کی ولادت کے بعد ان کی شہرت بڑھ گئی۔







کہ لافہ لا یؤمن منهم النجاسة وهو المعنى الموجود في البيت (باب ۱۵ ص ۳۳) یعنی اس لئے کہ بچوں اور پاکوں سے نجاست کے تعلق الہمیز نہیں کر سکتے، غلط روایت ہے کہ کوئی گندلی پھیلادیں گے۔ یہ حالت (سندن کا غلطہ کہ قرن وغیرہ نجاست خارج ہو جائے) جنازہ میں بھی پڑا جاتا ہے۔

”مسووفہ میں بھی حدیث مذکور نقل فرما کر لکھا ہے۔ فذا كان العصى ينهي عن المسجد فالمسجد  
اولیٰ (ج ۲ ص ۶۸ المسووفہ عسی الحضارة) (ترجمہ) جب بچوں کو مسجد سے روکا گیا ہے تو میت نہ لے کر اسی جگہ  
القبہ رکھا جائے۔

”مسووفہ“ مسووفی (میں) ہے ”ایہ تحریر یہ“ بعد واجب است ہر وہ اثر انداز کے آلائش خالی نہ باشد“ (ج ۲ ص ۶۱۵) (۱) اور  
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے یہ بھی ہے کہ مسجد کو پاک صاف رکھنا واجب ہے اور مردہ تجھڑی رہے آلائش  
سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے مسجد بونی جیسی مقدس اور بڑی فضائل والی جگہ چھوڑ کر جنازہ پڑھنے کی بجائے ایک الگ جگہ پر میت رکھ کر  
تختی فی الخلل اگر وہاں آنحضرت علیہ السلام کی محنت اور طریقہ کے خلاف عمل ہوتا ہو تو مردہ شرعاً حاجت نہیں ملا علی قاری اور ابن  
ہوہام اور علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ قلت هذا التمسك كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم والحلفاء  
المؤمنين على انقضاء القرون الثلاثة الخ (ترجمہ) ”میں کہتا ہوں کہ اہل مدینہ کا جوہر تہاتر حالات رہا اور ان  
نے عمل کا حاجت اور دلیل ہونا ہی کریمہ اور فضائل سے روشن کرنے کے زمانے اور قرون ثلاثہ تک تھا مگر قرون ثلاثہ کے بعد  
حالات بہت بدل گئے اور بدعات کی اثرات ہوئی خصوصاً نماز سے ماننے میں (یعنی) (تعمد القاتلین)

اور حضرت علی قاری التوفی ص ۱۷۱ (۱) اور اپنے زمانے کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ ”حرفین شریفین نے  
وجود واجب نہ بدعت اور زیادتوں میں پہنچنے ہوئے ہیں۔ (۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۷۱

حضرت داہلی قاری کا یہ نہایت حرمین کے مفسرین پر ایک رسالہ بھی موجود ہے مگر کوئی علمی عالم بھی نہ لکھا  
اور حاکم روایت ہے جلیبی یقول کے خلاف فتویٰ ہے تو اس سے مذہب پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

مسجد میں جنازہ کی نماز مردہ ہونے کے بعد واجب بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے واجب کے لحاظ سے مردہ متحرک  
ہے اور دوسرے واجب کے لحاظ سے مردہ تحرکی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق کس کو پڑھنا ہے؟

(مسووال ۱۲) نماز جنازہ پڑھانے کا حق کون ہے؟ محکمہ کا امام یا میت کا ولی؟ کتاب شرع و تقایم میں ائمہ  
بالشہادۃ، بحرہ صغریٰ، البحر عند کلام بحر، و فیما بہیت اس ترتیب سے ہے بلکہ تفصیل کریں کہ احق پڑھانے کون ہے؟ امام  
اولیٰ بہیت ”ایہو تو برہا۔

الحواصی، محکمہ کا امام اس وقت زیادہ حق رکھتا ہے جب کہ امام میت میں اس سے کوئی افضل نہ ہو اور اولیٰ بہیت سے  
نہیں بنی والیت، اصل ہے اس امام سے افضل ہوں گے تو احق قرار پائیں گے یا جس کو وہ چاہے۔ یہ جو فسی  
شرح المسجع للمصنف اما يستحب تقديم امام مسجد حید علی التولی اذا كان يحصل من الولی  
مذکرہ فی الفتاویٰ ۱۰ و هو قد من و کذا فی: الجسی ولی جوامع الفقہ امام المسجد المصنف المصنف

ولیس من ادم الحی ۱۰ و محضر النبی ح ۲ ص ۸۰ : الصلوۃ ہی اجزاء تحت قولہ ثم ادم  
 لحي (وقوله ثم ادم الحی) اجزاء ۱۰ امام مسند مجید مکن بشرط ان یکون الف من الی و لا  
 فلی الی الی ۱۰ : طحاوی علی مرقا الفلاح ص ۳۳ : ولقد بع امام یحیی صدوب لفظ بشرط  
 ان یکون الف من الی و لا فلی الی الی ۱۰ : و سجد مع ثانی ح ۱ ص ۶۳ : فلی الصلوۃ الجذو  
 مطلب علی بیان من احق بالصلاۃ علی العیث

کتاب : حق تبارک و تعالیٰ : ابانہ کتاب اعلیٰ مقام کفر و ادیان و غیرہ شریعہ و دین  
 اور انشہا : ان شریعت و سنن کے خاتمہ میں آیا ، و قدامہ حق باقی ہے کہ اس سے فقہر کو نہیں ہے و راک  
 امام کتاب تویت اصیبت : اسکی کہ نام کے اتصال سے سب سے اولیہ میت میں سے جو فضل ہوگا : و نماز جنازہ  
 یا نماز کا زیادہ و حق دار ہوگا : قدامہ الطرہ سبب ۔

امام نے نماز جنازہ میں تین تکبیریں دین کے بعد سلام پھیر دیا :

(حدیث ۶۳) : نماز جنازہ میں تین تکبیریں دین کے بعد سلام پھیر دیا ، لکن سینہ یں چوتھی تکبیر و نماز پڑھائی  
 و نماز پڑھائی یا تین تکبیریں دین کے بعد سلام پھیر دیا ، لکن سینہ یں چوتھی تکبیر و نماز پڑھائی  
 : طحاوی ص ۸۰ : امام یحیی ص ۳۳ : ولقد بع امام یحیی صدوب لفظ بشرط  
 ان یکون الف من الی و لا فلی الی الی ۱۰ : و سجد مع ثانی ح ۱ ص ۶۳ : فلی الصلوۃ الجذو

الصلوات : صورت مسئلہ میں نماز پڑھائی کہ دونوں ضرورت میں ہے : حق شریعہ و ادیان و غیرہ شریعہ و دین  
 : یہ صورت ہوئی : نماز پڑھائی یا تین تکبیریں دین کے بعد سلام پھیر دیا ، لکن سینہ یں چوتھی تکبیر و نماز پڑھائی  
 : و نماز پڑھائی یا تین تکبیریں دین کے بعد سلام پھیر دیا ، لکن سینہ یں چوتھی تکبیر و نماز پڑھائی

سلسلہ ان السلام : امام یحیی ص ۳۳ : ولقد بع امام یحیی صدوب لفظ بشرط  
 ان یکون الف من الی و لا فلی الی الی ۱۰ : و سجد مع ثانی ح ۱ ص ۶۳ : فلی الصلوۃ الجذو  
 رکعتان مان حق : امام یحیی ص ۳۳ : ولقد بع امام یحیی صدوب لفظ بشرط  
 ان یکون الف من الی و لا فلی الی الی ۱۰ : و سجد مع ثانی ح ۱ ص ۶۳ : فلی الصلوۃ الجذو  
 او کئی فی صلوۃ العتہ فظن : امام یحیی ص ۳۳ : ولقد بع امام یحیی صدوب لفظ بشرط  
 ان یکون الف من الی و لا فلی الی الی ۱۰ : و سجد مع ثانی ح ۱ ص ۶۳ : فلی الصلوۃ الجذو  
 سلام عہد : حق تبارک و تعالیٰ : ابانہ کتاب اعلیٰ مقام کفر و ادیان و غیرہ شریعہ و دین  
 اور انشہا : ان شریعت و سنن کے خاتمہ میں آیا ، و قدامہ حق باقی ہے کہ اس سے فقہر کو نہیں ہے و راک  
 امام کتاب تویت اصیبت : اسکی کہ نام کے اتصال سے سب سے اولیہ میت میں سے جو فضل ہوگا : و نماز جنازہ  
 یا نماز کا زیادہ و حق دار ہوگا : قدامہ الطرہ سبب ۔

(نوٹ : انکی و شبہہ کہ اس کتاب کے سرچشمہ و جو وہ اپنی شرفیہ : از ار قصہ نے سلام پھیرتے ۔







صحیح نہیں ہے۔ اگر نماز جنازہ ہفتہ نماز ہوئی تو میت کا سامنے ہونا ضروری نہ ہوتا۔ میت کا سامنے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے غارِ شریف اور دعا، مغفرت کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں چاروں تکبیروں میں ہر تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جاتی۔ کیونکہ ہر تکبیر ایک رکعت کے قلم مقام ہے۔ سو قولہم ان التکبیروت الاربع قسام مقام ربیع رکعات شامی میں ۸۱۳ ج ۱ (باب صلوة الجنائز مطلب فی الصلوة الجنائز) اور اس میں رکوع اور تکبیر ہوتا۔ اور تشہید ہوتا۔ اور غلطی ہونے پر مجدد کو کیا جاتا۔ مگر نماز جنازہ میں ان میں سے کوئی کمال بھی نہیں ہوتا۔ یہ درست ہے کہ بعض روایتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ مگر وہ ثناء اور دعائی جگہ ہے۔ بطور قرأت پڑھنے کا صراحت کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔ وفی شرح الہمام قالوا الا لمقرأ الفاتحة الا ان یقرأھا بنیۃ اللہ و لم یثبت القراءۃ عن رسول اللہ ولی موطن الا امام مالک عن نافع ان ابن عمر کان لا یقرأھا فی الصلوة علی الجنائز الخ (مرقاۃ المفاتیح میں ۴۷ ج ۳ باب المنی الجنائز والصلوة علیہا)

ونما قول ابن مسعود ولم یثبت عنی صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً من القراءۃ فی الصلوة علی الجنائز رواہ الامام مالک (ای) واجاب الحنفیہ بانہ لم یکن لقرأۃ الفاتحة لا جل نہا قراءۃ بل علی نیۃ التناء والتشاء جمعاً بین الاداء وقرأۃ الفاتحة بہذا النہجۃ جائزۃ عندنا فاعمل (وسائل) لا رکان میں ۵۶ فصل فی حکم الجنائزۃ القراءۃ ینخرج عن القراءۃ بقصد التناء فلو قرا الحنب العاتحة بقصد التناء لم یحرم ولو قصد بها التناء فی الجنائزۃ لم یکرہ الا لافراد المصلی فاصد التناء فانھا تجزیۃ (الا شیان والنظائر میں ۱۹۹ ج ۲) قوله ولو قصد بها التناء فی صلوة الجنائزۃ لم یکرہ القول فہم منہ لو قصد القراءۃ بنیۃ بکرہ قال فی المحيط والتحبس لو لمقرأ الفاتحة یعنی فی صلوة الجنائزۃ بنیۃ اللہ فلا یأسر بہ وان قراھا بنیۃ القراءۃ لا تحوز لانھا محل الذنۃ دون القراءۃ تنہی (رحموی شرح اشیاء میں ۲۰۰ القراءۃ الثانی) الخ اصل نماز جنازہ میں قراءۃ نہیں ہے مگر کئی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ بنیۃ ثناء و دعا پڑھی جائے تو جائز ہے۔ لیکن چونکہ میت کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں ہے نہ سورہ فاتحہ بطور قراءۃ ہی پڑھیں گے۔ (جیسا کہ اور نمازوں میں پڑھتے ہیں) اور اگر میت کے مرتکب ہوں گے۔ اس لئے ان نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی اہم کو اجازت نہیں ہے۔ یہ نقطہ ائمہ اہل علم بالصواب

فخرش پھولی پھولی ہو تو نماز جنازہ پڑھے یا نہیں؟

(سوال ۱۹) فخرش پھولی ہو اور میت کی قبر اس کی نماز جنازہ کی ہے یا نہیں؟

(الجواب) پھولی پھولی فخرش نماز جنازہ کے قابل نہیں۔ مگر الرافق میں ہے۔ لا یصلی علیہ بعد التفسیح لان الصلوة شرعت علی بدن المیت فاذا تصفح لم یبق بدنہ قائماً۔ ترجمہ۔ پھولی پھولی فخرش نماز جنازہ کے قابل نہیں کہ نماز جنازہ قائم بدن پر مشرور ہے اور فاسد بدن کا نہیں۔ (میں ۱۸۲ ج ۲ کتاب الجنائز فصل تسلطان الحق بصلواتہ فقط واللہ اعلم بالصواب)

نماز جنازہ میں پڑھنی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

(سوال ۲۰) نماز جنازہ کی پڑھنی تکبیر کے بعد سلام پھیرنے کے وقت امام اور قاری ہاتھ باندھے ہیں یا چھوڑ دیں۔ ہمارے امام صاحب سلام سے قبل دونوں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں تو اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(الجواب) دونوں صورتیں جائز ہیں۔ امام طاہر ابن احمد البخاری سرخسٹی خلاصۃ الفتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ولا یعقد بعد التکبیر الرابع لانہ لا یصلی ذکر مسنون حتی یعقد فالصبیح اندہ یحل للیسن ثم یسلم تسلیسین ہکذا فی الحدود یعنی نماز بارہ میں پڑھنی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے۔ بلکہ چھوڑ دے۔ اس لئے کہ پڑھنی تکبیر کے بعد کوئی ذکر پڑھنا مسنون نہیں کہ ہاتھ باندھے۔ لہذا صحیح یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر دونوں سلام پھیرے۔ (س ۲۲۵ ج ۱ الفصل الخامس واخر من فی الجنائز)

اور حضرت مولانا امجدالحی لکھنوی "سملیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ ومن ہہنا یخرج الجواب عما سالت من انہ حل یضع مصلی الجنائزہ بعد التکبیر الا حیر من تکبیر بعدہ ثم یسلم ام یوسل ثم یسلم وهو عند فیس بعد التکبیر الا حیر ذکر مسنون فیسن فیہ الا وسال یعنی آخری تکبیر کے بعد کوئی ذکر مسنون نہیں ہے بلکہ ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہے۔ (ص ۱۵۹ ج ۲ مطبوعہ مصطفائی حفظ فی ان وضع الیسین علی الشمال فی القيام حل ہو من غصطل فالصلوۃ ام لا) لیکن حضرت مولانا مفتی عابد الرحمن مدنی دیوبندی دامت برکاتہم اجمعین دارالعلوم دیوبند باندھے رکھنے کے قائل ہیں اور یہی معمول رہا ہے۔ واضح ہو کہ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد ذکر مسنون ہے۔ اول کے بعد ثناء اور دوسری کے بعد دو اذکار پڑھنے کی ہر تکبیر کے بعد تکبیر (سہم) ان میں سے ہر ایک ذکر مسنون ہے۔ (الی قول) اور ذکر عام ہے جو سلام کو بھی شامل ہے۔ اور فقہاء کا عموماً تکبیرات جنازہ میں ذکر مسنون فرمانا دلیل کافی ہے۔ بخیر تعریض خلاف کے خلاف کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ (قانون دارالعلوم مدینہ منورہ میں ص ۳۱۲ ج ۵)

جنازہ کی نماز قبرستان میں پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال ۲۱) صلوۃ جنازہ قبرستان میں پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) بلحاظ اقوال کے۔ میان نماز جنازہ تحریر ہے۔ مجبوری ہو تو کھڑے ہو فی البدائع وغیرہا قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ لا یصلی ان یصلی علی میت بین القبور وکلی علی وابن عباس بکر ہان ذلک وان صلوا اجزاء ہم لما روی انہم صلوا علی عائشۃ وام سلمۃ من مقام البقیع ولا یصلیون ہربرۃ وفہم ابن عمر رضی اللہ عنہم لم یحل الکراۃ اذا لم یکن عنقر فان کان فلا کراۃ خفاۃ الخ (طحاوی علی مرآۃ الافلاح ص ۳۳۷ فصل السلطان احق بصلائہ) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد میں جنازہ کی نماز:

(سوال ۲۲) مسجد میں جنازہ کی نماز کراہی ہے یا مکروہ تحریمی؟ بینا تو بڑا۔

(الجواب) بعض کے نزدیک کراہت تزکیہ ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تحریمی (دلیل یہ ہے: ویکبرہ صلوۃ الجنائزۃ فی المسجد قبل العدد اصحہ اللہ تعالیٰ وبعض الناس عندنا من واحد لم یسب فی الدلیل ولا ینہیہم الا حراج الی المقبرۃ یضعوہ فی المسجد وایہ سکروہ ذکر فی شرح المکرخی فیہ لعل علیہ السلام حراماً حد کم صیاً نکم لانه لا یؤمن مہم النجاسة وهذا المعنی موجود فی المیت (مصاب الا استعمال فیہ ص ۳۳ باب نمبر ۱۵)۔  
- فقہاء ائمہ بالصواب -

میت کے نصف جسم پر جنازہ کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۳) میت کا بدن آدھا یا اس سے کم یا یہ وہ ہو اس کے کل کفن مؤثر نماز کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ (فتاویٰ برار)۔

(الجواب) جب میت کا جسم آدھ ہو (یعنی سر بھی ہو) تو دوپور سے جس کے حکم میں ہے بطریق مسنون تعمیر و تلبیس کیا جائے اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اور اگر آدھا جسم دوسرے ہو تو کسی میت کے لئے نہ بطریق مسنون غسل ہے نہ تلبیس نہ ٹھکانہ نماز جنازہ نہ پڑھا کر ایک کپڑے سے کفن پیرا کر کفن حصہ میں رہا یا جائے اور کئی ذیل میں پانے والے سے تم جسم ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً جس سے کہ کفعمو من النیت (ای ہو وجد طوف من اطراف انسان او نصفه مشرقاً و جنوباً او عرضاً یلف فی عرفۃ الا اذا کان معہ الراس یکتفی کما فی البدائع ۱۵) (سامی ج ۱ ص ۸۰۹ باب صلوۃ الجنائزۃ مطلب فی کفعمو یکتفی) واللہ اعلم بالصواب

مخت (فقہی) کی نماز جنازہ:

(سوال ۲۴) مخت کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ (فتاویٰ برار)۔

(الجواب) مسلمین میں میت کا ہوتے نماز جنازہ پڑھا کر مصماؤں کے قبرستان میں دفن کیا جائے تعمیر و تلبیس اور نماز جنازہ اسلامی حق ہے پتہ نماز اعمانی و تعمیر و حدیث شریف میں ہے صلوۃ علی برو و فاجر و حدیث (۱) واللہ اعلم بالصواب

پیدائش کے وقت زندگی کے آثار معلوم، دس تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۵) یہ کہ پیدائش کے وقت آثار حیات معلوم ہو۔ تہہ جس کی وجہ سے یہ طور پر یہ ہوا کیا آثار حیات معلوم نہ ہو کے تو اب اس کا نام رکھا جائے اور جنازہ کی نماز پڑھی جائے مانیں مگر کچھ مرزا و پیادہ کیا حکم ہے؟ (فتاویٰ برار)۔  
(الجواب) بچے کے ہر ایک اعضاء پر یاہر آثار حیات ہوتی ہیں یعنی سر کی طرف سے پیدائش ہو تو یہ کب اور

(۱) کتاب الامارۃ یسقط علی کل مسلم ما عد الا ولادۃ صغیر اکاں لو کبیر اکثر اکاں او انی حر اکاں او عراۃ فلو انی عالم کسری فی اصلاحۃ علی المیت ج ۱ ص ۶۶

یاں کی طرف سے پہنچو تو نصف تک نکلو اس وقت تک آتا۔ عیادت پائی رہیں تو پندرہ و تیرہ بجو اور اسنوں طریقہ  
 اس کی تھمیر، تھمیں کی جائے کی اور نماز جنازہ پڑھو کر پٹن کیا جائے گا اور اگر اس طرح نہ نکلتے سے پہلے مر جائے تو مردہ  
 شمار ہوگا اس کو مخرج پر لے پڑتے ہیں پیت کر بلانماز جنازہ کے کفن اور یا جائے اور دونوں صورتوں میں امر کما لیا  
 جائے۔ دیکھا میں ہے ومن وللمخيمات بغسل وبصلي عليه وبيرث ويوثر ويسمي بن استهل - لبناء  
 للدفن على اى وجه، مہ ہا یہاں علی حیاتیہ بعد خروج اکثرہ۔ الی قولہ۔ (والا) يستهل (وعس  
 وسمی) عند الکسی وهو الاصح ومعنی ہ۔ (واں) فی حرفۃ ودہی رقم بھلی عیدہ (اور مختار  
 مع النسخ) ج ۱ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ باب صلوة الجنائز مطلب فی علاج الجنائز فقط والله اعلم  
 بالصواب

نزد جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو :-

(سوال ۲۶) انھیں گاؤں میں نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہیں ہو، اور جو انتظار کے کوئی نہیں ملے، بھوکھ بھوکھ  
 خراب ہونے کے باعث بلانماز جنازہ پڑھنے کوئی چاہے تو اس کے حقوق قائم کیا جائے یا نہ اور :-  
 (الجواب) نمازہ کی نماز فرض ہے، علیہ ہے جس کے پڑھنے سے سب بری اللہ ہو جائے ہیں، اگر ایک بھی نہ پڑھے گا  
 تو سب بزرگ فرض نماز ہوں گے اور دیتے بڑے بڑے مردے میں رہے گی، ہذا نماز جنازہ کیلئے پڑھنا پڑھا ہا ضروری  
 ہے کہ کوئی بھی نماز جنازہ پڑھ جائے، (اللہ سے توفیق ہے) ایک مرد یا عورت، عموماً کہ جنازہ کے گھر سے نکلے ہوئے ہو کہ تکبیر کرے  
 کہ یا ہو یا نہ ہو، پھر پڑھتے ہیں تکبیریں کہہ کر (نکل چاد گھسیں ہوں گی) اور نزدیک پڑھیں، کوئی شام ہوگی، (گناہ سے بڑی  
 ہو) نہیں گئے۔ بخلاف انہما بالصواب۔

پندرہ نماز سے تین دو چار نہیں تو ان کی نزد کس طرح پڑھی جائے :-

(سوال ۲۷) ۲ سے گاؤں کے قریب شہر ملی، مزار میں ایک عورت، تین نابالغ بچے اور بیاں انتقال کر گئی تھیں، ان  
 بچہ کی عید کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جنازہ لائی لائن میں تہجیب وار رکھے گئے تھے تو اس طرح ایک نماز جنازہ  
 پڑھنے سے سب جنازوں کی نماز ہو جائے گی، بچے چنانچہ نابالغ تھیں، تمام ایک ہی نماز پڑھی، اگر ایک نماز جنازہ کافی  
 ہے تو انکی حالت میں نزد چار یا اس طرح پڑھیں اور جنازہ کے کسی طرح رکھے جائیں، انھیں جواب مرحمت فرمایا نہیں۔  
 بینوا للذلیل و جروا بعد الکرم ج۔

(الجواب) ماہ اول صلیب، ان تمام جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سب جنازوں کی  
 نماز ہو جائے گی، و جنازہ کی نماز کی دعا۔

الجمعة علی الصلوة فی صلیب، وادغام بہ المعص وادغام کل او بجماعاً ذکر، کان فی النش سقط عن النش واد  
 سرک الکفر، نسو اھکذا فی التذاریع، غابری فی الصلوة علی العیب ج ۲ ص ۲۶ ومن لا یحس  
 الذم، و یفعل اللہم انصر اللہم من المؤمنین کذا فی المعص، بحر الرائق کتاب الجنائز، نصب فہرہ و غیرہ، اربع  
 نکورات الحج

اللھم اغفر لھما ومیتنا وضعدنا الخ میں مرد و عورت و چھوٹے بڑے سب شامل ہو جاتے ہیں، البتہ ایسی صورت میں بہتر اور افضل یہ تھا کہ ہر ایک کی نماز جنازہ والگ الگ پڑھی جاتی اور جو میت افضل تھی اس کی نماز پہلے پڑھی جاتی پھر اس سے کم افضل کی پھر اس سے کم افضل کی وھلم جہراً۔

سب جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھی جائے تو ضروری ہے کہ سب جنازوں کی نیت کی جائے، اگر جنازے مختلف ہوں (یعنی کچھ مرد کچھ عورتیں کچھ بچے) تو جنازے رکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

سب جنازوں کی شان جو پختہ رکھنی چاہئے اولاً مرد کا جنازہ رکھیں، اس کی پابندی پڑتا بالغ بچہ کا جنازہ اور اس کی پابندی پڑ عورت کا جنازہ اور اس کی پابندی پڑتا بالغ بچہ کا جنازہ اور نام سب سے افضل (۱) کے پاس گھڑا ہو۔ اس کی صورت اس طرح ہے۔

مرد کا جنازہ پھر نابالغ بچہ پھر عورت پھر نابالغ بچی۔

امام کی جگہ۔

دوسری صورت:

سب جنازے امام کے سامنے کیے بعد ونگرے اس طرح رکھے جائیں کہ امام تمام جنازوں کے سینوں کے مقابل ہو، اولاً مرد کا جنازہ اس کے بعد نابالغ بچہ کا، اس کے بعد عورت کا اور اس کے بعد نابالغ بچی کا جنازہ ہو، یہ صورت پہلی صورت سے اولیٰ ہے۔ مثلاً

(۴) نابالغ بچی

(۳) عورت

(۲) نابالغ بچہ

(۱) مرد کا جنازہ

امام کی جگہ۔

تیسری صورت:

یہ بھی جائز ہے کہ پہلے جنازے کے بعد دوسرا جنازہ تھوڑا نیچے ہٹا کر اس طرح رکھا جائے کہ دوسری میت کا سر پہلی میت کے کندھے کے پاس ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس ایسا اور چوٹی

تیسری میت کے کندھے کے پاس ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس ایسا اور چوٹی







پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اگر کسی نے ان اوقات میں نماز پڑھ لی تو کیا ہے؟ جیسا تو جروا۔

(الجواب) ان اوقات جنازہ آیا ہو پڑھ سکتے ہیں اگر وہ نہیں ہے پہلے سے آگیا ہو تاخیر کر کے ان اوقات میں پڑھنے کی وجہ نیت نہیں ممنوع ہے بدعت بخاری میں ہے (لا یستعقد المفسرین) وما هو ملحق به مگر واجب لحدیث کو تراویح (سجدة تلاوة وصلوة جنازة ثلاث) الا بقدری کتمل وحضرت النجاة قبل (لوجودہ کاملاً فلا ینادی نافعاً فلیو وجہاً فیہا لم یکرہ فعلہما ای تحریراً و فی التحفة الافضل ان لا توخر النجاة (در مختار) شای میں ہے (قولہ و فی التحفة) ہو کالاً مثلواک علی مفہوم قولہ ای تحریراً قالہ اذا کان الافضل عنہم التاخير فی النجاة فلا کولہ اصلاً وما فی التحفة اقراء فی النحر والنہر والمفتح والمراجع لحدیث ثلاث لا یز عنہا النجاة اذا حضرت الترخیر مختار والسنائی ج ۱ ص ۳۳۷ کتاب الصلوة فقط واللہ اعلم بالصواب۔

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا:

(سوال ۳۳) آج کل ہمیں یہ طریقہ کہیں نہیں دیکھا جا رہا ہے کہ کسی ملک سے انتقال کی خبر آتی ہے تو غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ یہاں اکثر لوگ حنفی المسلمین ہیں تاہم یہ شخص اس پر عمل چیرا ہیں اور ان لوگوں کو دیکھ کر دوسرے بھی اس پر عمل کرنے کے لئے مغرور ہوتے ہیں تو غائبانہ نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟ جو لوگ پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے نبیاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے، مفصل و مدلل جواب کی ضرورت ہے، جیسا تو جروا۔ (الکلیذ)

(الجواب) غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے ریاضہ کا سامنے ہونا شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نبیاشی احمد شاہ حبشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے، نیز روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبیاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ بس روز نبیاشی کا انتقال ہوا اس روز آپ نے صبا یہ کہ خبر دی کہ تمہارے بھائی نبیاشی کا انتقال ہو گیا اور صحابہ کے ہمراہ آپ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی تھی آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے ہمیں ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جنازہ آپ کے سامنے سید تیرا میں نبیاشی کا اعزاز میں تصور تھا، نبیاشی کی خدمات بہت ہیں، ایک دیکر میں جب مشرکین کہنے صحابہ رضی اللہ عنہم و جمعین پر بہت ہی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور طرح طرح سے شک و ناشر و عیاں کر کے حرم اسلام سے برہنہ ہو جائیں تو آنحضرت ﷺ کے حکم سے صحابہ نے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے ملک حبش کی طرف ہجرت کی وہاں نبیاشی نے صحابہ کا بہت ہی اعزاز و احترام کیا اور ہر طرح ان کو راحت پہنچائی اور خود بھی حلقہ نبیاشی اسلام ہو کر ظہر مسلمان بن گئے۔ ایسے وقت جب کہ صحابہ کا کوئی معین و مددگار نہ تھا نبیاشی نے ان کو پناہ دی اور ہر طرح مدد کی تا جب آنحضرت ﷺ و ان کی وفات کا علم ہوا تو آپ نے صحابہ سمیت ان کی نماز جنازہ پڑھا، ہر اس میں نبیاشی کا اعزاز بھی مقصود ہے لہذا یہ حکم عام نہ ہوگا اور اس سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔ خبر

آنحضور ﷺ کے مہذب زمانہ میں بے شمار سادہ و سادہ بنو کے باوجود شیعہ بنو کے اور ان کے شیعہ بنو کی خبر خود آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کی طرف سے نہ سنا نہ دیکھا نہ جازہ نہیں پڑھی۔ طائفہ خود حضور ﷺ کی ہدایت تھی کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھے اس کی اطلاع دو، اس لئے کہ یہ نماز پڑھا کر دے کے لئے باعث رحمت ہے۔ اور ان شاء اللہ ہے ان صلوات تک ممکن لہو۔ بے شک آپ کی امان کے لئے باعث تسکین ہے۔ یہ دعوت کا مشہور حادثہ پیش آیا جس میں سترے مقررے صحابہؓ کو شہر انصاریہ نے دھوکہ دے کر اسے اپنے ساتھ لے کر اپنی بے دردی سے سب کو شیعہ کر دیا، حضور ﷺ کو اس سے بہت فراق و مصرت ہوا ایک مہینہ تک فجر نماز میں قیامت نازل پڑی شہر ان کی جانب نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ خود وہ سب میں خود حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ان کی طالبہ بنی عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر دی ان کے لئے دعا و مغفرت کی ترغیب دے کر پڑھی، مگر علامہ ابن بازؒ نے ان کو مکرم ہونا تو آپؐ پر ایک کفارہ نماز جنازہ پڑھتے۔ اور آپؐ کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے راشدین اور شیخین صحابہؓ بھی اللہ تعالیٰ انھیں پرستے تھے اس کا صحیح حور پر قیامت نہیں، لہذا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ نماز جنازہ پڑھا کر پڑھے اور پڑھے تو یہ ظلم و ستم ہوگا۔ اب تالیفات ملاحظہ ہوں۔

درختہ میں ہے۔ وكونه امام المصلي وكونه للقبلة فلا تصح على غائب ومحمول على دابة وصلاة النبي صلى الله عليه وسلم على السجاني لغوية او خصوصية (قولہ او خصوصية) اولانہ وضع سریرہ حتی رآه عليه الصلوة والسلام بحضوره فتكون صلوة من خلفه على ميت الامام بحضوره وهذا غير مانع من الاقتداء فتصح واستعمل لهدى الاحتمالين بما لا مزيه عليه فراجع اليه سور جنة ذلك انه توفي حتى تكبر من اصحابه صلى الله عليه وسلم من انقضت عليه القرن ولم ينقل عنه انه صلى عليهم مع حرصه على ذلك حتى قال لا يموتن احدكمكم الا اذنتموني فان صلاتي عليه وجمعة لها (وتمتخا مع شامي ج ۱ ص ۸۱۳ مطلب في صلاة الجنازة) مراقي الفلاح میں ہے۔ والصلوة على السجاني كانت بمشهد كرامة لها ومعجزة للنبي صلى الله عليه وسلم (قولہ كات بمشهد) ای بمشهد النبي صلى الله عليه وسلم ای بما كان راه وشاهده فبصلية الله عليه وسلم فرغ له سريره حتى رآه بحضوره فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام دون السجاني وهذا غير مانع من الاقتداء اوامها خصوصية بالسجاني او ان السجاني بالصلوة الدعاء لا بالصلاة المخصوصة ومثل ما ذكر يقال في صلوة النبي صلى الله عليه وسلم على زيد بن حارثة وجعفر بن ابی طالب حين استشهد بموتاه (طحاوی علی مراقي الفلاح ص ۳۱۹ فصل في الصلوة على الجنازة)

زیادہ اسحاق میں ہے۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم نعى لانس السجاني اليوم الذي مات فيه وخرج بهم الى المصلي فصف بهم وكبر اربع تكبيرات مطلق عليه وروى ابن سنان في صحيحه عن عمران بن حصين ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان احداكم السجاني توفي فقوموا عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفوا خدعه فذكر اربعاً











پھر ہم نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک بڑا سا کھانا تھا۔ ہم نے اسے کھانا کھا کر دیا۔  
اس نے کہا: "میں نے یہ کھانا کھا کر دیا ہے۔"

(الجواب) : انا جازہ دیکھنے کو آئے تھا ، تاہم اس موقع پر عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی نفع نہیں حاصل ہوا ، وہ خوف کر رہا ہے ، بعد ازاں لا مکان فیضائہ (جو مختار) بوقت غلو صہ ان القصر فی القوی منہا : جلا لہ (مخفی) دیکھی ہے ۱۶۲ ج ۱ : کتاب التواکد ، التوحید ، غلط و اذیۃ ، علم بالصواب .

نذر کی وجہ سے جماعت خانہ میں نماز بنانا ہیڑ جاتا۔

(د) سولہ ۳۸: امام کی نماز کا عام نیت کی صورت میں جب کہ نماز کو اپنی شخصیت کے لئے ہو یا کسی اور کے لئے ہو۔

قبرستان میں نماز چھڑو:

سوال ۳۹) ہندوؤں کے ذہن میں انوارِ کرم کی پہلی ہے قبرستان میں ایک عمارت بنائی ہوئی ہے۔  
 اس عمارت کے ہر طرف دیو دیوے، پتھر، پتھر، پتھر اور انوارِ کرم کے پتھر بنائے ہوئے ہیں۔  
 اس عمارت کے ہر طرف دیو دیوے، پتھر، پتھر، پتھر اور انوارِ کرم کے پتھر بنائے ہوئے ہیں۔  
 اس عمارت کے ہر طرف دیو دیوے، پتھر، پتھر، پتھر اور انوارِ کرم کے پتھر بنائے ہوئے ہیں۔  
 اس عمارت کے ہر طرف دیو دیوے، پتھر، پتھر، پتھر اور انوارِ کرم کے پتھر بنائے ہوئے ہیں۔

عزیز نے اس کے پاس سے چھوٹ کر باغ کی چٹائی پر چھلانے کی کوشش کی۔ وہ چھوٹا سا لڑکا تھا جس کا نام اس کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقررہ نفل لیلا نفل حتی دفن ہذا قالوا الباریحۃ قال افلا اذنبو می قالوا دفنہ فی ظلمۃ اللیل فکرمنا ان ہو لظلمک فقام فصفا خلیفہ فصلی علیہ متفق علیہ (مسکوٰۃ باب المشی بالاحتیاط والصلوۃ علیہا ص ۱۳۵) اسی لئے فقہاء تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی میت بائنازہ نہ کرے کسی ہوداؤں غریب ہونے سے پہلے پہلے اس کی قبر پر نماز جنازہ درست ہے وان دفن بلا صلوۃ صلی علی قبرہ وان لم یغسل مالہ بغسل و تور الا بضع فصل السلطان احق بصلوۃ ص ۱۳۰ و ص ۱۶۱) لہذا مسرت مسکوٰۃ میں بائنازہ ہونے کا حکم صحیح نہیں نیز امداد القاری ص ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰ وغیرہ پر اتقان ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ اعلم بالصواب۔

احقر کا یہ "مطوئی" قدوسی جیسے کہ نفی ص ۱۳۵ ص ۵۰، جلد نمبر ۱ میں شاخ برہنہ ہے اس کا ترجمہ کر کے فتاویٰ رحمہ اوردہ میں شامل کیا گیا میرے ایک عزیز محرم، امجدہ، جہاں امام ہند، بابک اللہ فی حدیث میں نے تہذیب الہی کے امداد القاری ص ۳۳ میں ملویدہ دیکھ کر حائلہ کر لیا جائے۔ احقر نے امداد القاری کا فتویٰ بغیر سنا، اب احقر اپنے مندرجہ بالا فتویٰ سے رجوع کرتا ہے۔ امداد القاری کے حوالے سے حضرت القدوس والامان شرف علیہ تعالیٰ رحمۃ اللہ کا فتویٰ جتنے قدرتی اعتبارات سے قاطعاً مل جیسا جائے امداد القاری میں ہے۔

### تحقیق کر اہست صلوۃ جنازہ در مقبرہ:

میں نے ایک زمانہ میں اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ تیسرے جلد اول فتاویٰ امداد ص ۴۹ پر وہ فتویٰ درست ہے اور اس جواز کی تائید میں اس سے استدلال کیا گیا تھا کہ قبر خود میں سے زیادہ نہیں اور نعش کے سامنے جائز ہے تو اُسے سامنے درجہ اولیٰ جائز ہے۔

فقیر ایک عزیز نے شرع جامع میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ نفی ان یصلی علی الجسور بین القبور وحسن عن رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے فقہا صلوۃ شرعیہ والصلوۃ فی المقبرۃ مکروہۃ تنزیہاً الیرحۃ لکی کہ ہے اسنادہ حسن، یا اس باب میں سرسبز روایت ہے اور روایت مجھ پر روایت مقدم ہے لہذا اس فتویٰ سابقہ سے رجوع کرنا ہوا، کونہ نماز اوردہ جانے کی گھر کر اہست کا حکم کر جائے گا جیسا کہ عزیز فی کا قول اوچھٹل کیا گیا ہے۔

اور غور کرنے سے اس روایت کا جواب بھی ذہن میں آ گیا وہ یہ کہ فقہاء نے نماز کی کئی حالتیں بیان کیں ہیں اور ان کے لئے جواز نہ فرمایا ہے اور انکار کے سامنے ہونے کو نہ فرمایا ہے اور ہر فرقہ یہ بیان کی ہے۔ لہذا لہو بصدھا

احد والمجوس یصلون الجور لا الناء الموقدۃ (رو مختلور ورد المختار ص ۱۶۰ ج ۱)

نہیں یہی فرقہ قبر اور نعش میں ہو سکتا ہے رقبہ کی پرستش مقدس ہے نعش کی مقدس نہیں اس روایت کا شہرہ بھی۔ لہذا کیا اور کر اہست کا حکم محفوظ رہے واللہ اعلم۔

(امداد القاری ص ۳۳ ص ۷۰ حیدر علیہ حاشیہ مولانا مفتی سعید احمد صاحب چینی دی داہست کا حکم)

نیز نماز جنازہ و دفن کی گئی میت پر نماز جنازہ:

سوال ۴۰ ہمارے یہاں ایک مسلمان شخص کے گھر میں بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد انتقال کر گیا اس نے نہیں کر







ذو سبب والے کو غسل دیا جائے یا نہیں؟

(سوال ۲۵) کوئی شخص پانی میں ڈوب کر جاگے تو اس کو غسل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ پانی میں ڈوب جانا اور پانی میں سے نکلا غسل کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ بیخدا تو جروا۔

(الجواب) پانی میں ڈوب کر جاگے تو بھی غسل دینا ضروری ہے، پانی میں ڈوبنے کے لئے کافی نہیں ہے، کیونکہ میت کو غسل دینا آدموں کے دس فرض ہے۔ ہاں اگر اپنی سے نفس نکالتے وقت غسل کی نیت سے پانی میں تھکا غوطہ کھائے جائے تو غسل کے لئے کافی ہیں، دوسرے غسل کی ضرورت نہیں۔ قاضی خاں میں ہے: الغرض من غسل لثانی فہو لہی یوسف رحمہ اللہ وعن محمد رحمہ اللہ فی روایہ ان نوبی یغسل عند الا حرج من انشاء یغسل مرتین وان لم یو یغسل لثانی عند طی وولایۃ یغسل مرۃ (رج ۱ ص ۹۹) باب فی غسل المیت وما یعلق بہ من الصلاۃ علی الحارۃ النجس (محرر الرائق ج ۲ ص ۳۷) یحفظ واللہ اعلم بالصواب۔

شوہر بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۶) شوہر بیوی کے مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟ بیخدا تو جروا۔

(الجواب) ورنہ، میں ہے۔ (ویربع وجہا من غسلھا ومساھا من الشظیر انھا علی الاصح عینیہ وقلت الائمة الشیخ یحویز لاں علیا رضی اللہ عنہ عمل بطلیمہ ورضی اللہ عنہا فلما ہذا معمول علی بقاء الزوجین لفقولہ علیہ السلام کل سبب ونسب یقطع بالموت الا مہمی ونسبی مع ان بعض الصحابۃ تنکر علیہ شرح المجمع للعبی النج (محرر الرائج ۱ ص ۸۰۳) مطلب فی حدیث کل سبب ونسب یقطع الا مہمی ونسبی (یعنی مراد اپنی عورت کو غسل دینا تھا کہ گائے البتہ اس کا منہ کچھ سکتا ہے اور دیگر چیزوں ناموں کے لئے ایک ٹہلا بھی سکتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ٹہلا دیا تھا، ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اول تو اس پر اتفاق نہیں ہے کہ حضرت علیؑ نے ہی ٹہلا دیا تھا، روایت میں ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ٹہلا دیا تھا اور حضرت علیؑ کی طرف ٹہلانے کی نہایت اہم وجہ ہے کہ غسل کا سارا انتظام آپؑ نے فرمایا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت علیؑ کا غسل دینا عبادت قائم رہنے پر مشتمل ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ای فاطمۃ زوجتک فی الدنیا والاخرۃ (فاطمہ تبارک ورجع ہے) یا میں بھی اور آخرت میں بھی) نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کل سبب ونسب یقطع بالموت الا مہمی ونسبی (یعنی ہر سبب اور نسب موت سے منقطع ہو جاتا ہے مگر میرا سبب) (قرابت نسبی) اور نسب (قرابت نسبی) موت سے منقطع نہیں ہوتا، علاوہ ان میں نہیں صحابہ (جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے حضرت علیؑ کے غسل دینے پر اعتراض کیا ہے (شامی ج ۱ ص ۸۰۳) مہرہ دل مستحق فیر ہے اور احوط یہ ہے کہ بلا مجبوری اور شرعی ضرورت کے شوہر اپنی زہیر کو غسل نہ دے، البتہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ عورت ذات پوری ہو نہ تک وہ اس کے کاع میں ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔



ذریع ہو کر یا سب سے پہلے سے فارغ ہو کر؟ جواب سے نوازیں ہیں اور جواب (ازیر طائی)

(الحجواب) جب کسی کی موت کا یقین ہو جائے تو جس قدر ممکن ہو اس کی تجنیہ و تمسک اور تعفین میں جدائی نہ جائے۔ شاکہ میں ہے (فوقہ و مسرع فی جہازۃ) (لحاروی ابو داؤد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عذ طلحة بن النیراء و انصرف قال ما لوی الا قد حدث فیہ الموت فاذا مات فداؤنی حتی اصی علی و عجلوا بہ فانہ لا یغنی لجیفۃ فسل ان نحبس بین ظہر ابی اھلہ انصارف عن و حوب الصحیل) (ابو حنیفہ) (المریفة لاناہ یحتمل الا غناء و قد قال الا غناء ان کثیرین ممن یموتون بالسنکنة ضاحرا ید فتن احباء الا نہ یصر انراک الموت الحقیقی یھ الا علی الفاصیل الا طاء فصین النفا فیہا الی ظہور البقی منحو التفر اعدا۔ و فی المور و ہ و ان مات فجاء ف ترک حتی یتقن موتہ و شامی ج ۱ ص ۹۹) باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القرافۃ عند المیت

کئی میت کی تجنیہ و تمسک میں جلدی نہ ہانے اس حدیث کی بنا پر جو روایات نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ظہریں یا دھنسی اللہ عز کی غیبت کر کے واپس گئے تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ ان میں موت راہت کر چکی ہے، جب ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے خبر کرنا تاکہ میں ان کی نماز جنازہ عاؤں اور ان کی تجنیہ و تمسک میں جلدی کروں اس لئے کہ مسلمان کی شش کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے (شامی)۔ لہذا شرعی عذر اور قانونی جبری کے بغیر میت کی تجنیہ و تمسک میں تاخیر کرنا خلاف امر ہے۔ جب کہ وہ ہے۔ اس سے میت کو ایذا پہنچتی ہے اور اس کی بے حرشی ہوتی ہے، اور اگر پھول جائے یا پھٹ جائے تو نماز جنازہ کے قائل نہیں ہوتی۔ لہذا اگر شرعی احکام سے حکومت کو آگاہ کیا جائے اور میت کو جلد سے بعد میں کرنے کی قسمیں احاطہ حاصل کرنے کی قانونی طور پر مسلسل کوشش کی جائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اگر مالی قربانی پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے، ہاتھ کوشش کے باجود اگر کامیابی حاصل نہ ہو سکے تو مجبوری ہے اللہ معاف کرے۔ میت کو غسل دینے سے پہلے اگر کے قریب قرآن مجید کی تلاوت سنکی جائے مگر وہ ہے، دوسرے کی کمرے میں تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں اور پھر اس سے مذکورہ القراءۃ علیہ حتی یغسل اور شامی میں ہے، محل الکمرۃ اذا کان قریباً عنہ اما اذا بعد بالقرآن فلا مکر اھ۔ (دومستار مع الشامی ج ۱ ص ۹۹) مطلب فی القرافۃ عند المیت

شرعی مسجد کے نیچے نہانے میں میت رکنا درست نہیں، البتہ مزبوت خانہ ہو تو مرتج نہیں۔ احتساب میں ہے۔ طالع العبد اصلحہ اللہ تعالیٰ و بعض الناس اعدا و ان واحد آلو مات باللیل ولا یتھیا لھم الاخراج الی المقبرۃ یتھونہ فی المسجد و انہ مکروہ ذکر فی شرح الذکر حتی قل علی السلام جنوا مساجدکم حسبا مکم لاناہ لایز من منہم النجاسة و ہذا المعنی موجود فی المیت (اصحاب الا حصاب فلمی ص ۲۳ باب معبر ۱۵)

میت کو دفن کے لئے کسی دوسری جگہ انتھام کیا جائے جہاں میت کے پاس لوگ نہ ہوں، میت کو انتھام نہ کیا جائے دوسری جگہ انتھام ہو تو دوسرے کا تعلق و تعلق میں مشغول رہیں اور میت کے لئے دعائے مغفرت

۱۰۰

۱۔ جن اہل بیت میں بھی انی میں عمل کیا جائے۔ ایت کے لیے اس شخص کا نام اہل بیت میں نہ لیا جائے۔  
۲۔ خروج من عند الجنان والفساد والنجس۔ درمختار ج ۱ ص ۹۸۔ باب صلوات الجنان  
(۱) فرض ہے بعد از زون نہ رانی جب کہ وقت کے بعد نہ ہو۔ لیکن اگر یہ پیشہ اور اہل بیت  
انہوں میں سے کوئی شخص نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ ان کے بعد زون کی نماز ادا کی جائے۔ بعد از نماز میں۔  
۳۔ صلاۃ الجنان علی الخطیئة وعلی سبہ المعروف وغیرھا (کشف العیور والجمعہ والعشاء)  
درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۱۰۰۔ باب العبدین لفظ واللہ علم بالحوادث

زمزم میں تحریر کیا ہے کہ کون کون میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اسلامی ۵۰۰ میں ہے کہ زمزم، کون کون میں ذکر کیا گیا ہے کہ کون کون میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۔ الحبوب۔ ہاں انہوں نے اس کی غرض ہے آپ زمزم میں ذکر کے ایک پابند یا پھر ان میں استعمال کرتے  
ہیں۔ ولذا قال فی الاموال المحمدیہ لوضع شعر (مدی اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اللہ  
وہما۔ وجمہارہ اوسم علی غیر عامر لہذا ذلک العاصی بمرکب ملک اللہ حرمہ من العذاب  
وہم عند القیامہ ورمزہ والکلمہ المعلومہ وطلابہ امتار الکعبۃ والکعبۃ علیہا (تفسیر) انہیں میں  
۵۰۰ میں ہے کہ جب چھٹی ہوتی ہے کہیں ہے کہیں میں۔ اگر اور شیعہ شریعت کو نہیں ہیں انہوں نے اہل بیت سے  
بے شک انہوں نے اس پر

نرس ۵۰۰ ہوا ان میں کافی ہے یا دوسری مرتبہ کرتا پڑے گا؟

۱۔ سور ۵۰۔ انہوں نے (قرآن) میں آخر یا غاوی نے بعد ان کی کئی دفعہ عمل کی ہو چکی ہیں اور ان کی  
ان کی حالت میں ہر روز پڑھا کرتے۔ تو اس میں ہر روز پڑھا کر عمل میں نہ لیا جائے۔ لیکن اگر وہ  
راست قبر میں میں دفن کیا جائے۔ پھر پڑھتے ہوئے عمل میں نہ لیا جائے۔ لیکن اگر وہ قبر میں دفن کیا جائے  
میں حرمہ وحقارہ ہے سب سے زیادہ زیادہ حق میں انہیں جواب ہے۔

انہوں نے ان کی قبر میں دفن کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے انہوں نے دفن کیا ہے۔

۲۔ درالایمان والیہ وسلم انہوں میں سے کہ پھر روایہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یہ لانا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔  
۳۔ درالایمان والیہ وسلم انہوں میں سے کہ پھر روایہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یہ لانا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔  
۴۔ درالایمان والیہ وسلم انہوں میں سے کہ پھر روایہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یہ لانا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔

۵۔ درالایمان والیہ وسلم انہوں میں سے کہ پھر روایہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یہ لانا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔  
۶۔ درالایمان والیہ وسلم انہوں میں سے کہ پھر روایہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یہ لانا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دفن کیا ہے۔

قوله وحی الاختیار

مگر اس میں دو درجیاں ہیں (۱) غیر مسلم کے ہاتھوں دیا گیا اصل مطابق سنت نہیں ہے (۲) مسلمانی بیعت و تلافی مسلمانوں پر لازم ہے اس کی سزا دہائی ہے لہذا مسلمانوں کے ہاتھوں مسنون خرچہ کی مطابقت ضروری ہے۔ چاہے وہ بدعت یا بدعت میں ہو یا نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

میت کے ناخن کاٹنے یا نہیں:

(سوال ۵۱) میت کے ناخن کاٹنے یا نہ تو کات سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) میت کے بال و ناخن وغیرہ کاٹنا سنت ہے۔ بال و ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو تھاکر سکتے ہیں۔ بخیر اس کا اندازہ میں ہے۔ وروی عن ابی حنیفہ و ابی یوسف ان الظفر ان کان منکسراً لم یأمن ما عذہ۔ یعنی ایام پر جو چیزیں ہوں۔ ہر چیز سے روایت ہے کہ اگر اس کے ناخن ٹوٹے ہو تو کاتنے میں حرج نہیں (ص ۳۳۲ م ۵۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

میت کو غسل دینے سے پہلے تلاوت قرآن پاک مکروہ ہے:

(سوال ۵۲) میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے؟

(الجواب) اس صحیح کی بناء پر میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن پاک کی تلاوت مکروہ اور مستحب ہے۔ اہل سنت کی جماعتی رائے یہ ہے۔ اور یہ کہ قرآن پاک تلاوت عرواق حنہ حتی بغسل۔ یعنی جب تک میت غسل نہ لے جائے اس کے پاس تلاوت قرآن پاک مکروہ ہے (ص ۱۳۳ باب ۱۰۱ م ۱۰۱) اور بخاری میں (ص ۱۰۰ م ۱۰۱) بیان ہے میت ضروری حالت مثلاً بی شباب یا غائت کی ناپائی سے شاید اسی کی سبب ہے۔ اس سے پہلے اس کے پاس قرآن کریم نہ پڑھے۔ اور اگر اس میں ضرورت ہے کہ تلاوت کرنا پڑے (و کسرہ قرآۃ القرآن) اسی سبب سے اسے علی ان جسدہ حیث و طحاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۸۲ باب صلوۃ الجنائز) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

میت کے لئے خوشبو اور کافور کا استعمال:

(سوال ۵۳) حرمت کو کفنا۔ قہرقت اس کی سر کے بالوں اور اعضا تکیدہ پر مٹا دیا جائے یا نہیں؟ اور سر کے بالوں کی لمبائی کے بالوں پر اور اعضا تکیدہ پر مٹا دیا جائے یا نہیں؟

(الجواب) نعم۔ جو پاک خوشبو اور کافور وغیرہ اشیا کا مرتب ہوتا ہے وہ حرمت کے سر کے بالوں پر اور حرمت کے بالوں پر لایا جائے اور کافور اور اعضا تکیدہ پر بھی لایا جائے تاکہ تھلیوں، گھٹنوں اور قدموں پر جو وقت تک رہیں نہ ٹپکتے ہیں ملا جائے، یہ حکم ہر دور حرمت و غنوں کو شامل ہے مرد کے لئے منوط میں مٹا دیا جائے، یہ بھی خوشبو و مٹا دیا جائے، حرمت کے لئے ایازت ہے۔ بعض کتب فقہ میں پورے جسم پر خوشبو لگانے کی ایازت ہے مگر مذکورہ نہیں ہے۔ بلکہ لگانے سے احتیاط ضروری ہے تاکہ کسی لگے اپنے یہاں دستور ہے کہ کفن پھیلا کر اس پر غلہ (سبب

نواہو) چیز کدیا جاتا ہے اور اس پر میت کو لٹا کر گھنٹا لپیٹ دیا جاتا ہے تاکہ سارا جسم محفوظ رہے اس طرح ۔۔۔  
 ہاتھ لگتے اور نظریہ منے سے حفاظت دیتی ہے، الجوہرۃ اخیرہ میں ہے (قوله ويجعل الحنوط فی لحيته وراسه  
 وسانر جسده) وان لم یکن حنوط لا یضوء ولا یأس یستقر الطیب غیر الزعفران والورس فانہ لا  
 یلقوب الرجال کما فی الحیوۃ . . . ولا یأس ان یحیط النساء بالزعفران اعتبارا بحال الحیوۃ  
 (قوله انکافور علی مساجده) حتی یمیتہ وانفہ وکعبہ وکعبہ وقلعہ لفضیلہا لانه کان ید۔ حدیثا  
 قد نعلی فانخصت بزيادة الکرامة والرجل والمرأة فی ذلک سواء (الجوہرۃ النيرة ص ۱۰۵)  
 باب الجنائز

طحاوی ہی مرآت الفلاح میں ہے (قوله علی راسه ولحيته) وسانر جسده کما فی الجوہرۃ  
 بعد ان یوضع علی الارک کما فی القہستانی (طحاوی علی مرآت الفلاح ص ۳۱۳) باب احکام  
 الجنائز

غایۃ الاوطار میں ہے۔ اور حنوط ملانا جائے اس کی سر اور اذنی پر برہو استحباب امر کا اور ملانا اس کے تپہ  
 کی تجلیوں میں یعنی جو مقام بندہ میں زمین پہنچے جیسے اودارہ یا تھا اور خاک اور اقلیدیاں اور گشتے اور پاگل جیسے ان پر غلام  
 خاجانے، ان کی تعلیم کے لئے تاکہ جلد طہر خاک نہ ہوں۔ حنوط طہر مرکب ہے خوشبودار چیزوں سے جو اسے زمین  
 اور ورس کے بسبب تکرہ ہوتے ان دونوں چیزوں کے مرکبوں کو (غایۃ الاوطار ترجمہ و تفسیر ص ۴۹۲) نقل۔ والدہ ام  
 بالصواب۔

عورت کا کفن اس کے ماں باپ کے ذمہ ہے یا اس کے شوہر کے ذمہ؟

(سوال ۵۳) عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کا کفن کس کے ذمہ ہے؟ عورت کے ماں باپ کہتے ہیں کہ ان کی کا کفن  
 ہو جائے اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو اس کا کفن ان کے ذمہ ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟ پھر خود عورت کے مال میں  
 سے اس کا خرچ کیا جائے؟ یا شوہر کے ذمہ ہے وضاحت فرمائیں نیز اتوجروا۔

(الجواب) عورت کا انتقال ہو جائے اور اس وقت شوہر زندہ ہو تو اس صورت میں عورت چاہے مالدار ہو اس کا کفن اس  
 کے شوہر کے ذمہ ہے ماں باپ کے ذمہ اگر شوہر نہ ہو تو اس کا کفن اس کے شوہر کے ذمہ ہے (قوله یتجهیزه) وکذا یتجهیزه من ثلثه  
 نفقه کو لد مات فتمدولو بلحظة وکروجنہ ولو غنیۃ علی المتعبد لہ من نفقۃ (رشامی ج ۵ ص ۶۶۴)  
 کتاب الفرائض

مفید الودشیں میں ہے (۳) عورت کا اگر شوہر موجود ہے تو عورت کا کفن اس کے ذمہ ہے واجب ہے عورت  
 کے ترکہ میں سے جس کا خرچ نہ لیا جائے، اگر شوہر نہیں ہو تو حسب معمول مرنے والی کے ترکہ اور اس کا خرچ لیا  
 جائے (مفید الودشیں ص ۹۹) مفید الودشیں (تفسیر و تفسیر) (لفظ ولفظ) (الم بالصواب)۔

میت کو سر ملگانا:

(سوال ۵۵) میت کو عروقہ کے ساتھ آنکھوں میں سر ملگانا کیا ہے؟ نیز توجروا۔

عورت کے نشنہ کی ذمہ داری شوہر پر ہے: بھائی پر

١٠ - باب من لا يملك في نفسه المروحة على المذبح:

عبدالرشید صاحب نے ان کے ساتھ ساتھ ایک نوجوان لڑکے کا قصہ بھی لکھا۔ وہ لڑکے کی عمر تھی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غلط ہے جب آدمی کو خود سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اسے اس سے  
 دیکھ کر یہ گناہ کا اعتراف ہوتا ہے۔









سپتس فلا میاس بدفعاً الکتابہ بعد عمر ۹۵۵ھ (دعائی ج ص ۶۳۹) (ولامس مالکستان  
احتیج الیہا (در مختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۹) (بھٹا) بہر حال خودت کی سہولت و آسائش  
فقرائے مستحق پر ہے تب بھی یہی ہے کہ خود کو لے لیا جائے۔ (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان  
بخصوص الفیور وان مکتب علیہا وان نوحا۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۸) باب ثانی  
السبت: (ترجمہ) اظہرت فیہ الخلفہ ما اس کے قبوں کو پختہ کرنا ہے ان کے قبوں کے سامنے جو ہیں  
سے رونہ چاہیے (ترمذی شریف ج ۱۱۰ بخلاف شریف)

شرعی حکم میں میت کی حالتیں اس حد تک ہوتی ہیں، نہ چاند تیر سورت کی قوت کی بنا پر اس طرح تیر میں  
قبر میں ہوتی رہ نکالت اور کھیتی کے لئے بھی زمین مانا نہ چاہیہ نہ نا اظہار

میت کو تلقین کب کرے اور کب نہ کرے۔

(سوال ۶۶) (ایضاً) پر امتحان قبر پر تلقین کے وقت سب سے پہلے یہ ہے۔

”حضرت ابی امامتہ روت ہے کہ حضور جوئے فرمایا کہ: چاہے تیر کوئی جوفی وفات پائے اور تم اس کو  
تہنیتی فرما کر چھو اس کے بعد ایسا ہی قبر کے پاس کھڑا ہو روایت کا ترجمہ کر چھو، یہ نیز وہ سنا ہے کہ اس  
جو سب سے پہلے کھڑا ہو اور اس کا نام پکارا جائے تو وہ جیتے رہے گا، انہی باتوں سے امتحان میں فرما ہے  
(طبرانی) روت ہے کہ اس طریقہ سے تلقین دینا اس کے سب سے پہلے تلقین کرے۔

اذکر ما احرج علیہ من العباد بنہاد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبداً ورسولہ  
والک وصیہ باللہ ربنا والامام سلام اللہ وبمحمد صلی

مراد کی باتیں سننے کی قبر میں سے عمر تیرائی فرشتے واپس لوٹ پائے ہیں، ان کے بات ہیں۔  
یہ تو تلقین ہو رہی ہے۔ اپنا یہ نام نہیں۔

(اس تلقین کے بارے میں امام ہمامی ”تہذیبات“ کے ص ۱۸۱ میں ”مراتب مستفیضہ میں“ اور  
الغنیہ کے مقدمہ اور ہمامی وغیرہ، بار امتحان ہیں۔

(الحواشی) تلقین کے دو مقام ہیں (۱) موت کے وقت (۲) بعد الموت۔ موت کے وقت کی تلقین بالامام کے احباب  
ہے۔ وهذا التلقین مستحب بالاحیاء، بخلاف بعد الموت عدلگیری الفصل الاول فی المختصر ج ۱ ص  
۵۷۱ اور تیر کی تلقین میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء اس کے قائل ہیں اور بعض کافر ہیں۔ وہ التلقین بعد  
الموت ولا یفسد عندنا فی غایہ الروایۃ کذا فی العی، شرح الہدایہ و معراج العربیہ ونحو  
معلی بن عبد الموت و عند المدفن کذا فی المختصرات

تلقین بعد موت کے وقت کی تلقین عام روایت میں مذکور ہے۔ اور ۷۰۱ دونوں تلقین کے بعد (طحاوی شرح  
عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱ فی الفسر و لدفع الخ) یعنی ج ۱ ص ۷۰۳ (طحاوی شرح  
در مختار ج ۱ ص ۵۷۹)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکفین بعد الموت خلاف نماز و رایت ہے اور ترجیحِ ائمہ پر یہ روایت ہوتی ہے اور بعد الموت قبر و ان تکفین کے بارے میں جو حدیث پیش کی جاتی ہے وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے۔  
 جب تکفین ضعیف روایات و فضائلِ حلال میں مقرر ہوئی ہے اور اس پر کسی ہمارے اس شرط پر کہ اعتقاد یا عملی خرابی لازم نہ آتی ہو۔ مگر تکفین مذکور کے بارے میں کثرتِ اوقاتِ مکی اور اعتقاد کی خرابی رکھنے میں آتی ہے۔ یعنی اس کو لازمی سمجھنا تا کہ ایسی حرکت نہیں کرتے اور نہ کرنے دے کہ کو امت کی جاتی ہے۔ انہیں بد مذہب و بد عقیدہ کہا جاتا ہے اور اہل سنت سے خارج سمجھا جاتا ہے لہذا فقہانِ ترکہ کہ یہ فقہ بد مذہب و بد عقیدہ ہے کہ ان المستندوں سے مقابلاً مکرر وہ احادیث ضعیف ان پر وضعِ حد و قبضہ مباح اور مستحب کہ جب اس کے مرتبہ سے بہرہ نوا یا جائے۔ یہ فقرہ اور مستحب ہو جاتا ہے۔ (فتح المبحرین ج ۲ ص ۲۰۶)

مسائل یا تکفین اول (عند الموت) اور اجتماعِ مستحب ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے اور تکفین ثانی (بعد الموت عند القبر) جس اختلاف ہے۔ بعد القبر کا فیصلہ ہے کہ جہاں اس کا رد و حق نہیں ہے وہاں نہ کوئی مذہب جو نے اور جہاں اس کا رد و حق ہے وہاں اس کو رد نہ کیا جائے کہ نہ وہاں کا رد ہے۔ و رد و رد و غیر میں ہے۔ حوالہ یسلفین بعد تدفین جہاں فعل الا بھی غلط ہے۔ یعنی بعد دفن تکفین نہ کی جائے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اسے رد و کاندہ جائے (رد المحتار مع الشامی ج ۱ ص ۹) نہ مطلب فی التکفین بعد الموت فقط واللہ اعلم بالصواب۔

پرانی قبر میں دوسرا مرد دفن کرنا کیسا ہے:

(مسئلہ ۶) سمائے زمین سے نہ ہونے کی وجہ سے مدخلِ مستند میں بہرہ سے ملک میں آبادی کے لیے متنازع پیدا اور تیز رفتار فسادات کے خاتم میں ہم پر بڑے شہر میں رہائش کے معاملہ کو کسی حد تک بخوار کر دیا ہے وہ سب پر مبنی ہے اس کا قدرتی نتیجہ یہ بھی ہے کہ قبرستانوں کی محبت و شرف میں ہوتی ضرورتوں کا ساتھ دینے سے جزائی جہادی میں شہر کی آبادی سے بہت دور اور انچھوڑ میں نئے قبرستان بنائے جائیں تو وہاں ملک ہوتے کا مسئلہ نفس بہت دشوار بن جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدیم قبرستانوں میں اور وہ تدفین شرافت کی جائے بشرطیکہ شریفیت اسلامیہ اس کی راہ و ادارہ اس لئے علماء کرام و حضرات فرمائیں کہ شرعاً کثرت کے بعد کثرت پرانی قبرستانوں و تدفین کے لئے کام میں لایا جاسکتا ہے جبکہ عمرین کا عرصہ خیرین سے ہے کہ چالیس سال یا زیادہ سے زیادہ بچیں وہاں کے عرصہ میں دفن میت (الامام و والدہ کا گناہ مستحق ہو جاتی ہے کہ کیا ان متاع کون کی تدفین پر چار سال کا عرصہ چھٹی ہو۔ پر گذر دیا ہو وہ بارہ کوہر تدفین کے کام میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں شریعت متدرجہ کی واضح رہنمائی سے منوان فرمائیں جزاکم اللہ فیروز و توفیقہ (الدری)

(الجواب) شامی میں ہے فان فی القبر ولا محضر قبر لدفن آخر الا ان یلی الاول فلیبق له عظم الا ان لا یوجد ففصل عظم الاول ویجعل بیہما حاجز من تراب .. الی قوله . قال ابو یعلیٰ و یو سلی المیت و صخر نرایا حار دفن غیرہ فی قبرہ و زرعه و التاء علیہ الی قوله . قلت فالاولی امانة السوا و ما یلاذ لا یصلح ان یعدل کل میت فیو لا یفعل فیہ عبرہ و ان صار الاول نرایا لا یسما

فی الاخصار الکبیرۃ المجمعة الخ - انصافی ص ۹۳۵ ج ۱ کتاب الجنائز مطلب فی دفن الميت  
 شیخ القدری میں یہ مہیت نہیں کرتے کہ کسی قبر کو کھودی جائے اور کھلی میت بوسیدہ ہوئی ہو  
 اور سر کی ہڈیاں پتی ہو گئی ہوں، البتہ اگر نہ ہوتے تو سب قبر کو کھودی گئی اور اس میں ہڈیاں نہیں تو اگر ہم اس  
 ماجرہ پہلے مردہ کی ہڈیاں نکال کر انے قبر کے ایک طرف رکھ دیں تو اس کے دوسری طرف کی قبر کو کھودی  
 جائے۔ اہل ثور۔ امام زکریا فرماتے ہیں اگر میت بوسیدہ ہو جائے اور کسی دوسری قبر دوسری میت کو اس میں دفن کرنا  
 بہتر ہے۔ ان کو کہتے۔ امام زکریا فرماتے ہیں بوسیدہ ہو جانے کے بعد جنازہ کو قبر النبیہ زکریا میں لے کر  
 بروایت کے سے کسی قبر میں نہ رکھیں بلکہ کوئی مردہ ان کو نہ دوسرے کسی میں نہ رکھیں۔ (شامی ص ۸۳۵ ج ۱)

مرآۃ القاری میں ہے - نو علی الميت وصار مرأۃ حازہ دفن عبرۃ فی قبرہ کذا فی النبی  
 امرافہ فی الفلاح مع طحطاوی ص ۲۳۶ - فصل فی حملہا ودفنہا

الخبر، اہل حق میں ہے دفن فی النبی وصار مرأۃ حازہ دفن عبرۃ وزرعہ والنساء  
 علامہ ابو النضر الزقاق ص ۹۵ ج ۲ کتاب الجنائز تحت قولہ ولا یتخرج من القبر الخ  
 قتیبی علی ما شہر فی میں ہے وروی علی الحب وحصار مرأۃ حازہ دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والنساء  
 علیہ کذا فی النبی اعلم گیری ص ۱۶ ج ۱ کتاب الجنائز فصل بصر ۱

بوسیدہ ہونے سے کسی قبر کو نہ کھودی جائے اور نہ کھلی جائے اور نہ کھلی جائے اور نہ کھلی جائے اور نہ کھلی جائے  
 الحنفیہ میں ہے میت القبر النبی لم تل زما بها واذعان احناف علیہم ہو من النکر الطاهر یعنی  
 میت کے بوسیدہ ہونے سے قبل جاہلی اور کفر کی قبر میں بھی نہ رکھو۔ یہ ہے اور دیگر اقوال کو اس میں مان لیا کرتے ہیں  
 یہ بات ظاہری طور پر ٹھیک اور مستوح ہے (شامی ص ۸۳۵ ج ۱)

نکدہ دیا اہل ہدایت سے واضح ہے کہ ان کو اہل کے مطابق مذہب خاک ہو جائے اور اس کا اثر باقی نہ  
 رہے اور ان صورت میں دوسرے میت کو اس قبر میں دفن کرنا جائز ہے بلکہ اس کو جو ہے شہداء میں نہیں زمین کی قلت  
 ہوتی ہے اور اس سے قبل جب کہ تعداد بڑھ کر میت کا جسم خاک نہ ہو تو انہیں انصاف اور امانت کے لحاظ سے دفن کرنا جائز ہے

لہذا صورت مسئلہ میں مذہب نہ زمین کی قلت ہو۔ بلکہ قبرستان آبادی سے بہت دور تھا اور وہاں تک  
 اسات سے نقل و حمل بہت دشوار ہوتا ہے اور زمین کافی حد تک آباد ہوتا ہے اور اگرچہ سے بھی ان کی بات کی تعمید ہوتی ہو  
 ان کی حد تک بعد پرائی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے اگر کچھ ہڈیاں نکالیں تو جو حدیث اس کے ساتھ قبر کے ایک جانب  
 رکھ رکھ کر رکھی جائے یا نہ قبر کے ایک طرف رکھ کر رکھی جائے یا نہ قبر کے ایک طرف رکھ کر رکھی جائے

ب

عارف باللہ حضرت مفتی سید الزکریا عثمانی رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

(سوال) ایک قبر کھودی گئی اس میں مردہ کی نہ فی القبر میں ہمارے مردہ دفن کرنا جائز ہے نہیں؟

الجواب: پڑیوں کو ایک طرف رکھ کر جدیدیت لوہاں میں آگن کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم مکمل و مدخلہ ص ۵۳ تا ۵۴)

۱۰ ہر افتویٰ:

(الجواب: ہر جدید و اراستہ پر اپنی فکر و محالہ موجودگی میت کے چاروں طرف سے۔ کہہ دیا جائے نہیں بلکہ اگر انکا قہر کھودتے ہوئے اس پر میت کی ہڈیاں نکلیں تو ان کو ایک طرف کریں اور کسی قدر رنج میں پڑو۔ کہہ کر دوسری میت کو ان کی قبر پر یہ عز ہے کہ کتا مرد کے واسطے ہونے کے بعد جہاں ہی ملے۔ چنانچہ شامی میں بعد نقل بقوال علماء کی یہ تھا: **بشالا ولمی انما طلة الجواز بالیلا اذا لا یحسک ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیہ غیرہ الخ** اور قبل ایسا کہ کتاب بنو قریار ہے چنانچہ لکھتے ہیں: **وما یفعله جہلۃ الحفرین من نیش القبور النی لم قبل اریا مہا وان شال اجانب علیہم فہو من المنکر انظاہر فقط وفتاویٰ دارالعلوم مدلل ج ۵ ص ۳۸۵**۔ نو ج ۵ ص ۳۸۵)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا احوال جات میں ذریعہ اور بناء کی وجوہات سے وہ غیر معذورین کے متعلق ہونا چاہئے۔  
- دتو قبرستان میں اس کی جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وقف قبرستان میں قبر کے ارد گرد چہرہ بڑانا اور کتبہ لگانا۔

(سوال ۶۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو لوگوں نے برکت کے لئے اپنے خاص برادری کے قبرستان میں دفن کیا (یہ قبرستان کسی کی ملکوت زمین میں نہیں ہے وقف زمین ہے اب ان کے معتقدین چاہتے ہیں کہ قبر پر کتبہ وغیرہ لگادیں اور اس پر بھی قبر کی دیواریں یا ٹھوکیں تاکہ علم لوگوں کو آسانی سے قبر مل جائے اور کسی قسم کی زحمت نہ ہو، لیکن مذکورہ قبرستان میں کسی کی قبر پر بھی کتبہ لگا دو نہیں ہے تو قبرستان کے منتظمین ممانعت کے باوجود کتبہ لگا سکتے ہیں یا نہیں جواب بالصواب سے ما جو عندہ اللہ ہوں۔

(الجواب) صورت مسئلہ میں جب کہ قبرستان وقف ہے تو بلا ضرورت شریعہ قبر کے ارد گرد پورے بنائی جائے، سنت طریقہ یہی ہے کہ قبر مکمل ہوگی رکھی جائے قبر پر نام اور تاریخ وفات لکھی جائے یا کتبے پر ضروری نہیں ہے سوال میں اور ج شدہ قبرستان میں کسی کی قبر پر کتبہ لگا دو نہیں ہے تو کتبہ لگانے کے بجائے تظنی کے لئے کتبے لگا دو، کوئی حجر رکھ دیا جائے مثلاً دی رحیمہ میں۔ یہ۔ اسی لئے فقہاء نے قبر میں کتبے لکھنے اور قبر کے چاروں طرف پختہ چہرہ بنانے اور قبر کے آس پاس آگ اور اس میں پکائی ہوئی چیزیں لے جانے کی بھی ممانعت فرمائی ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳)۔ کتبے پر رہنے میں میت کا مفاد ہے کتبے اور کسی سپر کی حالت کی قبر انوار الہی اور رحمت خداوندی کی زبیر مستحق بنادور ازین کے دوسرے اثر ہے۔ موت یاد آتی ہے دنیا کے زوال کا نقشہ سامنے آتا ہے زیارت قبر کی جو غرض ہے وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی قول۔ اگر ضرورت تھی جائے کہ قبر کا نشان باقی رہے تو، تظاہر قرآنی زوال جائے

(۱) والمسجد ان یغرض فی القبر لیرام ثم لم یجوز ان یحضر فی الخلفہ من حدید یلین ولا شک فی کرعہ کما ہو طاهر امر جہاں لا لا یحضر: لا یلکوا فیکون کلا جہر المطوخ مغالب فی دہر العتہ)



فَاتَانَا اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَوْنِهِ فَقَالَ نَبِيٌّ لَا وَی طَلْحَةُ الْإِفْذُ حَدَّثَ بِهِ لَمَوْتُ فَاذْبُوسِي  
لَهُ وَتَحْلُوا لِهَذَا لَا تَحْيَا لِحَفْظَةِ مَسَلِّ بْنِ تَحِيْسٍ بَيْنَ طَهْرَانِي أَهْلِهِ (ابو داؤد ص ۹۲ ج ۲ کتاب  
الاجتنان باب دفع الجبل للحجارة) :

یعنی: حضرت محمد بن براہم بنی برہہ نے حضور ﷺ کی عبادت (پیار مینی) کے لئے شریف  
کئے۔ آپ نے حضرت طلحہ کی حالت دیکھی کہ شام کو اپنے گھر میں بیٹھ کر موت کا وقت قریب ہے ان کا انتقال  
ہو جائے تو مجھے اطلاع کرے۔ وہ ان کی تجویز و سفارش میں غلط کرنا اس لئے کریں کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ  
مردوں کے درمیان رہنے جائے۔ (ابو داؤد شریف ص ۹۲ ج ۲)

(۱۰۰) نبی کریم ﷺ (عمر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
یسئل اذا مات احدکم فلا تحسوه واسر عواہہ انی قبرہ ولیقر عداہہ فاما فیقرہ واعد  
رحلہ بحاتمہ البقرۃ) (رواہ البیہقی)

یعنی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے  
دئے۔ ملاپ تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روئے مت دکھو اور اسے اس کی قبر تک جلد نہ پہناؤ اور (اُن سے  
بعد) ان کے سر پر ہاتھ نہ دیکھو کی باتیں مٹاؤں تک اور پانچ سو روپیہ کی آفریں آفریں (آمین) اور رسول سے  
آفرین نہ کرو (بخاری شریف ص ۳۹ باب من المیت فصل ثلث)

(تیسری حدیث) عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلاث لا  
ترحمہا البصرۃ اذا مت وانجذرة اذا حضرت والا یوم اذا وجدت لها کفوا، رواہ الترمذی . یعنی:  
حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی! تین چیزیں ہیں جن پر غصہ نہ کرنا (۱) نماز کا جب  
وقت آجائے (۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے (۳) اپنے کانوں کو موت کا جب کہوں جائے تو فوراً نکال کر دینا  
(بخاری شریف ص ۳۹ باب قبل المصلی)

(چوتھی حدیث) عن اسی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اسر عواہا لجناتہ فان تک صالحة فحیر تقعوہا فیہ وان تک سوی ذلک فنبذ فیہ فنبذہ عن  
رفابکم، معنی حضرت ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مرد کی لاش کو چھو  
آرہہ مار کر پھینک دینا ہے جسے تم نے چھو ہوا اور آرہہ صالغہ نکال کر اُن کی گردن پر جلد کی شکرہ دو کر رکھو۔ (بخاری،  
مسلم بخاری شریف ص ۳۹ باب المیت)

اسی بنیاد پر فقہاء نے بھی اس کی بہت تائید فرمائی ہے۔ عراقی: القاتل شر ہے واقفا یطعن موتہ (یعنی)  
بندھیرہ! اگر وہاں لے لیا تو اس حدیث عجیبہ کہ وہاں لا یطعن لجنہ مسلم ان نحس میں ظہور ہی  
ہوا۔ یعنی جب موت کا یقین ہو جائے تو اس کی تجویز و سفارش میں جلدی کی جائے، اسی میں اس کا اگر مرد و حرام ہے،  
حدیث میں ہے کہ تجویز و سفارش میں غلط کرنا اس کے گھر والوں میں روکے رکھنا مناسب نہیں (عراقی  
معارف ص ۳۹۹ باب ۱۰۰)



کے علاوہ غیر کسی مثلاً شیعہ وغیرہ فرقہ کا کوئی مردہ دفن کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر منہج بالا آئینی ایسی اجازت دیتی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ معتبر کتب کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔ بیوقوف و جاہل

(الصحواب) و باللہ التوفیق۔ رد الفاضل وائل تشیع میں مختلف اعتقاد فرماتے ہیں بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو خلیفہ اول ہونے کے سخی سمجھتے ہیں مگر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم پر تہمتی نہیں کرتے یہ فاسق اور مبتدع ہیں اسلام سے خارج نہیں ہیں، ان کی نماز، جنازہ پڑھا جاسکتے ہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے (لیکن ان کی جگہ الگ کر دینی جائے) اور بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو موجود سمجھتے ہیں (مجاز اللہ) بعض وہ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی مانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کو پہنچانے کے بجائے حضرت محمدؐ کو پہنچا دی، گو یا ان کے نزدیک نبی و رسول بننے کے اصل حق وار (مجاز اللہ) حضرت علیؓ تھے بعض وہ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھتے ہیں۔ جنس ایسے بھی ہیں جو عزرائل صحابہ کو مسلمان ہی نہیں مانتے کا فرد مرتد قرار دیتے ہیں، ان فرقوں کی نماز، جنازہ درست نہیں ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

الر فضی اذا یسب الشیخین و یلعنہما و الیہما باللہ فہو کافر وان کان بفصل علیاً کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یمکن کافراً الا انما مبتدع الی لولہ من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فہو کافر علی قول بعضہم ہو مبتدع و لیس بکافر و الصحیح انہ کافر و کذلک من انکر خلافت عمر رضی اللہ عنہ فی صح الا قول کذا فی المظہیریۃ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ کتاب التفسیر مطلب موجبات الکفر انواع منها ما یعلق بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اور شاہی میں ہے نعم لاشک فی تکفیر من قذف المسبۃ عائشہ رضی اللہ عنہا لو نکرو صاحبہ الصدیق او اعطوا لہ ید فی علی رضی اللہ عنہ او ان جبریل علی علی فی الوحی (شمسی ج ۳ ص ۳۰۵ کتاب الجہاد مطلب مہم فی حکم سب الشیخین)

بر فرقہ کی زمین مشکل ہے جو لوگ رد الفضل و شیعہ کہلاتے ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے اس میں احتیاط ہے فقہاء اللہ و علما۔

مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد کچی اٹھیں یا تختہ رکھے بغیر مٹی ڈالنا کیسا ہے؟

(مسوال ۷۷) ہمارے یہاں فرقہ جدید کے کچھ لوگ ہیں، ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو عام طور پر شقی قبر بناتے ہیں میت کو قبر میں لٹانے کے بعد ہم لوگ اس کے اوپر گتے رکھتے ہیں اور اس کے بعد مٹی ڈالتے ہیں فرقہ جدید و اولیٰ ہمارے اسی طریقہ کو خلاف سنت کہتے ہیں، ان کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو قبر بنانے کے بعد سب سے پہلے ان کے پیچہ صاحب قبر میں لٹائی ڈالتے ہیں اور اس کے بعد چھاروں طرف سے (حضرت ابراہیمؑ) کے بعد پر مٹی ڈالتے ہیں اور پوری قبر مٹی سے بھر دیتے ہیں اور اسی کو صحیح اور سنت طریقہ کہتے ہیں اور ہمارا طریقہ جو عام طور پر رائج ہے اسے غلط اور خلاف سنت کہتے ہیں، ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم جس طرح دفن کرتے ہیں وہ صحیح ہے اس میں میت کا



محمد بن ابی وقاص اے کہ قال فی موضع الذی مات فہ، لحد والی لحد أو انصبروا علی اللس نصبا  
کذا صمغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روی ابن حبان فی صحیحہ عن جابر اے علیہ الصلوہ  
والسلام لحدو تصب علیہ اللبن وروى غیرہ من الارض نحو شیر واللتحد ان یحفر فی جانب القبلة  
من الارض حفرة فیرضع فیہ المیت ویصب علیہا اللبن، والشق ان یحفر حفیرہ کالطیر ویبني  
جانبیہا باللبن او غیرہ ویوضع المیت بیہما ویسقف علیہ باللبن او الخشب (کیروی ص ۵۹۵)  
فصل فی الجنائز

عمدة فقہ میں ہے میت کو قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور انٹوں کے درمیان جو  
تھری ہوئی ہو اسے جینے یا مٹی ایسے کٹکڑیوں یا انٹوں سے بند کر دیں تاکہ ان جھریوں سے میت پر مٹی نہ گرے لحد کو  
بند کرنے میں نرگ (ہال) کا استعمال بھی کچی اینٹ کی طرح مستحب ہے (عمدة فقہ ص ۵۸۱ ج ۲)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ قبر کو جو یا تن میت کو اس طرح دفن کیا جائے کہ براہ راست فی میت پر  
نہ گرنے سے اسی میں میت کا احترام ہے، جس طرح قرآن کے پوسیدہ اور باقی دفن کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لحد (مطلی قبر)  
ڈالی جائے تاکہ قرآن پر مٹی نہ گرے، اگر شق صندوقی یا ٹی کی تو قرآن پر مٹی پڑے گی اور اس میں ایسا ہوتا ہے کہ قرآن کی  
تحفیر نہ ہوں اگر ہوں پتھروں سے میت ڈالی جائے اور اس پر مٹی ڈالی جائے تو پھر مضا فقہ میں چنانچہ فقہی حاکمیری  
میں ہے المصحف اذا صار خلفاً لا یقول بخلاف ان یطیع یجعل فی خروقة طاهرة ویدفن اولی من  
وصه موصیاً بخلاف ان یقع علیہ النجاسة او نحو ذلک، ولحد له لانه لو شق ودفن بحتاج الی  
اعانة التراب علیہ وفي ذلک نوع تحضیر الا اذا جعل فوقہ سقف بخوب لا یصل التراب الیہ فہو  
حسن ایضاً کذا فی الغرائب (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۳) (متر مخلص شامی ص ۱۰۰) (متر مخلص شامی ص ۱۰۰)  
(جدید ترتیب کے مطابق کتاب الایمان میں یہ مصلح بالقرآن والتفسیر کے باب میں قرآن مجید کے  
پوسیدہ اور باقی کا کیا حکم ہے؟ کے عنوان میں دیکھ لیا جائے، مرتب)

غزوات کا معاملہ ایسا الگ ہے غزوات میں تو سب بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح شہداء کو جلد از جلد  
دفن کر دیا جائے جلدی دفن کرنے کی فضیلت بھی ہے، ہاں اتنا اہتمام کرنے کا کہاں موقع ہوتا ہے کہ ہر ایک کی انگ  
لنگ قبر ڈالی جائے اور اس اہتمام سے ان کو دفن کیا جائے غزوات میں ایسے واقعات بھی ہوئے کہ پورا کھن بھی میسر نہ  
ہوا سرچھپایا جاتا تو کھن جاتے ہی نہ دھانکے جاتے تو سر کھل جاتا، حضور اقدس ﷺ تسلیماً کھیرا کھیرا کی ہدایت  
سے سر نہ دھانک کر دفن کیا گیا، لہذا اگر کسی غزوہ میں ایسا اہتمام نہ کیا گیا تو اس سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

کھن تو سیلا ہونے ہی والا ہے، مٹی علی پر تو لٹایا جاتا ہے ما پنے ہاتھ سے میا کر نکال کر کوئی ہدایت نہیں ہے  
بلکہ جنت یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق (اچھا کھن اور خراب کھن کا بعد پرش میں ہے۔ عن جاسر رضی اللہ  
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کفن احدکم اختہ فلیحسن کفنتہ وواد مسلم  
مغتر جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امر تادیرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کھن  
اسے (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳) باب غسل المیت لہذا یاد رکھنا لایا ہی ناقص ہے بقولہ اللہ اعلم بالصواب۔

میت کو قبر میں داخل کر دینا مسمنون ہے:

(مسوئل ۷۳) ہمارے علاقے میں مردے کو قبر میں لانا اگر صرف چہرہ قلب کی طرف کیا جائے تب کہ مومن یا کافر ہو۔  
نقطہ نماز متا ہے تو کیا میت کو صرف چہرہ قلب کی طرف کر دینا سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے یا مردے کو کمر دے کر، ہونٹ پر رکھ کر یا کسی طریقہ پر لے کر دینا۔

(الجواب) صورت مسئلہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ مردہ کو قلب کی طرف داخل کر دینا یا جانے در پشت کی جانب سے بہار دیا جائے تاکہ مردہ پخت نہ ہو، اگر کسی عذر کی وجہ سے کمر دے کر یا پٹیا باندھ کر اور صرف چہرہ قلب کی طرف نہ دیا جائے تو اس کی بھی مٹھائی نہیں ہے، تاہم اگر عاقلین میں سے کسی نے یہ وضع فی منقبہ علی جنبہ الا بمن مستطیع انفلة کذا فی الخلاصة (عالمگیری ص ۲۶۲ ج ۱ الفصل السادس فی القبر والدفن الح) :

مرأی القبر من ہے (و یوجه الی الشقة علی جنبہ الا یمن) : بلفظک امر ایسی صلی اللہ علیہ وسلم، لفظ دل میں ہے (قوله) بلفظک امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (علیہا) فاما من راحل من عبد المطلب فقال یا علی استعن القبة استقبلاً وقولوا جميعاً بسم الله وعنی ملا رسول اللہ وصعبرہ بجنبہ ولا تسکوه علی وجهہ ولا تنفوه علی ظهرہ کذا فی الجوهرۃ الخ (مرآی انفلاح رطحاوی علی مرآی الفلاح ص ۳۷ فصل فی حملہا ودفنها) (الجوهرۃ لنبیہ ص ۱۰۰ ج ۱) :  
ادواتہ کی شرح ہے

(مسوئل ۷۴) مردہ کو قبر میں لانا کوئی کمر دے کر یا پٹیا باندھ کر چہرہ قلب کی طرف کر دینا، یہ اس کے بعض بنیادوں پر مبنی ہے، اس میں کیا تحقیق ہے، اور نہ نیا المین میں یوجہ الیہا کے کیا معنی ہے؟  
(الجواب) بنی اللہ المختار (یوجہ الیہا) فی قوله وینبی کونہ علی شقة الا یمن، فی رد المحتار عن الحلیہ ج ۱ ص ۱۸۸ بعد إقامة اللین قبل ازالة التراب لانه یزال ویوجه الی القبة عن یمہ، یہ روایت صحیح ہے اس میں کہ مردہ کو قبر میں دینے کے لئے چہرہ قلب کی طرف لایا جائے، یہ اس میں یوجہ الیہا میں اس پر عمل ہوگا، واللہ اعلم۔

(مسوئل ۷۵) مردہ کو قبر میں چپٹا کر یا کسی طرف کر دیا جائے، یا کوئی کمر دے کر یا پٹیا باندھ کر چہرہ قلب کی طرف کر دینا، یہ اس کے بعض بنیادوں پر مبنی ہے، اس میں کیا تحقیق ہے، اور نہ نیا المین میں یوجہ الیہا کے کیا معنی ہے؟  
(الجواب) مردہ کو کوئی کمر دے کر یا پٹیا باندھ کر چہرہ قلب کی طرف لایا جائے، یہ اس میں یوجہ الیہا میں اس پر عمل ہوگا، واللہ اعلم۔

(مسوئل ۷۶) میت کو قبر میں داخل کر دینا، یہ اس کے بعض بنیادوں پر مبنی ہے، اس میں کیا تحقیق ہے، اور نہ نیا المین میں یوجہ الیہا کے کیا معنی ہے؟  
(الجواب) میت کو کوئی کمر دے کر یا پٹیا باندھ کر چہرہ قلب کی طرف لایا جائے، یہ اس میں یوجہ الیہا میں اس پر عمل ہوگا، واللہ اعلم۔



### قبر میں میت کا منہ قبلہ رخ نہ کیا تو جہ:

(سوال ۷۵) اگر سے یہاں، بچہ کی تجرید و تھمن کے بعد صندوق میں رکھنے کا روانہ ہے ایک پانچ ماہ کے بچہ کا انتقال ہوا غسل دینے والوں نے صندوق میں میسرہ کہ وہ نہیں مٹا دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس بچہ کا منہ صندوق میں قبلہ رخ نہیں کیا تھا، لب اس پر چھٹکڑیاں بوری ہیں، آیا بچہ کا رخ صندوق میں قبلہ سمت نہ کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا؟<sup>۱</sup> تو براہ

(الجواب) میت کا چہرہ قبر میں مہ اقبلہ رخ نہ کرنے موجب معصیت ہے البتہ اگر ایسا ہوا ہے تو کوئی حرج نہیں، مٹی ڈالنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ منہ قبلہ کی طرف نہیں ہے تو قبر کھول کر مٹی بالیں و غیرہ ڈال کر چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے بعد مٹی ڈال چکے کے قبر کھولنا گناہ ہے جو گز نہیں ملو دفن مستعذر الہذا و اھا لواء القرب لا ینسئ لان التوجہ الی القبلة سنة والنہی حرام بخلاف ما اذا کان بعد الحامۃ اللس ھل اھالۃ الشراب (دعائی ج ص ۸۳ مطلب فی دفن الجبت) فقط و قد اعلم بالعبادات









جہاں انور میں رہا ہے، نے لوائے دن چاہا ہے، پھر نہ کائنات پیدا ہے۔

کل نفس دافقہ السموت وکل روح مارزہ الفوت

زندگی کے ہر انسان کو اعلیٰ و اوقات مقرر ہے، ہر جسم آپ کے پاس ہے، کئی حالتیں تھی آپ نے پیدا کر دی، ان کے ساتھ دیکھ لے، ماعطی وکل عبدہ باجل مسمیٰ فکھبر وکھبر۔ اللہ ہی ہے جو اس نے لیا اور جو بدو بھی اسی کو ہے، ایک چیز اس کے پاس وقت مقرر ہے، جس پر اختیار کروا، ثواب کی امید رکھو ایک اور شے مکتبہ ہے۔

لا نفس فدا حری کف جرئ

کل شیء ففضاء وقل

جو کچھ ہو اس کے تعلق میں نہ کہو۔ یہ کہتے ہیں، چہ چیز خداوند نے دینی ہوئی ہے۔

روایت میں ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے زمین کی طرف اتار دیا، تو ان تھائی کی جانب سے فرما رہا ہے، آواز اٹھ رہے تھے، اپنے جہنم اور جنان کے لئے، اوقات عظیمی ملی شانہ، نے فرمایا،

لا یساکس الفجر المعطی

سدس عن لرب فی الصرب

اب اپنے گل کے رہنے والے، و شیا روجہ، متردب و مٹی میں اُن لیا جائے گا۔

لہ ملک بنا ہی کل یوم

نمو السموت و ابو اللعرب

فرشتہ ہر روز پکارتا ہے کہ رہنے کے لئے اپنے خداوند راہزنے کے لئے، کہتے ہیں، روز

قلیل عمر باقی دار دنیا

مرجع الی بیت الصرب

باز رہا، یہاں میں رہت تھائی ہے، وہ ہم سب کا مرکز تھی، کائنات ہے۔

آپ نے مزہ کی محبت اختیار کر لی تھی، دعا اور اللہ کوئی کر پاتی نہیں تھی، تکرارت ہو کر آج کا کلمہ۔ حضرت معاذ یہ بھی، نہ دیکھا، شہادت ہے۔

وذا العنبة للنبی ظفار عا

الغبی کل تبعة لا یفزع

تبعت اپنے پیچھے گاڑ دیتی ہے، تو کوئی تعویذ اور عمارت کچھ نہیں پہنچاتا، البتہ اذیت الہی چہ رہی رہتا

چاہے۔

جب حضرت جابرؓ کی موت ہوئی تو ایک آدمی، ان کے سامنے آ کر حضرت عبداللہؓ کی قبر کی طرف

یا اللہ کہے

احمر رافعاً عن ابی جابر عن حماد  
عن انس عن عبد صمد عن الراس  
عن حماد عن العباس عن جابر عن حماد  
والله حیر منک للعباس

یعنی آپ سہر بجئے۔ ہم آپ کی عیادت میں گزریں اس لئے کہ یوں کو صبر نہ ہو اور کچھ نہ بھرنے میں کمرے  
میں بہرہ لے کر آپ کو فائدہ پہنچانے کے لئے حضرت عباسؓ سے بہتر ہے اور حضرت عباسؓ کو فائدہ کا بہتر  
نہیں مل سکتا۔ آپ کی عیادت کا یہ موقع عجب ہے کہ ان اشعار سے حضرت عبداللہؓ کو ملی اور  
نورانی طبع حاصل ہوا خدا نے آپ کے لئے عجب عجب عیادتیں بنائیں۔  
یہ قزوین سے تشریف لے کر تشریف لائے تھے آپ کو بھی میرے جیسے اور اہل خانہ کو بھی میری جیسے عیادتیں ملتی تھیں  
آپ کو عیادتیں ملنے لگیں اور آپ کو عیادتیں ملنے لگیں اور آپ کو عیادتیں ملنے لگیں۔

بغیر ہوشیاری  
بہشت میں  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نور الدین علیہ السلام

میت کے گھر والوں کا چکی عید پر عید نہ منانا کیا حکم رکھتا ہے؟

۸۰ سوال۔ یہاں عام طور پر رائج ہے کہ جب کسی کے گھر میت ہو جاتی ہے تو اس مال جو چکی عید یا عید  
آتی ہے اہل میت عید نہیں مناتے اور یہاں نہیں سنتے۔ اچھا انسان نہیں بچا کرتے اور غریب و یتیم نہیں کرتے  
خدا کی عیادت میں جاتے ہیں اور خدا کی عیادت میں جاتے ہیں اور خدا کی عیادت میں جاتے ہیں اور خدا کی عیادت میں جاتے ہیں  
اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں  
کرنے کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں

والجواب۔ امام ابوعلیہؒ فرماتا ہے: سوال میں مذکور بات میں یہ سب غیر شرعی روایات ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی  
حیثیت نہیں ہے بلکہ شرعاً محتوی نہیں ہے۔ یہ فیروں کا حریت ہو گا اس کی طرف سے عیادت نہیں ہے۔ عیادت کا شرک ہے۔

حجرات کے لئے کچھ شہر کے اہل خانہ پر چارہ دوں اور ان کو کھانے یعنی زب و زینت ترک کرنے کا حکم  
ہے اور شوہر نے ملاد دوم پر رشتہ داروں کی موت پر عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں  
کہ عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں اور وہی خدا کو عیادت میں جاتے ہیں

حدیث میں ہے عن الامام حسینؑ وزینبؑ بنت جحشؑ وصاحبہؑ علیہ السلام عن رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم قال لا یحل لامرأۃ من مالہ والیوم الا عراۃ یحد علی بیت لوفی ثلث نیاہ الا علی  
واج لوبعہ الشہور عسرا، متفق علیہ۔

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت زینبؓ رضی اللہ عنہما آنحضرتؐ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ

۱۔ غارِ غریبہ، حکومتِ اعلیٰ اور پیمۂ خیریت پر اور ان رخصتی ہوا اس کے لئے خال نہیں ہے کہ کسی ریت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے جو اسے شوہر سے لے کر اس کے انتقال پر پڑھنے والے دن سوگ کرے (بخاری، مسلم) (بحوالہ مفتوحہ شریف باب اعداد ص ۴۸۸، ص ۶۹۹)

یہ حدیث میں ہے عن ام سلمة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تحسد امرأة علي ميت فوفى نكاح لئلا علي زوج اربعة اشهر وعشروا ولا تليس توما مصوغا ولا ترب عصب ولا تكحل ولا تسب طيبا ... الخ مصنف عليه (مفتوحہ شریف ص ۸۹، باب اعداد) حضرت ام دینار رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ بہت شوہر کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے، بخیر کردار تین مہینے پیئے۔ (مفتوحہ شریف ص ۸۹)

ام المومنین حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا انتقال ہو گیا تو آپ نے تین دن سے بعد فرشتہ مشغولیاد فرمایا کہ تجھے خوشبو کا لے کر کوئی مانت نہ کرے مگر یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لا یحل لامرأة الخ مذکورہ حدیث بیان فرمائی (یہ کہ جس سے والد کے انتقال کو تین دن سے پہلے میں لہذا اس حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے خوشبو کا لے کر میں) (شرعی فعل فی الجہاد)

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے بھائی کے انتقال کے تین دن بعد اسی طرح خوشبو لے کر حدیث پر عمل فرمایا شاہی میں ہے وفات المرحوم علی بن ابی طالب مطلق وقد حملت اہل بیت المؤمنین علی الصلابة فلدت ام حبیبة المطلب بعد موت بیہا جلالت وکمالک ویتب بعد موت اخیہ وفات نخل مہمما مانی بالمطلب حاجة غیر امی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لامرأة الخ (مسلم ج ۲ ص ۸۵۱ باب الجہاد)

مذکورہ دونوں حدیثیں اور ام المومنین حضرت ام دینار اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہما کے عمل مبارک سے بہت واضح طور پر ثابت ہوا کہ یہی کے انتقال پر تین دن سے زیادہ سوگ مانتا جائز نہیں ہے لہذا اسورت مشغول میں جب انتقال کو تین دن گذر چکے ہیں تو اب اس کے بعد سوگ نہ کرنا حدیث کے خلاف ہے لہذا عید یاد کوئی خوشبو کا بوجھ آجائے تو اس موقع پر ایسا طریق اختیار کرنا جس میں سوگ کی صورت نہ دجائے نہیں ہوگی۔ درجہ میں ہے۔ ویساح الحداد علی قرابة ثلاثة ايام یقط واللزوج منعها لکان الزیمة حنفہ فتح ودر مختار مع رد المحتار ص ۸۵۱ فصل فی الحداد)

بشک زیادہ میں ہے۔ (۱) منہ استحب کے ساتھ ہی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شہر میں نہ مرنے اپنے عزیز پر اور نہ دارت مرنے پر بھی تین دن تک نہ کرے پھر چھ دن درست ہے اس سے زیادہ بالکل حرام ہے بجز اگر شہر کے تو تین دن بھی نہ چھ دن۔ (بخاری، مسلم ج ۳۸ ص ۳۸) (تھامس مرگ کر نے کا بیان)

یہی کے انتقال پر اس کے کھرواس کی تعزیت کرنا مسنون ہے مگر اس کی حد تین دن ہے تین دن کے بعد کر دے۔ ہاں دونوں میں سے کوئی سوگ نہ ہو تو بعد میں بھی تعزیت کی گنجائش ہے تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ اعلیٰ











مشکوٰۃ شریف میں درایت ہے۔ عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المبت فی القبر الا کلعریق المموت ینتظر دعوة تلحقہ من اب او ام فو الخ او صلیق فلا یخلفہ کما احب الہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لدخل علی اهل القبر من دعاء اهل الارض لئلا یجیل من الرحمة والمظن وان ہدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔  
 یعنی مردہ قبر میں ڈوبنے والے مرد کے خواہش مند کی طرح دنیا اور ثواب کا خطرہ ہوتا ہے۔ جو اس کو پا پیا  
 ہاں یا بحال یا دوست کی جانب سے پہنچے (وہ ایصال ثواب کی شکل میں ہو یا سماعت قرآن اور شیخ یا روح ہر کر ثواب  
 بخشے کی شکل میں)۔ اب دعا کی جتنی ہے تو وہ اس کے لئے دنیا و دنیاویا سے یادہ محروم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی دعا  
 کے سبب اہل قبر پر پیاروں کے بہ نیراج پہنچاتا ہے اور زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے ان کا دعائے مغفرت کا ثما ہے  
 (مشکوٰۃ شریف ص ۶-۲ باب الا ستغفار والتوبہ)

ترمذی شریف میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ان امی  
 قفیت فلیضعھا ان نصلحت عینا قال نعم قال فان لی مخرجاً فأتیہدک انی قد نصلحت یہ عنہا۔ حضرت  
 بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک شخص (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) حضور مقدس ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میری  
 والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں ان کی طرف سے صمدہ کراؤں تو کیا ان کو نفع ہوگا؟ (اور ان کو اس کا ثواب پہنچے گا؟) آپ  
 نے فرمایا ہاں کہنے کا۔ انہوں نے عرض کی میرا ایک رشتہ ہے میں آپ کو گواہ بناؤں کہ میں نے اپنا دباؤ اپنے والدہ  
 کے لئے صمدہ کر دیا۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۵ کتاب الزکوٰۃ باب ما جاء فی الصدقة عن العیث)  
 یہ صمدہ ایصال ثواب کے ثبوت میں بالکل واضح ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر حق چیزوں کا ثواب  
 اس کو پہنچتا رہتا ہے۔ (المصدقہ جاریہ (۲) ایضاً علم بس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) والدہ صائغہ جو بس کے لئے :۔  
 :۔ عن امی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان لسانہ لقطع عنہ عملہ  
 الا من ثلثۃ الا من صلفۃ جارية او علم یضع بہ او ولد صالح یدعولہ (رواہ مسلم) (بمشکوٰۃ  
 شریف ص ۳۲ کتاب العلم)

فائل قادی حرام نے سرتاکہ شرح مشکوٰۃ میں ستریزہ سرجہ لا لہ الا اقل تاخیر کے متعلق ایک عرب  
 اور نقل فرمایا ہے اس سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔

قال النسخ محیی الدین بن العربی انہ مضی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من قال لا  
 ہلہ الا اللہ سبعین انفاً غفر لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضاً فکت ذکر التہلیلۃ بالعدد المعروف ہی  
 عبران انوی لا حد بالخصر ص بل علی الوجہ الا جمالی فحضرت طعاماً مع بعض الاصحاب  
 ولہم شہاب مشہور بالکشف فاذا ہو فی الماء لا کل اظہر انیکما فسألنہ عن السبب فقال اری  
 امی فی العذاب فوہن لی باطنی ثواب التہلیلۃ المذكورۃ لہا فصحبک وقال فی اربعہ الا ان فی  
 حسن لمآب قال الشیخ فرقت صحتہ الحدیث بصحة کشفہ وصحة کشفہ بصحة الحدیث۔



اور اس کے بعد اس کے پانچ (پندرہویں) باب (۳۹۱) ہے (کتاب الف)

اور مرقاۃ میں ہے ۔ و اخرج احمد المصنف سعد بن علی انہ لحدث فی ہذا عن ابی ہریرۃ  
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل لکتابہ ثم لم یکن یفتحہ لکتاب وفی ہذا الحدیث  
وطہرکم لکتابہ ثم لم یکن یفتحہ لکتاب وفی ہذا الحدیث ثم لم یکن یفتحہ لکتاب وفی ہذا الحدیث  
والحدیث حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ  
قال فی حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ  
لہ فی حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ

حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے کتب خانے میں داخل کیا تو دیکھا کہ وہاں ایک کتاب  
ہی تھی جس کا نام میرا تھا تو میں نے اس کی کتب خانے میں بھی ایک کتاب رکھ دی تھی۔  
۔ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ہر علی المقابر فخر اقل ہو کہ احد احدی عشر دہ دہ  
وہب احدی عشر دہ دہ عظمی من لا حرم بعد ذلک موت۔ روایت احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ  
حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ

شیخ الاسلام احمد حضرت مولانا امجد حسین رحمہ اللہ کی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ۔

مذکورہ پر جانچ کر کے کہتے ہیں کہ اس کتاب میں لکھا ہے ۔ السلام علیکم یا دار قوم مؤمنین  
من بعدنا ومن لا یترونا ان شاء اللہ حکم لا یفوتون بقر اللہ لکم الجہنم وعلی اللہ علی سیدنا  
وہر لکم محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم سلام علیکم بعد صریم صبر علی المصائب۔ ترجمہ  
ہوگا کہ میں نے اپنے کتب خانے میں ایک کتاب رکھی تھی جس کا نام میرا تھا تو میں نے اس کی کتب خانے میں بھی  
ایک کتاب رکھ دی تھی۔ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ حدیث احمد المصنف لہ فی کتابہ

تہذیب کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

اس کتاب میں ۵۵ باب ہیں۔ اس کے بعد یہ کتاب کی کتاب کا حکم:

احمد کم فلا تحسبوا اسر عوا بہ الی قبرہ ولیقرأ عند راسہ (ای بعد الدفن) فلاحۃ البقرۃ وعبید  
رجلبہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقالی والصحیح انہ موقوف علیہ حضور اللہ ص  
فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کو گھر میں (بلکہ شریکہ کے مت رکھو اور اس کی تدفین  
میں جلدی کرو اور (فن کے بعد) سر کی جانب سرورہ پڑھ کر (ابتدائی آیتیں) (مفلحون تک) پڑھو یا اس کی جب اس کی  
اختیاری آیات (آمن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں (مشکوٰۃ شریف ص ۳۹ باب فن المیت)

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حالت نزع میں اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کو وصیت فرمائی انا انسا  
مت فلا تصحبنی ناحیۃ ولا باراؤا فادفنینی فیہا علی التراب ساقم اقیعوا حول قبری فدی  
ما یدجو جزور وبقیم لحملہا حتی استانس بکم واعلم ما خدا واجع بہ رسل دہی رواہ مسلم  
وقت میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کے ساتھ زکوٰۃ نوحہ کرنے والی ہواور نہ گہ ہواور جب مجھ کو دفن کر چکاتو  
آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اوٹ نزع کرنے اور اس کا گوشت خیر کرنے  
میں لگے تاکہ میں تم سے انیت حاصل کروں اور ہوں لو کہ اپنے رب کے قوسدوں (فرشتوں) کو کیا جواب دیتا  
ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۹ باب فن المیت الفصل الثالث)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے (قولہ لم اقیعوا حول قبری) لعلہ  
للعدۃ بالصحبت وغیرہ۔ حدیث مبارکہ میں یہ جملہ تم اقیعوا حول قبری پھر تم میری قبر کے گرد اگر کھڑے رہنا سیکھا  
ہو تو شاید اس لئے ہو کہ مردے کے لئے ثابت قوی وغیرہ کی دعا کی جائے وقولہ حتی استانس بکم ای بدعاء  
کم واذکارکم واستغفارکم یعنی تاکہ میں تم سے انیت حاصل کروں، یعنی تمہاری دعاؤں تمہارے ذکر اور  
تمہاری تلاوت اور تمہارے استغفار سے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۹) (ایضاً) مرقاۃ میں ایک اور حدیث ہے۔ وفد  
ورد فی الشجر لابی داؤد انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان اذا فرغ من دفن الرجل یقف علیہ ویقول  
استغفر وا اللہ لا یمیکم واما لوانہ التیت وفی رواہ التیت لمانہ الآن یسئل۔ یعنی حضور اللہ ص  
جب کسی شخص کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں ٹھہرتے ہوئے فرماتے اپنے بھائی کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرو اور  
اس کے لئے ثابت قوی کی دعا کرو کہ اب اس سے سوال کی جائے گا (مرقاۃ ص ۳۸) (باب فن المیت)  
کفایت الختم میں ہے۔

(سوال) اسی متن میں ابی داؤد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن علمیت وقف علی قبرہ  
وقال استغفر والا یمیکم واسئلوا اللہ لہ التیت الخ مرثومہ بالا حدیث سے دعا ہے مغفرت مانگنا جمعاً بہر  
دعا ہے یا قبر لوی فرمادی؟

(الجواب) ہاں اس حدیث کے سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام حاضرین ایک ساتھ دعا کرتے تھے کیونکہ  
فن سے فارغ ہونے کے بعد انہیں آنے کا موقع تھا لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ واپسی میں آتے  
میں خیرہ وقف فرماتے تھے اور میت کی مشیت و مغفرت کی خواہش دعا فرماتے تھے اور حاضرین کو بھی اس وقت دعا کا حکم  
دیتے تھے کیونکہ فاسفہ الآن یسئل اس کا قرینہ ہے پس تمہاری ہر سب کا توقف کرنا اور حاضرین کو اپنی وقت دعا









یہ (المتولیٰ علیہ) کا قول نقل کیا ہے کہ: "لا فاعل کلھا للعبعة والبر ما فاعلہ عنہا لا یجوز"۔  
 یہ سید دور بھاؤ جہ اللہ تعالیٰ (شیخ) پر ہے۔ یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ کتاب ہے۔ یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 اس میں ہے: "مطلب فی کراہیۃ الضبط"۔

علیہ السلام: "مطلب فی کراہیۃ الضبط"۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔  
 یہ فقہانی کتب کا حصہ ہے۔ اس کا نام "مجموعہ" ہے۔

لی ذات مقدس کی طرف سے منع فرمایا۔ لی جہت کرنے اور غلط احادیث گھڑنے سے اور اس کا مبارک ایسے بھگتوں نے پاک  
تذکرات سے بھی نہ مانے نہیں (انناخذ وانما الہدایہ و احیاء) کبریت کلمۃ تخرج من فمہ علیہ من یقولون الا  
کذبہا (بہت بھاری ہے وہ بات تو ان کے من سے نکلتی ہے ہاؤں ہانک بھڑکتی ہے اسے یہاں (۱۲) صحت)  
و بحسبہ وہ جبار و عداۃ عظیمہ (ترجمہ) تم اسے ہانک اور معمول بات سمجھ رہے ہو، حالانکہ خدا کے نزدیک وہ  
بہت بھاری ہے (سورہ نور)

آحضرت شیخ کا ترجمہ: یہ من کذب علی متعدد اقلیوں یا متعدد من النار (صحیح بخاری  
ج ۱ ص ۴۱ باب من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (ترجمہ) من نے جان و جوہر و جوت بات  
کی یہی طرف نسبت کی (یعنی جو من سے یہ بات نکلتی ہے اس پر کیا حد ہے؟) اس سے چاہے کہ اپنا کلمہ قائم  
کرنے کے لئے۔

آحضرت شیخ نے (نیشین توہنی فرمایا ہے) کون فی احوال الزمان دجالوں کذابوں یا تو نکم  
من الاحادیث یا لم یسمعوا الفہم ولا لہاء کم لہا کم و لہا ہم لا یصلونکم ولا یصلونک (صحیح  
مسلم ج ۱ ص ۱۰۰ ابواب النہی عن الروایۃ عن الصنفاء ولا حیاط طلی تحملہا) (ترجمہ) لایہ زمانے  
میں یہ حد و آواز و دروغ کی باتوں کے ساتھ بہت سے پاس کی احادیث (موضوع) لایہا کے، جو تو تم  
نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے انہی میں سے ایسے لوگوں سے بہت سے سنا کر اور سنا اور ان کے اپنے سے اور دیکھا، ایسا نہ کہ  
نہیں لکھو اور روئیں اور قلم سے ڈال دیں۔

جو بہت سے منہ میں حدیث کے نام سے کبھی جی ہے اس کی عمر صرف سو سال ہے، وہ ۱۸۵۵ء کے بعد  
گھڑی گئی ہے (نیشین لوگ بغیر تحقیق کے کلمہ کرتے اور عام کے ماننے میں جوش کرتے رہتے ہیں یہی کی بڑی غلطی ہے)  
اس زمانہ میں پہلی کے متفقہ امام احمد و ابو عبد اللہ بن خال صاحب وغیرہ علمائے محققین نے روایت مذکورہ کے موضوع  
و کے کافوتی آیا تھا اور فرمایا تھا کہ باطنی قادیانی کی "قادیانی اور جندی" نامی کتاب نہیں ہے۔ (۱۳۳۵ھ میں کتاب  
مذکورہ روایت مذکورہ کا معاملہ منعقد ہوا۔ یہ منقولہ (ترجمہ) احمد شرفا (تعلیم) کے علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوا تو  
حضرت عبداللہ مفتی حنفی اور شیخ محمد شافعی اور علامہ شمس الدین مفتی مدینہ منورہ اور علامہ نور محمد مفتی خانقاہ وغیرہ  
نے منقولہ فتویٰ دیا کہ مذکورہ عبارت کی نسبت آحضرت شیخ کی طرف کرنا سنت گناہ اور آپ پر بہتان منکب ہے اور  
از روایت مذکورہ کوئی کتاب حضرت باطنی قادیانی کی نہیں ہے۔ خاتم محققین علامہ عبداللہ کھنڈی فرنگی مکی سے اس روایت  
اور کتاب کے متعلق سوال کیا آیا آپ کا کتاب درج ذیل ہے۔

"کتاب اور ہندی اور تصانیف باطنی قادیانی است نہ روایت مذکورہ صحیح و معتبر است بلکہ موضوع درست و باطل  
برایہ اعتقاد شاید اور کتب حدیث نکالنے اور چھوڑنے کی روایت یافتہ کی شود" (ترجمہ) نہ تو کتاب اور جندی نہ باطنی قادیانی کی  
تصانیف میں سے ہے نہ یہ روایت صحیح و معتبر ہے بلکہ موضوع اور باطل ہے اس پر اکتفا نہ کرنا چاہئے، کتب حدیث میں ایسی  
روایت کا کوئی نہ پایا، ان کی کتاب (منقولہ فتویٰ) (قدیم) ج ۱ ص ۵۷۱-۵۷۲) اخیر میں حضرت شامہ عبد المعز صاحب  
حدیث دہلوی کی فتویٰ کی ملاحظہ فرمائیے۔











تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔

تذکرہ شریف کے تصنیف والے ہیں۔ جو کہ ان کا نام ہے۔



زمانہ میں رہیں مگر شمال نہ تھا وہ آج ان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (الاحتصام ج ۱ ص ۵۸)

باقی یہ سانس سے پہلے کسی نے بھی مراثت نہیں کی یہ صرف تاہ اقیقت ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس صدی سے کتب المذکرہ کیا وہ سو برس سے فقہاء کرام مقرر نہ ہوئے کے بعد کی دعاء کو خلاف سنت اور ممنوع ذکر و قراءتے رہے ہیں اور اس کے ناجائز ہونے کو کتب میں بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) قیامی صدی ہجری کے فقہ امام ابو عمر بن خالد معاصر ابو حنیفہ (تیسرے توفیق ۳۶۳ھ) (مذابی فائدہ مند ص ۵۲) فرماتے ہیں ان اللہ ما بعد سنۃ داہمہ زوہد و عزم (۷ جنوری ۱۸۰ھ) یعنی بے شک نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا ہے۔

(۲) اور پانچویں صدی ہجری کے فقہ شمس الامین طحاوی الشافعی (۳۵۵ھ اور

(۳) بخاری کے مفتی قاضی شمس الاسلام سیوطی الشافعی (۳۹۱ھ) فرماتے ہیں لا یقوم الرجل بعد دعاء بعد صلوة الجنائز (قیامہ ج ۱ ص ۵۶) یعنی نماز جنازہ کے بعد کوئی شخص دعا کے لئے نہ کھڑا ہو۔ تفسیر دعا کے لئے نہ کھڑا ہے۔

(۴) اور تیسری صدی ہجری کے فقہ امام طاہر بن محمد بخاری سنی الشافعی (۳۲۲ھ) فرماتے ہیں لا یقوم بالنعاء فی قراءۃ القرآن لا قبل البیت بعد صلوة الجنائز و قبلہا (خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۲۵ الفصل لحمل العشر فی الجنائز) (ترجمہ) نماز جنازہ کے بعد اور اس سے پہلے بیت کے لئے قرآن پڑھ کر دعا کے لئے نہ کھڑا ہے۔

(۵) اور ذخیرہ محدث کے دوسرے فقہ علامہ سراج الدین لوطی (صاحب فتاویٰ سراجیہ سال تصنیف ۱۱۹۹ھ) فرماتے ہیں۔ اذا فرغ من المصنوع لا یقوم دعائہ (فتاویٰ سراجیہ مع قاضی خان ج ص ۱۳۱) (ترجمہ) جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے تو دعا نہ کرے ہوئے کھڑا نہ ہے۔

(۶) اور ساتویں صدی ہجری کے فقہ بخاری محمد زبیری الشافعی (۵۸۸ھ) کہی بھی سکی رائے ہے (فتاویٰ فقہان ص ۵۶)

(۷) اور آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم ابن الحاج الشافعی (۶۴۷ھ) فرماتے ہیں کہ یہ دعا قابل ترک ہے (کتاب الفہم ج ۳ ص ۲۶)

(۸) نویں صدی ہجری کے فقہ مالک بن خالد الدین محمد بن شہاب کریری الشافعی (۶۴۷ھ) فرماتے ہیں لا یقوم بالنعاء بعد صلوة الجنائز لاند دعا مرة لان اکثرہ دعاء (فتاویٰ نزادہ مع ہندیہ ج ۱ ص ۸۰) جس کا نزاع آخر دھب الی المصلی قبل الجنائز و یسطرھا نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ کھڑا ہے۔ کیونکہ وہ ایک مرتبہ دعا کر چکا ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ کا یہ دعا دعا ہے۔

(۹) دسویں صدی ہجری کے فقہ مالک بن زبیری (صاحب برہنجی سال تصنیف ۹۳۳ھ) بھی ممنوع ہونے کے قائل ہیں (فتاویٰ برہنجی ج ۱ ص ۱۸۰)

(۱۰) ایزد دسویں صدی کے دوسرے فقہ شمس الدین محمد خراسانی حسینی الشافعی (۱۰۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ دعا

۱۔ جامعہ فقہی جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۱ اور ۱۰۲ کے تحت ہے۔  
 (۲) اور ۱۰۳ ص ۱۰۴ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۳) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۴) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۳ ص ۱۰۴ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۵) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۵ ص ۱۰۶ کے تحت ہے۔  
 (۶) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۷) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۵ ص ۱۰۶ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۶ ص ۱۰۷ کے تحت ہے۔  
 (۸) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۶ ص ۱۰۷ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۷ ص ۱۰۸ کے تحت ہے۔  
 (۹) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۱۰) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۷ ص ۱۰۸ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۸ ص ۱۰۹ کے تحت ہے۔  
 (۱۱) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۱۲) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۸ ص ۱۰۹ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۹ ص ۱۱۰ کے تحت ہے۔  
 (۱۳) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۱۴) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۰۹ ص ۱۱۰ کے تحت ہے۔ اور ۱۱۰ ص ۱۱۱ کے تحت ہے۔  
 (۱۵) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۱۶) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۱۰ ص ۱۱۱ کے تحت ہے۔ اور ۱۱۱ ص ۱۱۲ کے تحت ہے۔  
 (۱۷) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۱۸) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔

۱۱۱ ص ۱۱۲ کے تحت ہے۔ اور ۱۱۲ ص ۱۱۳ کے تحت ہے۔  
 (۱۹) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔  
 (۲۰) جامعہ مصریہ ج ۱ ص ۱۰۳ کے تحت ہے۔ اور ۱۰۴ ص ۱۰۵ کے تحت ہے۔







مطلب یہ ہے کہ اہل میت کو ملے۔ اسی بناء پر میری تحقیق کی بنا پر صبر کا ثواب ملایا جائے۔ بڑے بڑے کی تو قیامت کی میت کے لئے نئے مکان کی جوئے طلب کیا جائے اعظم اللہ امر کہ واحسن جزائک وغیرہ لیسک اللہ تعالیٰ آپ صبر کو جو عظیم اجر عظیم فرمائے اور آپ کے میت کی منفرت فرمائے۔ آخرت میں بھی کسی صاحبہ ادبی حضرت زینب کے پرکار انتقال: واقعات آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان الفاظ میں تحریر فرمایا: **وَلَقَدْ مَا اخَذَ وَلَقَدْ مَا اعْطَى وَلَقَدْ عَمِدَ سَاجِدٌ مَسْمُومٌ فَلْيَنْصَبِرْ وَلْيَتَحَسَّبْ** بخاری مشرق ص ۱۷ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد العیت معصی نکاح اہل الخیر: **یومئذ یرید اللہ ان یتحابو** بخاری مایا تمامہ بھی ان الفاظ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کی میری مقرر ہے جس میں کہ وہ در ثواب کی میت دے۔

اہل میت کے مکان پر تحریر سے لئے حج بوند اور نصرت کے وقت ماضی و ضروری قرار دینا سنت سے مطابق نہیں۔ مراقب الفلاح وغیرہ کی معتبر کتابوں میں ہے وہ مکرہ الا اجتماع عہد صاحب العیت حتی یجئ الیہ من بغوی بل اذا رجع الناس من المعین فلیعزوا ویشغلوا باہرہم وحسب العیت دمرہ تحریر اہل میت کے پاس سب جمع ہوتے ہیں۔ اور کئے بعد دیگرے سب ان کی تحریر کرتے ہیں یہ رسم کرہ ہے اللہ جب نہیں کرے ایسی ہول تو منتشر ہو جائے اور اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ صاحب میت بھی اپنے کام میں لگے۔ شامی ج ۱ ص ۴۲۲ حوالہ مالا مرافی الفلاح ص ۱۲۰ **حصل فی حملہا وحسبها تنعم** اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے بعد میت کے یہاں جمع ہو کر فاتح خوانی کر دے اور اپنے اصل ہے۔ تحریر اور مصافی لازم اور لازم نہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے مسلمان کرے اور یا خود ان کے بعد ملاقات: وقت مصافحہ کرے اس قدر کے مطابق اہل میت سے مصافحہ کر سکتے ہیں مگر اس مصافحہ کو تحریر مصافحہ نہ سمجھا جائے۔ **”حسن تمسک“** میں: **”فاما عری احدنا یسلم ویقول ان الله ما احملہ ما اعطى ما اکل عہد باجل مسمی فلتصوره لیسب“** (ص ۱۸۸) اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وقت مصافحہ ضروری نہیں ملاقات کے وقت صرف مصافحہ کرے یا مصافحہ بھی کرے اور اگر مدت دیر لگے بعد ملاقات ہوئی: تو موقع بھی کر لے اس میں حرج نہیں ہے۔ **”فانفعائی وغیرہ“** ب۔

مسافر کے کفن و دفن کے لئے چندہ کیا گیا اس کی بقید رقم کا کیا کیا جائے:

(سوال ۱۰۲) **”فادین میں کوئی مسافر اگر وفات پا کر اس کی تجبیر و تمسک کے لئے چندہ دیا گئے اس میں سے چندہ رقم جاری ہوا اس کا استعمال کیسے کیا جائے؟“**

(الجواب) اگر یہ مسموم ہو کر بقیہ اہل قافلہ نے دی ہے تو ہم اسے ہر روز دینے اور اگر معلوم نہیں ہے کہ یہ بقیہ رقم کس نے دی ہے تو کسی دوسرے غریب کی تجبیر و تمسک میں استعمال کی جائے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہ رقم کسی غریب و صدق کو دے دی جائے۔ رحل مات فی مسجد فقوم مقام احدهم وجمع الدرہم ففضل من ذلک منی ان عرف صاحب الفضل ردہ علیہ وان لم يعرف کفنہ وہ محتاجا آخر وان لم یقدر عسی صرف الی النکفن بتصدق بہ علی الفقراء کذا فی بخاری قاضی خان رجالہ المکبری ج ۱

ص ۱۶۱ الفصل الثالث فی النکحین فقط واللہ اعلم بالصواب

کسی کی وفات پر مجلس میں تین چار منٹ سکوت اختیار کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۰۳) مسلمانوں میں کسی ایسے ایسے آدمی کی جب وفات پر دیکھیں وہی کی حرمینہ صحت کا وہی جھکا  
ساتھ لہزے دے کر سوگے (تغریب) اٹھائے کا طریقہ وہی پابا ہے یہ جائز ہے؟

(الجواب) سوگے نہ دینا اور بغیر یہ پابا نہیں ہے اس میں انسانی و غیرہ کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے  
ابن ابی ریحان کہ فرماتا ہے: عن عبد قیس الصامت رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صحابہ حلقوہ (ترمذی) حضرت  
وسیم کنن لا یجلس حتی یوضیع النعیم فی النعنع فکان قاعا مع اصحابہ علی رأس فوقان  
یہودی حکذا یضع یمننا فی مجلس صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا صحابہ حلقوہ (ترمذی) حضرت  
غیاث بن السامت سے روایت ہے کہ جب تک میت و قبر میں تازہ نہ جائے آنحضرت ﷺ قبر کے پاس نہ  
رہتے تھے بیٹھتے تھے ایک عربی ایک یہودی نے دیکھ کر کہا ہم بھی اپنے مردوں کے ساتھ وہی کرتے ہیں  
حضرت ﷺ فوراً بیٹھ گئے اور حبلہ نراہ سے فرمایا کہ حلقوہم (ان کی مخالفت کر دہنی بیٹھنا اور ہنر نہ کرنے  
میں میں سے مشابہت لازم آتی ہے (مطہطوری علی الدر المختار ج ۱ ص ۶۰۷ ۶۰۸ ج ۱ ص ۸۳۲  
فیب مختلف فی دین العیت)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے نہ شخصیات سے طریقے سے ملاؤ و مردوں کے طریقے پر چلے گا وہ میں سے  
کیسا ہے (ترمذی و مساجد ص ۵۶)

نیز یہ ارشاد بھی ہے کہ فرماتا ہے من تشبه بقوم فہو منهم جو کوئی کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ  
انہیں میں سے ہے (ابو یوسف کا کہنا) اسناد حضرت حسن نے فرمایا ہے کہ اپنے بہت سے ہمراہوں کے کسی قمر سے  
مشابہت کی اور ان سے نہ مل سکے تو ان بہت کے لئے ایک سچ واقعہ عرض ہے۔ کہ اگرچہ طریقوں میں سے کہ کاپور میں  
نونی خمر کی جگہ یعنی عید پر نماز میں نہ کیا تھا یا غسل نہ چھپاے ہوئے تھا، حاشا سے میں کاہرہ نہ تھی وہ مری جگہ  
ہو گیا اس نے ان سووی صاحب کو من سے اسلام کی باتیں کہیں تھیں اپنے تبار سے مطلع کیا اور فرمائش کی کہ کسی  
دیہ رئیس کو مجھ سے جس سے محمد بن حافل گستاخوں چنانچہ مولوی صاحب نے ایک ذیل فرمایا کہ انہوں نے ہاتھ  
فرمایا کہ بعد ازاں جب یہ خمرانی بن رہا تھا اس نے سووی صاحب کے ساتھ نوچوچو پھونکے ہوئے ہو گیا کہ جب میں  
مرد ہوں اور یہ مائی مجھے اپنے عزیز جان میں لے کر آویں تو تم رات کو چاکر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے قبرستان  
میں لے کر آؤ، چنانچہ فرمایا میں نے جب وہی صاحب کے اشارے سے سب وصیت رات کو ان کی قبر حولی تہا کہیں کہ  
اس میں آنحضرت ﷺ تھے جس سے مولوی صاحب پرے سے جس وقت پریشان ہوا کہ یہ کیا جا رہا ہے میرے استاد یہاں  
ہیے تا آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب خمرانیوں کے طور طریق کو پسند نہ کرتے تھے اچھا جانتے تھے (تذکرہ  
شیراز ص ۲۵۰) مولوی علم نصرائی نے بھی صاحب کی قبر میں داخل ہوا وہاں ایسے واقعہ سے عظروں کی تعداد میں  
انہوں میں سے تھے ہیں خدا پاک انہی حالت سے ہمیں بچائے فقط واللہ اعلم بالصواب۔









حضرت امام شافعی فرماتے ہیں: "لو دأبت لاتبعة سبکة یا مروء بھلم بسی۔ یعنی میں نے خدا  
 "مشرکے کا نام دیا۔" یہاں کہہ کر وہ ان علماء کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ جو قیوں میں پانی پانی تھے۔ (کتاب  
 رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۲ شرح مسئلہ ص ۱۰۲ فصل فی التہی عن تحببہ المذہب الخ کتاب  
 محذور)

مذہب طائفتی قریبی فرماتے ہیں: وہی ما اسکرہ النہ المسلمین کائنات عنی انصرو  
 وحسبہما۔ (۱) یہاں کہہ کر حضرت نے ان کی بدعت کو برا بنایا۔ ان کے پاس پانی پانی تھے۔ ان کے پاس  
 ان کی مخالفت کی۔ یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں پر حضرت نے ان کے پاس پانی پانی تھے۔ ان کے پاس پانی پانی تھے۔  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)

میرت کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)

رسول ۱۰۸۰ ہجرت کو کٹر حکمران تھے۔ ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)

یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)

حضرت نے ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)  
 یہاں کہہ کر ان کے قہر کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۰۲ ج ۱)

پانچ ماہوں، یعنی اکتوبر چوتھ کو۔ جنازہ دینے والے دن تک ہونا چاہیے۔ عورتیں بھی اس وقت اس وقت تک گھر میں رہیں۔ تاہم جو عورتیں کہ گھر سے باہر نکلیں، وہ بھی اس وقت تک گھر میں رہیں۔ عورتوں کو بھی اس وقت تک گھر میں رہنا چاہیے۔ تاہم جو عورتیں کہ گھر سے باہر نکلیں، وہ بھی اس وقت تک گھر میں رہیں۔ عورتوں کو بھی اس وقت تک گھر میں رہنا چاہیے۔ تاہم جو عورتیں کہ گھر سے باہر نکلیں، وہ بھی اس وقت تک گھر میں رہیں۔

۱۰۹ سوال: ایک عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے۔ کیا اس کا حکم ہے؟  
 جواب: اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔

۱۱۰ سوال: ایک عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے۔ کیا اس کا حکم ہے؟  
 جواب: اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔

۱۱۱ سوال: ایک عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے۔ کیا اس کا حکم ہے؟  
 جواب: اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔

۱۱۲ سوال: ایک عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے۔ کیا اس کا حکم ہے؟  
 جواب: اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔

۱۱۳ سوال: ایک عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے۔ کیا اس کا حکم ہے؟  
 جواب: اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔ تاہم اگر عورت کا ایک ماہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں نہیں آئی ہے، تو اس کا حکم ہے کہ وہ ابھی تک عورتوں کے گھر میں رہے۔



اور نہ وہ ٹکری ہے (مسئلہ اربعین ص ۲۵) اس میں ضاعت مال اور کھد بانہ ہو گئی ہے، (المسئور و کتاب الزانی،  
۹۰) زمانہ خرام است (ما لاحد حدیث ۱۲، فقط والله اعلم بالصواب

بقعد کے دن انتقال ہونے کی قطعیت:

(سوال ۱۱۳) ایک شخص ۱۰۰ کی فضیلت وار ہوئی ہے، یہ فضیلت کب سے ہے اور کہاں تک ہے؟ نیز اتوار ۱۰۰  
(الجواب) حدیث سے ثابت ہے کہ جو کون یا شب جو کوہ وقت پائے والا سلطان منکر کفر کے بولے، جو ب  
نے گفتار بتاتے۔ ثم ذکر ان من لا یحسن لعابہ علی قولہ: (وایب یوم الحسبہ) یونلیجا  
و در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۹۸۔ مطلب ثانیۃ فی شہور فی قبورہم، فقط والله اعلم بالصواب

قبرستان میں سوکھی کھاس جلنا:

(سوال ۱۱۴) قبرستان کی صفائی کے لئے آگ لگا کر سوکھی کھاس وغیرہ جلانا کیسا ہے؟ نیز قبروں  
والجواب) جب قبرستان میں آگ لگ کر باغی کی ممانعت ہے قبروں کے اوپر کی کھاس وغیرہ جلانے کی اجازت  
نہیں ہے، (مخرج) کہتے ہیں کہ "مخرج" قبروں میں آگ لگانے سے منع ہے۔ (فقط والله اعلم بالصواب)

مسل، یون اور نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت:

(سوال ۱۱۵) کسی شخص نے مرے سے پہلے وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص بتلائے اور فلاں نماز جنازہ پڑھاؤں، فلاں  
جنگل میں یا ہا۔ تو کیا اس وصیت پر وہ فوراً غسل کرے ضروری ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ کب تک کا رہے گا؟ (مخرج)  
(الجواب) اس قسم کی وصیت کو فلاں شخص غسل دے، فلاں شخص اسے بتلائے اور فلاں نماز جنازہ پڑھاؤں،  
شرعاً معتبر نہیں ہے، یہ وصیت کے اعتبار میں نہیں ہے، اور ظاہراً حق ہے، اور نہ ہی جہنم اس پر عمل کرے  
والصوبی علی بطلان التو صیۃ بنفسہ و عیالہ، در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۹۴۔ مطلب فی صلاۃ  
الجنائزہ و الله اعلم بالصواب

جنازے کے ساتھ کس صرح چلنا چاہئے؟

(سوال ۱۱۶) وصیت کے جنازے کے لئے مجلس یا بیچھے؟ ہمارے یہاں روئے، ریاست کے لوگ جنازے کے  
آئے کسی قطار پر مہرے ہیں یہ کیا ہے؟ اور قبرستان میں جو گئے ہیں سر قبروں پر چلے گئے یا وہ شرعی ضروری ہے؟ (مخرج)  
تذکرہ

(الجواب) حضرت برائین عازبہ سے روایت ہے: (عن رسول الله صلى الله عليه وسلم) معقباً لعنزة العج  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں جنازے کی اتباع (یعنی پیچھے چلنا) کا حکم دیا، (بحسب شریف ج ۱ ص ۱۶۶)  
باب الامر بالاتباع المحذوف

یہ صرح ساری صحیح و لا صحیح تھیں، شعر المراثی لہذا فی عالمگیری الفصل الرابع فی جعل الجنائزہ ج ۱ ص ۱۶۶

اس ۷۲ آیت ہوتا ہے کہ وہ زہر متیوہ ہے اور کوفہ "تالیح" میں ہور متیوہ تالیح کے آگے ہوتا ہے۔ اہل  
بنیادو آگے رکھ کر جنازہ کے پیچھے چلے فضل پھر مستحب ہے جنازہ سوتے اور آگے دھننے میں میرت اور نصیحت اُن  
سے اور میت کی تعلیم بھی ہے۔

جنازے لے آئے پیچھے رہنا بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں ہے۔ جنازہ کو کندھا دینے کے لئے کچھ لوگوں کا جنازہ  
لے آ کر رہنا بھی جائز ہے مگر جنازے سے دور نہ رہیں اور سب کا آگے چلنا اور جنازے کو پیچھے چھوڑ دینا امر مستحب  
اور اگر جنازے سے آگے چلے

تلاذ بانہ من حق ہیں اور جنازے کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے۔ جنازہ کو کندھا دینے کے لئے چار لوگ جنازہ  
لے آئے۔ اگر قریب میں ہوں اور اگر شریک پیچھے ہوں آگے والے کندھا لے کر پیچھے ہٹ جائیں۔ اس سے چپے وادوں کو  
کندھا لینے کا موقع ملتا سانی میسر ہوئے اس طریقہ اختیار کیا جائے۔ اور فقہاء میں ہے (وندت المشی خلعھا)

لاہما منبوعہ۔ الی قولہ۔ ولو مشی ماہا جردو فیہ فضیلة ایضا ولكن ان تباعد عہما أو تقدم الکس أو  
رکب اسماعہا کرہ وشر محض مع النسیج ج ۱ ص ۸۳۳ فیل مطلب فی دفع البیت پر فتاوی  
عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲) قبرستان میں قبروں پر جوتوں سمیت یا بغیر  
جوتوں کے پانا سخت کر دہ ہے۔ تمنا والہا علم اسو اب۔

### قبر کے آس پاس کی سبز گھاس کاٹنا:

(سوال ۱۱) قبرستان میں قبروں پر سبز گھاس اور درخت ہوتے ہیں ان کو کاٹ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی کہتا ہے درخت  
میں ان کی فائدہ دہو گئی صرف نشیہ نہیں دیتا تو جواب

(الجواب) مستحب ہے کہ قبر کے کھارے کی تر کو کسی وغیرہ نکال جائے اس سے میت کو اس سے صل ہوتا ہے اور فائدہ  
پہنچتا ہے۔ ہاں خشک ہونے کے بعد ہاتھ میں حنا وغیرہ نہیں لپیٹ کر قبر کے آس پاس گھاس وغیرہ ہونے کی وجہ سے  
لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اسے کاٹ کر راستہ صاف کیا جائے۔ مشکوٰۃ اور حشیش بن عمی القصور ان  
کھان رطب بکرمہ قلعه وان کان یا بسلا بکرمہ لاه ما دام رطباً یسبح ویحصل للعب بنسبحہ  
اس (نصاب الا حساب قلمی ص ۸۲ باب ۳۳) (وکرہ قلع الحشیش والشجرۃ من المقبرۃ ولا  
بأمر یقلع البایس منہما انوار الا بصاح فصل فی زیارۃ القصور) (وکرہ قلع الحشیش) الرطب  
وکذا (الشجرۃ من المقبرۃ) لاه ما دام رطباً یسبح اللہ تعالیٰ فیونس الحبث ونزل بذکر اللہ تعالیٰ  
الرحمۃ (ولا یس یقلع البایس منہما) ای الحشیش والشجرۃ لروال المقصود وراھی القلاح ص  
۱۲۱ (مصاب) وقطع النبات الرطبة من علاہ دون البایس (کبری ص ۶۳) فصل فی الجنازہ  
مکرہ قلع ما بنبت علی القصور ما دام رطباً لا یتسبح ما دام رطباً وان یس لا بأس بہ (فتاوی  
سراجیہ ص ۱۱۱ فی الجنازہ فقط) والله اعلم بالصواب۔

نماز جنازہ کے بعد منہ دکھانے کی رسم:

(سوال ۱۰۹) بھارت سے یہاں نماز جنازہ کے بعد حاضرین کو میت کا منہ دکھایا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب: قول

(الجواب) یہ رسم غیر ضروری اور مکروہ ہے کہ وہ سب تاخیر سے جہاں تک قیام مآبور یہ ہے یا کسی نماز جنازہ کے بعد یا وقت نماز کے بعد یہ رسم ہے۔ اس رسم عموماً بالمحاذرة ثانی میں ہے (المولہ بسرع بہا بلا حب) بمعصیۃ مغنوحۃ و موحلین و حلا العجیل المصون ان یسرع بہ بحیث لا یضرب الحیت علی الجنازۃ للحديث اسرعوا بالمحاذرة الخ (خاصی ج ۱ ص ۸۳۳) مطلب فی حمل الميت یا مرہی الفلاح مع طلحطوی ص ۳۵۲) جب تاخیر کی وجہ سے میت کے لئے بعد نماز جنازہ اجتماعی دعا مانگوں پہنچانے تکھاٹے لئے اجتماع کی صورت ہے؟

فتہ کی راہ میں ہے۔ اذا فرغ من الصلوة لا یقوم بالمداعہ و خطوی سرا جید ص ۲۳  
جنازہ خلاصۃ الفرائض ج ۱ ص ۲۵) فقط والله اعلم بالصواب۔

مرنے کے بعد جلاوینے کی وصیت۔

(سوال ۱۱۰) اچھی قریب سے ایک نام نہاد مسلمان کا انتقال ہوا ہے وہ صحیح العقیدہ و متقویٰ ہے۔ وہ اپنی وفات کے خلاف کچھ نہ کہتا تھا اس بات کو سامان جانتے ہیں اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ جس شخص کو نہ کہ جائے بلکہ جلا دیا جائے، مراۃ کو بلانا کفار کے شعار میں سے ہے ایک شخص ایسے امر کو پسند کرتے جو شہر زعفر میں سے ہو، کیا اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کفر کو پسند کیا اور اس کے جنازے کی نماز مسلمانوں کو پڑھنی پابندی نہیں؟ جنت تو وہ۔

(الجواب) مسلمان میت کو دفن کرنا فرض تکلیف ہے اور اس پر اجماع ہے اور مسلمانوں کا شعار ہے اس لئے جب کہ اس شخص نے وصیت کی تھی کہ مجھے دفن نہ کیا جائے بلکہ جلا دیا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں طریقت اسلام سے نفرت اور طریقت ہندو کی عظمت تھی نیز اس میں شعار اسلام کا استحقاق بھی ہے۔ والا سہ سہزاء علی الشریعۃ کفر لان ذلک من اهلوائ التکذیب (شرح عقائد ص ۱۲۰) لہذا اس شخص کو مسلمان تسلیم کرنا اور طریقتی ملت قتل دینا کفر نامہ اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہ ہوگا جس کے دل میں اسلام کی نفرت ہو اور جو ممل مقبول ہوگا وہاں کو پانی نہ دینا اور اس قسم کی جرات نہیں کر سکتا بغیر بیضادی میں ہے و انحصار عدلہ و ای من الکفر بولیس الغیو و ضد الزما و نحو ہما کفر الا نہا تدل علی التکذیب فان من صدق و مبول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجری علیہا ظاہراً الا نہا کفر فی انفسہا (تفسیر بیضاوی ص ۲۳) سورہ بقرہ رکوع ۱۰) یعنی خیار (کافروں کا ایک خاص لباس ہے) پہننا، تار (جنو کی) پادھنا اور ان کے ساتھ چیزوں کو کفر یہ افعال میں شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ چیزیں مکہ رب (شریعت کو چھوڑ کھینچے) پر ولایت کرتی ہیں۔  
یہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کو چاہی نہ کہ وہ اس قسم کے کاموں پر کھراڑا نہ کہ جس کو سکاڑا نہ کہ یہ چیزیں اپنی ذات













مبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جائے مگر مرقی اور ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ فرماتے ہیں اور وہاں اہل مدینہ کے وہ میری بیوی تھی میرے والدہ (یعنی اپنے چچا) کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا چاہتی تھیں، رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ شہداء یوں ہی کی قبرستان کی جگہ دفن کرنا ہر مرقی اور ابو داؤد نے نیز منتقل کرے میں دفن میں تاخیر ہوتی ہے، نیز منتقل کرنے میں اس کے پھٹ جانے اور ہر پر پیدا ہونے کا احتمال ہے جس سے لوگوں میں غربت پیدا ہو سکتی ہے جس کو گم میت سے دور رہیں گے، میت کا انہماک ہوتے ہوئے نہ کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتقل فرمایا تو اس کی جگہ یہ ہے کہ انہماک علیہم السلام کے بدن میں تھیں، وہاں وہ اپنی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی طیب ہوتے ہیں ایسا اللہ تعالیٰ کرے جس میں حرج نہیں ہے، ان کو منتقل کرنا جائز ہے ان کی خصوصیت ہو سکتی ہے (وسائل ۱۱ و کسان ص ۱۵۹ ص ۱۶۰ کتاب المنابر قبل مجود الثلاثہ)

مرقی (فلا تہمس فی) (و یستحب الدفن فی) مقبرۃ (محل مات بہ او قتل) لماروی سن عائشہ رضی اللہ عنہا تھا فقلت حین زارت قبر اخیہا عبدالرحمن و کان مات بالشام و حمل مہا لہ مکان الا مر فیک ما تفلک و لدفتک حب مت (فان نقل قبل الدفن فلو حیل لو میلین) و نحو ذلک (لا بأس بہ) لان المسافۃ الی المقابر قد یبلغ هذا المقنار (و کمرہ قطعہ لا کتھ منہ) ای اکثر من المیلین کذا فی الظہیر بہ و قال شمس الامامہ السرخسی و قول محمد فی الکتاب لا بأس بنقل المیت فلو میل او میلین بیان ان النقل من البلد الی بلد مکروہ ذلہ قاصی عن وقد نقل قلہ لومات فی عبو ملعدہ یستحب ترکہ فان نقل لی مصر آخر لا بأس بہ لماروی ان یعقوب صنوات اذہ مات بمصر و نقل ابی اسام و سعد بن اس و قاضی مات فی ضیعة علی ارضہ قرطاج من المدینۃ و دلیل علی اعنای الرجال الی المدینۃ قلت یحکم بان الزیادۃ مکروہۃ فی تعبر الرافحۃ او خشیہا و منقشی باستقامتہا لمس ہو مثل یعقوب علیہ السلام او سعد رضی اللہ عنہ لا یحکم من احوال المدینہ

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس جگہ انتقال ہوا یا شہداء یا عورتوں کی جگہ کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اس وجہ سے کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (جب ایک سفر میں) آپ نے اپنے چچا یعنی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قبر کی زیارت کی، ان کا انتقال شام میں ہوا تھا، مرد بیاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کیا گیا تھا، اگر تشریف نہ لے جاتے تو وہاں دفن ہو جاتے، منتقل نہ کرتی اور جہاں شہداء انتقال ہو وہیں دفن کرتی۔ اگر دفن کرنے سے قبل ایک یا دو میل منتقل کیا جائے تو اس میں حرج نہیں اس لئے کہ کبھی شہر کے قبرستان اتنے فاصلہ پر ہوتے ہیں کہ دو میل سے زیادہ منتقل کرنا مکروہ ہے، کذا فی الظہیر یہ، شمس الامامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ امام محمد نے کل دو میل منتقل کرنے کو بلا اس پر فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے، خاصاً خانہ اور ترے نقل کا مضمون میں لکھا ہے کہ اگر کبھی شخص کا اس کے شہر کے علاوہ کسی اور جگہ انتقال ہو گیا تو وہیں دفن کرنا مستحب ہے اور اگر دوسرے شہر منتقل کیا تو حرج نہیں اس وجہ سے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمر میں انتقال ۷۰ ہوا۔ آپ کو مکہ شام لے جایا گیا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مدینہ سے چار فرسخ (تقریباً بارہ میل) دور ایک جگہ



نہاں (۱) کہ انہیں بہت قہر ملا لی۔ یہ سچ نہیں چاہیہ۔ یہ وہی نہیں ہیں جن کی حق تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ تمہاری  
 اپنی فرمائشوں میں بہت اٹھ اٹھ کر رہے تھے۔ انہیں اپنی حق تعالیٰ عبادت کی جو کوئی حق نہیں تھی۔ ان کی حق  
 قہر میں انہیں نہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی  
 و اللہ کے قہر میں انہیں انہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی  
 انہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی

میں بہت قہر ملا لی۔ یہ سچ نہیں چاہیہ۔ یہ وہی نہیں ہیں جن کی حق تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ تمہاری  
 اپنی فرمائشوں میں بہت اٹھ اٹھ کر رہے تھے۔ انہیں اپنی حق تعالیٰ عبادت کی جو کوئی حق نہیں تھی۔ ان کی حق  
 قہر میں انہیں نہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی  
 انہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی

غیر مسلم کے ہمارے دشمنوں میں شریعت کو مٹا دینے کے لیے

میں (۱) کہ انہیں بہت قہر ملا لی۔ یہ سچ نہیں چاہیہ۔ یہ وہی نہیں ہیں جن کی حق تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ تمہاری  
 اپنی فرمائشوں میں بہت اٹھ اٹھ کر رہے تھے۔ انہیں اپنی حق تعالیٰ عبادت کی جو کوئی حق نہیں تھی۔ ان کی حق  
 قہر میں انہیں نہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی  
 انہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی

میں (۱) کہ انہیں بہت قہر ملا لی۔ یہ سچ نہیں چاہیہ۔ یہ وہی نہیں ہیں جن کی حق تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ تمہاری  
 اپنی فرمائشوں میں بہت اٹھ اٹھ کر رہے تھے۔ انہیں اپنی حق تعالیٰ عبادت کی جو کوئی حق نہیں تھی۔ ان کی حق  
 قہر میں انہیں نہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی  
 انہیں بڑا کیا جاتے۔ ان دونوں کے لیے اسے یہ وہی ہے کہ وہ انسانی سے نہ تھے وہ انسانی

سدا الفتاویٰ میں لکھا ہے۔

(مسئلہ ۳۰) ہمیں شیخ الحدیث والے نے بتا دیا کہ شریک ہونا تو کوئی دلیل کی ضرورت کی وجہ سے یا اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہاں تک جتنا دشمن قریب ہو کہ میں ہوں، یہاں نہیں؟  
 (الجواب) فی نفسہ ممکن ہے کہ کوئی کوئی شخص جو کہ بتا دے کہ کوئی شخص کوئی شخص سے نہ کہ جملہ  
 شخصوں سے (اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) ۵۳ باب ۱۰۰ (مشہورہ کراچی ج ۱ ص ۸۲) مشہورہ مذکورہ بالا، جلد ۱  
 نیزہ الفتاویٰ شریعہ تحریر شدہ

نہیں ہوں، کیا یہ دلیل ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔  
 (الجواب) فی نفسہ ممکن ہے کہ کوئی کوئی شخص جو کہ بتا دے کہ کوئی شخص کوئی شخص سے نہ کہ جملہ  
 شخصوں سے (اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) ۵۳ باب ۱۰۰ (مشہورہ کراچی ج ۱ ص ۸۲) مشہورہ مذکورہ بالا، جلد ۱  
 نیزہ الفتاویٰ شریعہ تحریر شدہ

بلکہ وزیر یا مرتبہ شریعت کے قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

(مسئلہ ۳۰) ہمیں شیخ الحدیث والے نے بتا دیا کہ شریک ہونا تو کوئی دلیل کی ضرورت کی وجہ سے یا اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہاں تک جتنا دشمن قریب ہو کہ میں ہوں، یہاں نہیں؟  
 (الجواب) فی نفسہ ممکن ہے کہ کوئی کوئی شخص جو کہ بتا دے کہ کوئی شخص کوئی شخص سے نہ کہ جملہ  
 شخصوں سے (اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) ۵۳ باب ۱۰۰ (مشہورہ کراچی ج ۱ ص ۸۲) مشہورہ مذکورہ بالا، جلد ۱  
 نیزہ الفتاویٰ شریعہ تحریر شدہ

(۳) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

(۴) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

نیزہ الفتاویٰ

الجواب (۱) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔  
 (۲) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔  
 (۳) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔  
 (۴) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

(۵) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

(۶) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

(۷) قریب رہنے کی صفائی کرنا یہ ہے۔

نیزہ الفتاویٰ

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی حجر فاحترق فیما ینہ فیصحب الی حنڈہ حبر نہ من ان یجلس علی قبر وواد مسہبہ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹ باب دفن میت)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہ ہو کہ اس پر چڑھ کر بیٹھ جائے اور اس کا کھڑا ہونا اس کے لئے تکلیف بن جائے یا اس کے لئے قہر یا ٹھنڈے سے بچاؤ۔

غور! جب القبر پر بیٹھنے کی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجلسوا علی القبور ولا یصلوا فیہا رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نماز پڑھو۔

(۴) عن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ قال وانی انسی صلی اللہ علیہ وسلم متکئاً علی قبر فذل لا قوۃ صاحب جندہ القبر (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹)

ترجمہ حضرت عمرو بن حزمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ٹیک لگا کر بیٹھ کر اپنے جہنم کے غصہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہ ہو کہ اس پر بیٹھ جائے۔

(۵) عن عاصمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسر دھاب (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹-۵۰ باب دفن میت)

ترجمہ حضرت عاصمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرنے والی ہڈی توڑنا دھاب توڑنے کے برابر ہے۔

مذہب باوجود حدیثوں کو بار بار پڑھتا ہے اس میں مرد و قبروں کا کس قدر احترام ہے وہ ان حدیثوں کے سمجھا رہا نہیں ہے، بلکہ ذرا دیر لکھتے ہی حدیثوں کی بے حد تعین اور بے ادبی ہوئی، قبر پر بیٹھنا، ٹیک لگانا، بیٹھنے سے منع فرمانا یا بچے جیٹھ ڈرنا اور نہ کمر چلاتے کی کیسے اپوزیت دی جو کئی ہے؟ قبر پر نہ بیٹھنا بہت قدیم ہے بہت سی قبروں کے کھنڈن بھی کرتے ہیں گے، ایذا پہنچاتے، کہتے کہ یہاں قبر پر تھوڑی بلے مار دیا، کھنڈنے سے صحت کا ارادہ نہ کر جاتے ہیں، کئی قبروں کے آگے کا قوی ادھان ہے، بیٹھ کر بھی غصہ کرتے کہ یہو نے بچوں کی قبر پر وہ لہری ٹھکیں، کھنڈنی باقی بلکہ اور پچھلے میں پرانی قبر کھل پڑے، گڑھا مکان، چیلہ لڑا اور اوپر لکھ کر دیا جائے۔

قبرستان بہت عرصے سے کھلنے کی جگہ ہے، قبریں گڑھا یا بڑا ٹھکڑا ہے کہ کھدائی کر کے پائے رات بگائے کا ہتھم یا جاب قبرستان کی بڑی کھاس در درستی کی کھج سے مردوں کو غلام و بچہ ہے اس سے بڑی کھاس اور درخت کاٹا جائے، ہر کھاس خشک ہو گئی ہو، درخت سے کھج گیا، ہتھم کو کاٹنے کی ممانعت نہیں، اور لایعنا میں ہے، فلسطیج شحلیش والشجر من المعبرۃ ولا یاس یقلع الیہ من متبعہا، شجر قبرستان کی مڑ کھاس کو اکھیرتا اور درخت

تو کیا نامرودہ ہے اور ہر روز فلک ہو گئے ہوں تو عمر وائیس (نور: بیاض ص ۳۴) انصاف کی زیارت (التور) کیسے کی گئی ہے، ویکوہ قطع الثبات الراسخ من اعلاہ دون الیاس۔ یعنی قبر کے اوپر بیاض ص ۳۵۔ وہ بے شک کماں کا نام مراد نہیں (نہیں ص ۳۳ فصل فی الجہنم)۔  
ابن ابی کثیر کو قبروں کی زیارت کے لئے کدورت میں تعظیم ہوتی ہو تو قبروں کو پھونک کر اس پاس کی مالی جلد سے کھاس، وغیرہ دہانے کی نفی نہیں ہے، وندو واللہ ہم بالحدیث۔

جس کے گھر کسی کا انتقال ہو جائے اس دن اہل میت کے لئے کھانے کا انتظام کرنا۔  
(مسوان ۱۳)۔ یہاں یہ کہیں کہیں کہ گھر میں ہو جائی ہے تو قرعہ رشتہ دار یا یہی ان کے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں، لیکن یہ جانتے ہیں کہ عیت انہیں ان کے گھر میں ہی ہو کر کسی کی تکلیف اور تفریق فرما دیں۔ نیز یہ بھی فرمادیں کہ ان کھانے میں سے کون کون لوگ کھاتے ہیں۔

(الحواصی)۔ ان کے یہاں میت ہو جائے تو ان کے قریبی رشتہ دار یا یہی ان کے لئے مستحب ہے کہ ان میں ان کے لئے کھانے کا انتظام کریں، ورنہ اس کھانے میں کھانے والے کو کھانا نہیں ملے، ورنہ ان میں سے کھانا ان کے لئے کھانا پکانے وغیرہ کا ان کو موقع نہیں ملتا، بخور اقدس ص ۱۵۰ نے اس کا نظم بھی فرمایا ہے، حدیث میں ہے۔

عن عبد اللہ بن جعفر وصی اللہ عنہ قال لما جاء جعفر بنی حمر شہدہ قال لیس  
اعلی اللہ علیہ وسلم اصبر الالی جعفر طعاماً فقد اتاہم ما يشعون رواہ الترمذی، ورویہ  
وہی حاجۃ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۰ باب البکاء علی المیت

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب میرے والد حضرت جعفر علیہ السلام کی وفات ہوئی تو  
میں نے ان کو کھانا لایا، انہوں نے ارشاد فرمایا، جعفر کے گھر لوگوں کے لئے کھانا تیار کرو، ان کے پاس بھی (کھانا)  
تیار کیا ہے، جس نے ان کو مشغول کر رکھا ہے۔  
فقہ شریف کے مآثر میں بحوالہ لغات نقل فرمایا ہے۔

قولہ (۳) اصبر الالی جعفر طعاماً فی الحديث دلیل علی انه يستحب للعیران والا قارب  
نهیة الطعام لاهل البیت واحتقوا الی اقل غیر اہل المصیبة ذلک الطعام وقیل ابو القاسم لا یأص  
لہن کماں متعولاً بجهاز المیت کذا فی وصایا جامع الفقہ ۱۲ احاشہ ۴ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۱،  
ترجمہ۔ لیکن مذکور حدیث میں یہ بات کی دلیل ہے کہ بڑے بھائیوں اور رشتے داروں کے لئے مستحب ہے کہ  
وہ اہل بیت کے لئے کھانے کا انتظام کریں، اہل بیت کے علاوہ دوسرے لوگ پکھا پکھا کھاتے ہیں، یہ بھی اس میں عام کا  
انتہاف ہے، ویرا ابو القاسم فرماتے ہیں جو اہل بیت کے خاوند اور پیغمبر مہتممین میں مشغول ہوں ان کے لئے  
نہانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۱۔  
قال الطیسی دل علی انه يستحب للاقارب والنحیر ان یؤتوا الطعام لاهل البیت انتہی

والسمران طعام بشعہم یومہم ولستہم فان الغالب ان الحزن الشاعلی عن تناول الطعام لا یستمر اکثر من یوم . الی قولہ . ثم اذا صنع فہم ما ذکر من ان ملح علیہم فی الاکل لئلا یضطروا بترکہ استعینا ابو یوسف حوزع النج . . . اور فلا شرح مشکوٰۃ ص ۶ ج ۳ باب البکاء علی العیت )

ترجمہ: یعنی یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر باہر اور پڑوسیوں کے لئے مستحب ہے کہ اہل بیت کے لئے کھانے کا انتظام کریں اور یہ حدیث میں امر ایک دن رات کھاؤ . لہذا انتظام کرنا چاہیے . لے کر عام طور پر ہم ان دنوں کی وجہ سے ایک دن کھانے کا انتظام سے قاصر رہتے ہیں مالی قورہ . پھر جس طرح کھانے کا انتظام کرنا مستحب ہے یہ بھی سنت ہے کہ ہر بار رکے ان کو کھلائیں تاکہ غم و حزن یا حیا کی وجہ سے ترک طعام کی نہ . پھر غمزدہ ہونا گمراہ

ثانی میں ہے . فلو نہ وسانحاذ طعام لہم . قال فی القبح وبتحب لجزوان اهل البيت واولا قریبہ الا ساعد نہیہ طعام لہم بشعہم یومہم وبتحبہم نقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لال جعفر طعاما فقد اتاہم ما یשלطہم حسنة الترمذی وصحیحة الحاکم ولا ندر معروف وبلغ علیہم فی الاکل لان الحزن یمنعہم من ذلک لیضعفون . ۵ . خاصی ج ۸ ص ۸۶۱ کراہۃ لضعافہ من اهل العیت ( مغایبہ الاوطار ج ۱ ص ۲۲۱ )

ترجمہ: ۱۔ رسول میں حدیث ہے کہ اگر ان کے لئے کسی میت کے رشتہ دار پڑوسی یا متعلقین ان کے لئے کھانے کا انتظام کریں تو یہ امر مستحب ہے اور قاتل اجر و ثواب ہے اور اہل بیت کے ساتھ کھانا . ہر روز اور ہفت روزہ بھی ہے غریب کا مصرف و رضا . اہل اور محل بالحدیث کی نیت سے ہونا چاہئے . شخص رسد کھادے اور ناموس کی نیت سے نہ ہو اور متعلقین کے نزدیک اس کی عیاد ایک دن رات ہے ۔

حضرت شاہ محمد اسحاق محدث طوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ۔

اقتیوا من مسئلہ ۳۱ دستور برائے بعد اہل قرابت میت کھاؤ . مسیہ سن کے اس میت کے تشریف لاء : نتیجہ یہاں سوچی دن تک کھاؤ بھینچہ اہل سعیت کو جائز ہے ؟

( لیسوا ) . مستحب ہے چار دن رات تک بیت گھر کے کھانا بھیجنا میت کے گھر قریب اور مسایہ کے لوگوں کو دینا خیر . یہاں شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے : وبتحب للنجیوں و اهل البيت والاقرباء الا ساعد تہا طعام لہم بشعہم یومہم و لہم اھل عن عبد اللہ بن جعفر قال لما جاء یعی جعفر قال انبی صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لاهل جعفر طعاما لانه قد جاءہم ما یשלطہم رواہ الترمذی وھکذا فی المستحکمة مع اوفی بعضی الالفاظ . جیسا کہ یہاں شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے کہ مسایہ سے مسایہ کے لوگوں اور گھر والوں اور رشتہ داروں اور جو رشتہ کش رکھتے ہوں ان کو میت کے لوگوں کے لئے کھانا بھیجنا تاکہ ایک رات دن پیٹ نہ بھرے کہ کفایت کرے اور عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب خبر پہنچی حضور ﷺ کو بے ضرر کے مرنے کی . فرمایا آپ نے کہ یاد کرو مقرر کے لوگوں کے لئے کھانا . بچیں ان کے پاؤں وہ بات جس نے باز رکھا ان کو شعل سے یعنی گھر کے دوسروں سے روایت کی . اسی کو مذکور ہے . اور یہ مع انہی بات میں لکھ . کہ کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ نبی ﷺ . قریب . است مسایہ کو میت کے گھر کھانا بھیجنا مستحب ہے . و بعضوں نے کہا ہے کہ نصیبت والوں کو پیسہ دینا نصیبت کے حکم کے





موسم کے بہت الجھاؤ میں آپ کہ چوہنسا آج نہیں لکھنے کا قہر پرا کر میں کی ضرورت ہوا مگر غرض سے سال قہر کا نشان نہ  
پاس رہے اور پائی نہ ہو مسلم نے بیان سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجمع قریب قہروں کے کچھ کرنے اور ان  
نہ لکھنے اور قہر سے جانے کے تو اس کے علم و ادراک کی یہ ممانعت اس وقت ہے کہ عبادت نہ ہو اور لایا جس نے اپنے سے مشورہ  
جوان کہ ہر جوہریت کے لئے قہر کا بہتہ ہے۔ (جامعہ الوداع ص ۳۲ ج ۱)

کوئی، مادہ اور پائمال قہر اور ان کی ضرورت خداوندی کی زیادہ مستحق ہے۔ میرے کے ہاتھ بہت ہونے سے  
کے یہ ضرور ہی نہیں ہے کہ اس کی قہر یا قہر کا پائمال اس کی قہر پائمال اور حریفین کا پائمال ہے البتہ سورت، بحر وین کا پائمال  
کے باشندے مومناہ وین ملک افریقہ و ریحاہ وغیرہ میں تقیم ہیں اور کابے کا ہے وہ اپنے وطن آتے رہتے ہیں۔ ان کی  
خداوت میں ان کے ولہدین، ان کو قہر یا قہر کا پائمال ہے ان کا ان کا پائمال ہو جاتا ہے ان کی دلی خواہش ہوئی ہے کہ اپنے والدین  
وغیرہ کی قہر کی زیارت کریں۔ ان کو قہر یا قہر کا پائمال ہے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے اور قہر پر یہ ضرور ہو ان کی یہ کمزور  
آپلی اور اس میں حاصل ہوتا ہے، اگرچہ یہ بہت کم وچ کی ضرورت ہے تاہم اس ضرورت کو پائمال ہوا نہ ہو ہی نہیں کیا  
جائے۔ ان میں کہ جب کہ لائی ہے، کم اور سب سے ان میں موجود مزاج خلافت اور ہر طرح ہو ایفہ" سے پیش نظر رکھئے ہو۔  
اسب ضرورت ہر دور تاریخ و حالات سے ان کی کچھ ہی ہو تھی ہے قرآنی آیات، القاب، شعار وغیرہ۔ ان سے جائز  
نہ ہو کہ وہ احوال ہاتھ میں اس کی خوش کن حالت ہوئی ہے۔ فقہ و احکام

## کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی رقم غریبوں کو بطور قرض دینا کیسا ہے؟

(اسطوانہ ۱۲۳) امدادی یہاں ایک ہوسانگی (نصائی حد متجاوز) کے نام کی ہے۔ جس کے نام سے جو من چھوٹے سختی سے چندہ رکھے گا وہی رقم تنہا کی ہے۔ چندے کی کثیر رقم زکوٰۃ کی ہے۔ اس کے غریب طبقہ کو بطور قرض دینے پر۔ کہ یہ لوگ اس سے تجارت کریں۔ مٹائی ہوئے پر اصل رقم پلاسٹک کے واپس دے دیتے ہیں تو غریب کو یہ رقم دینا نہ کہ لکھنا ہے۔ ان کے پاس سے واپس نہیں لے سکتے ہیں تو واپس وصولیابی کی کوئی جواز کی صورت اور واپس نہیں لے سکتا۔ چنانچہ جواں

الفحسولہ، زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کی جائے۔ کسی غریب کو قرض کے طور پر دینے کی بابت نہیں ہے۔ اس کے سبب زکوٰۃ کی طرف سے اجازت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے مصرف میں تسلیم کر دی جائے۔ یعنی سب تک اس ضرورت سے منہ غریب فائز کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے گی۔ اس رقم کا لکھنا یا یہ کہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ یہ زکوٰۃ کے حق دار کو بطور قرض نہیں دے سکتا۔ یعنی دینا جائے۔<sup>(۱)</sup> فقط واللہ اعلم بالصواب

مقررہ قرض اگر قرض رقم کی زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی:

(اسطوانہ ۱۲۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہ نے لکھ کر ایک هزار روپے قرض حد تک یا چھ سو روپے یا کسی رقم قدرتی سے سال کے انتظام پر کر کے اس رقم کی زکوٰۃ ادا کر دی تو کیا یہ سب سے زکوٰۃ ادا نہ ہو جائے گی؟ یا یہ نہ کہ وہ ادا کرے ضروری ہے؟ یا جی تو جواں

الفحسولہ، دوسرا وہی اجازت لے کر ایسا رقم سے صاحب مال کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو جائے گی۔<sup>(۲)</sup> اگر لکھ کر دے تو یہ قرض لیا جائے اس حد تک اس کا ادا کرنا سو شمار ہوگا لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مزید کہ زکوٰۃ ادا نہ ہو جائے گی۔<sup>(۳)</sup> فقط واللہ اعلم

۴۰ نے زکوٰۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے دی جائے گی۔

(اسطوانہ ۱۳۵) میرے پاس پندرہ ہزار روپے موجود ہیں۔ چھ سو روپے ہر ایک کے حساب سے خرچ کر کے اس وقت اس کی قیمت ایک ہزار روپے ہو جائے تو زکوٰۃ چھ سو روپے کے حساب سے لگائی جائے گی۔ ایک ہزار کے حساب سے لگائی جائے گی یا چھ سو روپے۔

۱۔ ویشر منہ تسلیم کہ سب مال عبدہ الشاع من مسلم فقیر ولو صوھا غیر ہاشمی ولا مولاد مع قطع نسبہ من المسلمک من کل وجہ حدہ لہ۔ فرما اللہ تعالیٰ متعلق بتسلیمک ای لأجل امتثال امرہ تعالیٰ تو محتار مع التامی ماہ المصروف ۲۰ ص ۵۸  
۲۔ منہ لکھ کر غیرہ عن مال ذلک العبر فاحرہ العالک فان کان المال فاسما فی بد القصر حد و الا لا کذا فی الصراحتہ حدیثی عالمگیری کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۵۸  
۳۔ فی الصراحتہ لفرع من المشرع جرم و الشرط لہو بالقصر عن عینی ان ینکب بد مالی بلکہ کذا فی بدہ۔ فرماتے ہیں فی فصل من القصر

(الجواب) اس وقت کی موجودہ قیمت یعنی ایک ہزار روپے کے حساب سے زکوٰۃ ان ضروری ہے خریدنے کے وقت کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ درختدار میں ہے (وجاز دفع النقیعة فی زکوٰۃ وعشر وخراج وصدقة فطر وفردو کھادۃ غیر الاغسل) یوتعتبر النقیعة یوم الوجوب ویقوم فی البیضاء الذی المال فیہ الخ (درمختار مع الشامی ج ۲ ص ۲۹) باب زکوٰۃ العنم فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حولان حول سے پہلے زکوٰۃ کی رقم دوسری جگہ بھیجنا:

(سوال ۱۳۶) زکوٰۃ کی رقم دوسری جگہ بلا اشتراک بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی داہنگی واپس ہونے سے پہلے (یعنی سال گزرنے) سے پہلے (زکوٰۃ کے پیسے دوسری جگہ بھیجے تو کیا بھی کرنا ہے؟) بیوقوف جواب (الجواب) حولان حول (سال گزرنے) سے پہلے زکوٰۃ دوسری جگہ بھیجنا مکروہ نہیں۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے۔ اسما نکرہ نقلھا اذا کان فی حیثا مان اخرجا بعد الحول اما اذا کان الاخراج قبل حیثا فلا بأس بالنقل کما فی الجوہرۃ (فتاویٰ حیرۃ ج ۱ ص ۱۶) کتاب الزکوٰۃ فقط واللہ اعلم۔

نابالغ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷) ایک کسین بھیجے، اس کی میراث کی رتبہ ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ بیوقوف جواب (الجواب) نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے (وشروط وجوبها) ای التراضی (العقل والبلوغ والاسلام والحرۃ الخ) (مجمع الامہر ج ۱ ص ۱۹۱) کتاب الزکوٰۃ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

زکوٰۃ دوسری جگہ بھیجنا:

(سوال ۱۳۸) زکوٰۃ کے پیسے دوسری جگہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوقوف جواب:

(الجواب) جب دوسری جگہ کے لوگ غریب محتاج ہوں یا غریب اور فقار ہوں اور وہ ضرور مسکین ہوں، یا اس جگہ کو دینی تقسیم میں مشغول ہوں تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کے پیسے بھیجنے میں مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں زیادہ واجب ملے گا جب کہ انھیں نیت ہو۔ جواب میں ہے۔

ویکرہ نقل انہ زکوٰۃ من بلد الی بلد و نما تفرق صدقة کل فریق لہم الا ان یقلھا الا انسل لسی قریبہ وائی قوم ہم احوج من اهل بلده نما فیہ من الصلۃ او زیادۃ دفع الحاجة وهدایہ اولین ص ۸۹) باب من یعوز دفع الصدقات الیہ وما لا یعوز فقط واللہ اعلم۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا:

(سوال ۱۳۹) حولان حول (سال گزرنے) سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوف جواب:

(الجواب) صاحب نصاب دوجانے سے زکوٰۃ کا فرض واجب آجاتا ہے اور حولان حول یعنی ایک سال پورا ہونے کے بعد جب ادا یعنی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ مگر کوئی وجوب ادا سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی بعد میں ادا کرنا ضروری نہیں (ولو عجل فلو نصاب) (کتابہ السنین او لصب صح) لو جود السبب (قولہ لو جود السبب) ای سبب الوجوب وهو ملک النصاب النامی فیجوز التعجل

نسبة او اكسر الح (در مختار مع الشامی ج ۳ ص ۳۶) كتاب الزكوة بعد مطلب استحقاق  
تعميمية القطعية كغيرها من افعی الفلاح مع ملخصه ص ۳۱۵ فقط والله اعلم

خیر کار زکوٰۃ کی رقم تبدیل کرنا

اسوال ۳۰۔ ازید سبکی میں ایک مدرسہ کا چند دکان پر مال خرید ویں زکوٰۃ انھوں کی رقم دے چکی ہیں چند دکان  
میں ایک کے پاس شٹا بایاچے پر روپے بیس ہوئے انھوں نے اپنے ٹھہرے اپنے بھائی کو لکھ دیا کہ مدرسہ میں میرا نام ہے اگر  
بیس روپے بیس رقم دے کر دیا جائے یا نہیں متعدد سوال یہ ہے کہ چند میں جو رقم بیس روپے بایاچے کے پاس  
دو دکان تھی رقم مدرسہ میں آتی کہ ایک سے تو درست ہے دوسری کا کیا ہو گا۔

(الجواب) مدرسہ کے چند کی رقم دکان کی رقم مدرسہ میں یکجہت سے دینے سے بھائی کو یہ لکھ دیا کہ بیس روپے مدرسہ  
میں بیس روپے کی صورت جائز ہے اور اب مدرسہ اب زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کریں گے اس وقت  
زکوٰۃ ادا ہوگی۔

نوٹ:

مدرسہ میں رقم جمع کرانے کے بعد چند مدرسہ کی رقم اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔  
اگر مدرسہ مدرسہ میں رقم جمع کرانے سے پہلے استعمال کرانے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تمہیک ضروری ہے

اسوال ۱۳۱۔ گندے ملک میں وہی رقم نے بیت سنا اور وہ ہیں یہاں غریب بچوں کے لئے تھا۔  
پچھلے دور والا زمانہ ہوا اور کتابوں کا انتظام نہیں چلتا ہے اور اب مدرسہ پر دے ملک میں جو مال چند لڑتے ہیں ان میں  
زکوٰۃ انھوں کی رقم بھی ہوتی ہے اور یہ رقم انہوں نے اس رقم میں خرچ ہے ان کے مدرسہ سے اور اب مدرسہ غریب بچوں  
کرتے ہیں یہاں ایک مدرسہ میں وہ سنتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم میں ایک تک تمہیک نہ ہو تو زکوٰۃ انہیں ہوتی ہے اور  
خیر تمہیک کے بچوں پر خرچ کی جائے تو زکوٰۃ انہیں ہوتی ہے یا ان کا قرض بھی ہے یا بیع اور حرام۔

(الجواب)۔ تم کا کہنا صحیح ہے کہ زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے تمہیک شرط ہے طلباء و معلمین کا کرنا ادا۔ میں  
تمہیک نہیں ہوتی جاتی۔ اور میں نے بھی تمہیک، حرج لا با حہ فلو اعظم بیتا۔ دوا بالزکوة لا حرجہ  
الا اذا وقع الیہ المظنوم کہا لو کہ مدرسہ مختار ج ۳ ص ۳ کتاب المکرّمۃ ابوابہ شخص طلباء و معلمین کی رقم  
دے دینی جائے اور بہریت کی ہے کہ کھانے کی نہیں اور روپیہ جو رقم کھانے میں خرچ کی جائے۔ اس طرح زکوٰۃ  
نہی ادا ہونے کی اور طلبہ کو کھانا نہیں دینے کا یا کھانا مستحقین کو دے کر ان کو کھانا دیا جائے۔ کہ وہ بیع نہ ہوا چہ  
میں ہوتا ہے ایک مدرسہ میں بھی۔ کہ کہ مدرسہ بہتری کی زکوٰۃ ضرورت کی چیزیں زکوٰۃ کی رقم سے خرید کر طلبہ کو دے دینی  
جائیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والجواب ان الدرر اعلم لا غیر۔ بعض فقہروں کا کہنا کہ لا یتبع بہ مع مضاف علیہ لکن بدلہ قائم ہے۔ حدیث  
تجید بالادۃ اور ملاحظہ اشتمال کتاب التملک مفید۔ فی وقت المرافعۃ والاعمار







میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

نور علی خاں حیدر آبادی

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب کو لکھنے کے لئے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب کو لکھنے کے لئے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب کو لکھنے کے لئے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب کو لکھنے کے لئے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

۱۳۴۵ء میں میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی غرض سے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے میں نے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب کو لکھنے کے لئے ایک خاص مقصد رکھا ہے۔











(المعروف) کرائی (رہن) کوئی چیز کی زکوٰۃ دینے والے پر ہے نہ کہ رکھنے والے پر (شامی ج ۲ ص ۹) ۱۱۰۰  
 بندہ کو انکی عبادت میں ملنے والی جو اس مفہوم پر وہاں ہو کہ شے مرہون پر بھی زکوٰۃ ہے بلکہ دیگر عبادات سے اس کے خلاف  
 معلوم ہو ہے۔ چنانچہ المرافق میں ہے۔ ومن موانع الوجوب الرهن لان كان في بند المرتهن (بحر  
 المرافق ج ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبع علیہ) اور ہاشمیری میں ہے ولا علی الرهن لان كان الرهن في  
 بند المرتهن (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۹) اور درمختار میں ہے ولا في مرهون بعد قبضه دور علی حاصل  
 رد المختار ج ۲ ص ۷ مطبوعہ مکتبہ معانیہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ ای لا علی المرتهن لعدم  
 ملكه الموقوفة ولا علی الرهن لعدم الید (رد المختار ج ۲ ص ۷) ان جملہ عبارتوں سے بظاہر معلوم ہوتا  
 ہے کہ شئی مرہون میں بالغیہ کو نہیں اور جناب کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ہے۔ بندہ کو کمال ہے کہ اسے  
 تو آپ کی عبادت یا ان کتب کی عبادت سمجھے میں غلطی ہو رہی ہے لہذا سلی بخش جواب مرحمت فرما کر منان فرمائیں۔  
 کشاف حاف فرمائیں اور دو احادیث میں یا فرمائیں فقد والسلام مع الاحترام احقر عبد اللہ کانی القادری  
 المعروف حازم سہلوی لید قد خلد لمراتہ تعالیٰ ماخذاً بعد سلام سنو ان ایت نامہ رسول شدہ کا شرف احوال ہوا۔  
 آپ کا شکال درست ہے خود اور شاکی کی عبادت لا علی المرتهن۔ ولا علی الرهن کے مطابق ہی جواب لکھا  
 گیا تھا کہ جب نہ کر لہذا ان کی بالفاظ "کہ" را حاضری کی وجہ سے مسئلہ کی صورت بدل گئی نہایت پر حق ہے۔  
 "کرائی (رہن) کوئی چیز کی زکوٰۃ دینے والے پر ہے نہ کہ رکھنے والے پر" (یعنی دونوں پر زکوٰۃ واجب  
 نہیں)

جدید پبلشرین میں عبادت کی اصلاح کر لی جائے گی، انشاء اللہ، جن انصاری آپ کو جزائے خیر اور صحت بخ عطا  
 فرمائے۔ آمین واللہ اعلم۔

تین قولہ سونا اور کچھ نقد رقم ہو اس کا حکم:

(سوال ۱۶۳) اگر کسی کے پاس سونا سب سے سات قولہ سے کہ ہے مثلاً تین قولہ یا چار قولہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب  
 ہے یا نہیں؟ زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے اس کے پاس نقد روپے کتنے ہونے چاہئیں؟ ہمارے ملک پر ماہیں بعض علماء  
 کرام کا کہنا ہے کہ کسی کے پاس سونا نہایت سے کہہ مثلاً تین قولہ سونا ہو اور اس کے ساتھ نقد پانچ روپے ہوں اور اس پر  
 سات قولہ جائے تو اس کا شمار صاحب نصاب میں ہوگا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اس کے برعکس ایک شخص چھ قولہ  
 سونے کا مالک ہے اور اس کے ساتھ نقد رقم، کچھ نہیں تو وہ صاحب نصاب نہ ہوگا اور اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، یہ بات  
 مجھ میں نہیں آتی کہ تین قولہ سونے کا مالک صرف نقد پانچ روپے ہونے کی وجہ سے صاحب نصاب ہو جاتا ہے اور  
 دوسرا شخص چھ قولہ سونے کا مالک ہوتے ہوئے نقد رقم نہ ہونے کی وجہ سے غیر صاحب نصاب سمجھا تا ہے، آپ اس کا  
 جواب مرحمت فرمائیں۔ بخدا تو جزوا۔

(المعروف) غنائے کرام نے جو غلابات و صحیح ہے نقد پانچ روپے زائد از ضرورت اور تین قولہ سونا ہو تو زکوٰۃ اس سے  
 فرض ہو جاتی ہے کہ نقد رقم چاندی سونے کے قلم میں ہے اور تین قولہ سونا اور نقد پانچ روپے اس کے ساتھ ہوں تو اس







۱۰۸۰ھ میں پرنسپل ڈیڑھ سو روپے کی رقم دیکھ کر حیران رہا۔ اس کی وجہ سے اس نے

تجارت کی نیت سے مکان بنوا دیا، یہ تو اس کی زکوٰۃ کا حکم۔

(مسئلہ ۱۰۶) ایک شخص زمین خرید کر اس پر مکان بنوا دیا، اس کی نیت یہ تھی کہ اسے بیچ کر اس کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

والجواب: اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

(مسئلہ ۱۰۷) ایک شخص نے زمین خرید کر اس پر مکان بنوا دیا، اس کی نیت یہ تھی کہ اسے بیچ کر اس کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

(والجواب: اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

۱۰۸۰ھ میں پرنسپل ڈیڑھ سو روپے کی رقم دیکھ کر حیران رہا۔ اس کی وجہ سے اس نے

(مسئلہ ۱۰۸) ایک شخص نے زمین خرید کر اس پر مکان بنوا دیا، اس کی نیت یہ تھی کہ اسے بیچ کر اس کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

(والجواب: اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

پندرہ سال تک مال تجارت کی زکوٰۃ ادا نہیں کی پھر وہ مال ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

(مسئلہ ۱۱۹) ایک شخص نے اپنی زمین پر ایک خانہ تعمیر کیا، اس کی نیت یہ تھی کہ اسے بیچ کر اس کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس نے زمین کو بیچ دیا تو اس نے

نہیں ہے۔ اس شخص نے وارثوں سے اس غنم یا اس کی رقم حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی اور اب بظاہر کوئی امید نہیں ہے اور اس کے پاس کوئی گواہ اور کوئی ثبوت بھی نہیں ہے تو اس صورت میں جتنے سالوں کی زکوٰۃ پائی تھی وہ ادا کر، ہوگی یا نہیں؟ بیّنہ التوروا۔

(الجواب) اس غیر مسلم کے وارثوں کو سمجھانے اور اس کے پاس اس غنم کی رکھنے کا کوئی ثبوت ہو تو وہ پیش کرتے ہیں کہ اس کی رقم حاصل کرنے کی کوشش کرنا اگر اس غنم کی رقم لی جائے تو گنہ گار تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے مگر خدا خوفی است کو شمس کے چہرہ پہنچول ملے اس کی رقم ملے اور ہاگن نامیدی ہو جائے تو گنہ گار سالوں کی زکوٰۃ سادہ ہو جائیگی۔ ان سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے پر ہی نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں سنو ان ہلک السال بعد و حوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ وفي هلاك البعض يسقط بقدره. كذا في الهداية ولو استهلك المصائب لا يسقط هكذا في السراجية (غلامگیری ج ۱ ص ۱۱۶ کتاب الزکاة مسائل منی)

شامی میں ہے: (قوله لا في هالك) اي لا تجب الزکوٰۃ في نصاب هلك بعد الوحد اب اي بعد مضي العول بل يسقط وان طلبها الساعي منه فامتنع حتى يملك المصائب على الصحيح وفي التلخيص انه الا انه التمر (منہج ص ۴۷ ج ۳ باب زکاة الغنم) سقط والله اعلم بالنصاب

ربائش کے لئے مکان بنانا پھر بیچنے کا ارادہ کر لیا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۷۱) ایک شخص نے رہنے کے لئے مکان تعمیر کیا اور اس میں ربائش بھی لگا دی مگر کئی امور (سات)۔ سارو ہونے کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گیا وہ مکان غیر مسلموں کے علاقہ میں ہے، اس لئے اب وہاں قیام کا ارادہ نہیں اس کو کچھ رہنے کی نیت کر لی مگر ابھی تک وہ کا نہیں ہے ورنہ پڑا ہے، صورت یہ کہ وہیں اس مکان کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بیّنہ التوروا۔

(الجواب) صورت مسئلہ میں جب یہ مکان رہنے کے لئے بنایا تھا، بعد میں ربائش تک کر کے بیچنے کی نیت کر لی تو صرف نیت سے وہ مال تجارت نہیں بنے گا، اور فی الحال اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگی، جب مکان خریدنا ہو تو اس کا جو شمس (قیمت) ملے اپنے مال کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ ادا کرے۔

براہیہ دلیل میں ہے ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة سقطت عنها الزکوٰۃ لاتصال النية بالعمل وهو ترك التجارة وان نواها للتجارة بعد ذلك لم تكن للتجارة حتى يبيها فيكون في ثمنها زکوٰۃ لان اليد لم تصل بالعمل اذ هو لم يحو فلم تعتبر هذه الاولی ص ۱۶۷ کتاب الزکوٰۃ بقسط والله اعلم بالنصاب

زکوٰۃ مرغی پر ہے یا اندون پر؟

(سوال ۷۷۱) کس مرغیوں کی پرورش کا پیشہ کرنا ہوں، چاہے مرغیاں میرے پاس ہیں، اس پیشہ میں آٹھ ہزار روپے

کار ہائیگا ہوا ہے، نیز میں اس فقہ کی تجارت کرتا ہوں مجھ پر اس کی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ میں تو جہودا۔  
 (الجواب) اگر آپ سرخس کی تجارت نہیں کرتے بلکہ مرقہ سال کے لئے اس کی تجارت کرتے ہیں تو اصل سرمایہ پر  
 زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کی آمدنی پر ہے جب کہ صاحب نصاب میں (۱۵۸) حصہ مرقہ حسن الفتاویٰ ص ۳۰۰

کرا یہ پر چلنے والے ترک پر زکوٰۃ ہے یا نہیں:

(سوال ۱۷۲) میرا ترک فراہمہوت میں چلا ہے تو زکوٰۃ ترک کی قیمت پر آنے کی یا فراہمہوت سے جو قطع ہوتا ہے  
 اس پر؟

(الجواب) ترک فراہمہوت سے جو قطع حاصل ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے ترک کی قیمت پر نہیں ہے فارغ عن العین  
 وعن حذوہ الا صلیۃ کتیب المحتاج الیہا لقطع الحرو البود و کالنفخۃ و تور الکی و آلاۃ  
 الحرب و الحر لہ (طحطاوی ص ۳۸۹ کتاب الزکوٰۃ) شامی ص ۱۷۷ قطع و اللہ اعلم  
 بالصواب۔

برقی فراسفار مر کے منافع پر زکوٰۃ:

(سوال ۱۷۳) میری ویلڈنگ کی دکان ہے ویلڈنگ کرنے کے لئے برقی فرانس فارمر (برقی رو کی طاقت کھانے  
 : سمانے والی مشین) رکھتا ضروری ہے تو زکوٰۃ فراسفار مر لی مشین پر ہے یا اس سے حاصل شدہ منافع پر؟  
 (الجواب) فراسفار مر کی مشین کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے اس کے منافع پر زکوٰۃ ہے (ملاحظہ ہو لہود الفتاویٰ  
 ص ۳۳/۳۴)

مہرہ جل و جوب زکوٰۃ کے لئے مانع نہیں:

(سوال ۱۷۴) ہمارے یہاں خاندانی دستور مہرہ جل (کوہا مہرہ) کا ہے یعنی طلاق و نفقت کے بعد مہرہ جل (یعنی  
 دستور ہے، سوال یہ ہے کہ کسی صورت میں اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہو مگر مہرہ جل فرض مشابہ کرنے کے بعد اس صاحب  
 نصاب نہیں رہتا تو کیا اس پر زکوٰۃ پختہ؟

(الجواب) صورت مسئلہ پر زکوٰۃ لازم ہے مہرہ جل و جوب زکوٰۃ کے لئے مانع نہیں، مثالی میں ہے "والصحيح  
 انه غير مانع" صحیح بات یہ ہے کہ مہرہ جل مانع زکوٰۃ نہیں (شامی دارے کتاب الزکوٰۃ)

عورتوں کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوتا ہے:

(سوال ۱۷۵) عورتوں کے پاس عام طور پر تین چار تولہ ہوتا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، ایک عام  
 صاحبہ کا کہنا ہے کہ تین چار تولہ سونے کے ستارے پچاس روپے نقد ہیں تو زکوٰۃ کا طریقہ عام ہو گا، فی الحال روپیہ بہت  
 سستا ہے ایک معمولی نقد نقد بھی پچاس روپے کا ایک تولہ ہوتا ہے بلکہ عورتیں زکوٰۃ یا قربانی ادا کرنے کے لئے سونے

۱۷۶ سوال: عورتوں کی زکوٰۃ نہیں ملے گا۔ یہ جواب ہے کہ اگر عورت کی مال نہ ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ نہیں ملے گی۔  
 (الجواب)۔

خدا تعالیٰ کو فروخت کریں تو آپ کو دنیا سے سب کچھ ملے گا۔ اس کے بدلے میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ سے فروخت کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے فروخت کرنے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ سے فروخت کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے فروخت کرنے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ سے فروخت کرنا پڑے گا۔

ذکوۃ دینے سے متعلق کئی کم ہونے والے صحیح نہیں بلکہ اور کئی ذکوۃ سے ملنے والی ایک وصاف دعوات مانی تھیں۔  
 کارخانہ ہے تصحیفی غلاموں اور بی بیہ صدقات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سوسائٹیاں ہے اور ان کے ذریعہ سے (سوسائٹیاں)  
 یہ وہاں کی کمی سے ان سے غلاموں کی ہے کہ ذکوۃ اسلام کے پانچ اوقات میں سے ایک ہے اس کے ذریعہ سے  
 کئی مسکینوں کو کھانا ملتا ہے، بچوں کو تعلیم ملتی ہے، مسکینوں کو اور اور ذکوۃ کی ایک اور اہمیت ہے کہ اس کے ذریعہ سے  
 غلاموں کی تعداد میں کمی آتی ہے، ان کے ذریعہ سے مسکینوں کو کھانا ملتا ہے، بچوں کو تعلیم ملتی ہے، مسکینوں کو اور اور ذکوۃ کی ایک اور اہمیت ہے کہ اس کے ذریعہ سے  
 مسکینوں کی تعداد میں کمی آتی ہے، ان کے ذریعہ سے مسکینوں کو کھانا ملتا ہے، بچوں کو تعلیم ملتی ہے، مسکینوں کو اور اور ذکوۃ کی ایک اور اہمیت ہے کہ اس کے ذریعہ سے  
 مسکینوں کی تعداد میں کمی آتی ہے، ان کے ذریعہ سے مسکینوں کو کھانا ملتا ہے، بچوں کو تعلیم ملتی ہے، مسکینوں کو اور اور ذکوۃ کی ایک اور اہمیت ہے کہ اس کے ذریعہ سے









مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ مدارس غریبہ میں دی جائے یا کالجوں میں۔ بہتر کیا ہے؟

اس سوال سے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیین شرع متقدمین کہ اس کو کھانسی کی بعض قسم خرابا، خوش  
 الحار، اور بعض قسم، نئی دھڑل میں دیکھا جاتا ہے کہ دوست کا کہنا ہے کہ اس میں اور دینے کے بجائے ہل  
 اس کو انکار کرتے ہیں اور حالت کو کھور سے فارشپ (الہاء اور خلیفہ) اور زیادہ دیر دو اب کا باعث ہے، میں بھی  
 نہ جانتی تھی کہ یہ استعمال صحیح ہے، کیا میرے دوست کی یہ رہبری گھور غلطی درست ہے؟

الجبور است) ہر مسلمان کو اپنی جان ثابت کرنی ہوتی ہے تعلیم سب سے اعلیٰ اور ضروری ہے۔ چاندیوت خاکر دہانہ لم  
پاٹ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے پر آشوب دور میں تعلیم بھی وہاں کی محرومیت کی غرض سے نہ ہوئی تھی ہے۔ یعنی احیاء  
اور اسلامی نظام جانے اور سمجھنے کی کس قدر ضرورت ہے اور نہ سمجھنے پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس کے متعلق  
میں نے کتابت ملاحظہ فرمائی۔

ایک ناقابل رد شہادت:

مستمعین کی وہ بڑا مشغول (اعلیٰ) کے عہدے سرفراز میں رہنے والے ہیں اور یہ میرا قدم طرہ ہے کہ گندہ شہ میں اس کی  
نے مسلمان بچے ہاجوم صرف انگریزی زبان کی تعلیم میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زبان کے جتنے بھی  
تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی نظریہ اسلام کی تصورات سے بااثر نابلد ہیں (مستشرقین جون ۱۹۶۶ء)

مسئلہ حسن ریاض صاحب کی شہادت رہا ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی صاحب قاضی دہلوی نے علیہ السلام کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اس میں تو ذرا شبہ نہیں کہ اس اقتدار میں ملوث ہیں جو جو مسلمانوں کے لئے ایک ایسی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فوق (بڑا کر) منظور نہیں، یا شاید اگر اس وقت اسلام کے بقائے کوئی صورت ہے تو یہ یہاں سے ہے۔ (حقوق ملت، ج ۱)

محترم ہندو۔ آپ دینی مدارس اور سرکاری اسکولوں اور کالجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں آپ کو تعجب ہوگا کہ حضرت شیخ احمد راجہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو تندر افاب جانی مانا گیا ہے وہ عمر وین کے طالب کو قصص کے طلب اور ان دونوں کتاب پر بھی ترجیح دیتے ہیں جو مشفق کی کتابوں میں مراتب سلوک ملے کرتے ہیں اور اولیاء اللہ بناتے ہیں۔ فارسی میں آپ کا ایک متعلقہ کتاب ہے جو آپ نے اپنے عقیدہ خاص شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی ہے یہ مکتوب شفیق انداز خیر و حسن کے اس کے کھس تر جمعہ پیش کیا رہا ہے۔

”حضرت مجدد، صاحب فرما تے ہیں۔“

مرحمت نامہ لکرای جس سے آپ نے اس فقیر (عبدعصائب) کو کھانا پانی کے مطالبہ سے مشرف نہ ہوا۔  
مولانا محمد فتح مبینی کے نام آپ نے ایسے مکتوب میں توجہ فرمایا ہے۔

”طالب علم اور صوفیاء کے فرق کے لئے تعیناتی کی رقم پتہ لگائی ہے۔“ آپ نے طالب علم کا مفہوم سونپا ہے پہلے لکھا ہے۔ ہندو طالب علم کو پہلے فیصلے سے اندازہ نہ دے کہ آپ کی نظر میں صوفیاء کے مقابلہ میں طالب علم پر فرق کرنا مقدم ہے۔ یہ بات بہت ہی پسند آئی۔ ظاہر بالظن کی علامت ہو کر رہا ہے امید ہے کہ آپ کے باطن شریف (اور رقاب مبارک) میں بھی جماعت طلبہ کے مقدمہ پر کھٹ کا جذبہ کار فرما ہوگا۔ برتن صدی بکا کرتا ہے جو برتن میں رہتا ہے۔ کلی امادہ بنو شح بصفہ۔

از گورد ہمال پیروں ترلوہ کر دوست

واقعہ یہ ہے کہ علوم و مذہب کے طلبہ کو مقدمہ دیکھنے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے کیونکہ حاملان شریعت بھی طلبہ ہیں انہیں کے زیرِ اہمیت و محنت و فکر و فکر ہے قیامت کے دن شریعت کی کی جو چھ ہوگی، بقوف کی جو نہیں ہوگی۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے پرہیز کرنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو تمام کائنات میں سب سے بہتر ہیں، ان کا کام شریعت کی اشاعت دینی ہے اور احکام شریعت کی پابندی پر ہی نجات و مصلحت لکھا ہے اور ان کا برائی مصلحت کا مقدمہ تبلیغ شریعت ہی ہے۔ جس سب سے بڑی خیرات یہ ہے کہ شریعت کو رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور شریعت کے جن احکام پر عمل نہیں ہو رہا ہے جو فراموش یا نظر انداز ہیں ان کو زندہ کیا جائے، خصوصاً نبیؐ، جنہیں کواستماع کے شعرا اور ان کا کام کی روایت منہدم ہو رہی ہیں۔ خدا، عزوجل کی رو میں کروڑوں فرق کرتا رہا اور یہ نہیں دیکھتا جو شریعت کے کسی حکم کو رائج نہ کرنا فائدہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

دلیل:

انجیر، پیچھم اسلام حکومت میں سب سے افضل اور داخلی میں اب امر کی مسئلہ کے رائج کرنے اور نفع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، انجیر انجیر پیچھم اسلام کی اقتدار اور ارجاء اور ان کی ہمت کے مقصد عظیم میں شرکت ہوتی ہے۔ یہ بات سب سے شہد ہے کہ انجیر پیچھم اسلام خود ہی کام سپرد کئے گئے جو کامل ترین حسانت اور تمام اچھے کاموں میں سب سے افضل داخلی ہیں۔ پس اگر شریعت انجیر پیچھم اسلام کو سپرد کئے گئے کام ترین حسانت اور انجیر پیچھم اسلام کا مخصوص امتیاز ہیں۔ انہوں نے کروڑوں فرق نہ کرنا انجیر پیچھم اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ بہت سے زیادہ انہوں نے کروڑوں فرق کر دیے ہیں، انجیر شریعت کے کسی حکم کو چھٹا سکھانا اور ان کو بڑا اور پھیلا کر ایسا غلط ہے جس کا تعلق فرائض نہ ہے۔ سب سے زیادہ انجیر پیچھم اسلام کے ذریعہ آپ انجیر کے کام اور ان کی ہمت کے مقدمہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کی زیادہ کوئی شکل اور حسنت نہیں ہے اس کے علاوہ جو بھی قابلِ توجہ ہے کہ احکام شریعت چونکہ نفسانی خواہشات کے خلاف ہوتے ہیں لہذا ان پر عمل کرنا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے اور فرق کرنے میں زیادہ قاتل نفس کی موافقت اور خود نفس کی مخالفت ہوتی ہے۔ البتہ جہاد میں شریعت اور ترویج مصلحت میں فرق کیا جائے ہے۔ شک اس کا وجہ بہت اور انجیر بہت بلند ہے اور اس میں سے ایک پیر خراج کرنا بھی انکوں کے فرق کی برابر ہے اس سے بھی زیادہ ہے یہاں یہ سوال نہ کرنا چاہئے کہ طالب علم جو دنیا میں گرفتار ہے وہ صوفی سے جو دنیا کو چھوڑے ہوئے ہے مقدمہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ سوال اصل کر سکتا ہے جو بات کی توثیق میں بیچنا، حقیقت کو معلوم نہیں

کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ غالب علم اس گمراہی کے بارِ جو حقوالت کی نجات کا سبب ہے کیونکہ احکامِ شریعت کی پہنچ اسی کے ذریعہ میسر ہوگی اور اگر بغرض وہ خود اس سے نفع اندوز نہ ہو کر مخلوقات اس سے نفع اندوز ہوگی۔ رہے سو فی سناہان تو انہوں نے دنیا چھوڑ کر اپنے لیے بے شک رہائی حاصل کر لی۔ وہ خود ضرور پہاڑوں کے لیکن مخلوقات کی رہائی اور نجات سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ پس جس کے ذریعہ اکثر مخلوقات کو نجات ملتی ہو یہ طے شد وہ بات ہے کہ اس سے بہتر ہے جو صرف اپنی نجات کی فکر میں لگا ہوا ہے۔

ہاں بے شک وہ صوفی جو فنا و بقا، میرمن، اللہ اور میر باللہ کے مراتب طے کر کے دعوتِ خلقِ اللہ کے سوا حق پرانہ اور بے شک اس کی شانِ بہت بلند ہے وہ مقامِ نبوت سے ایک ذمہ صراہتے پاس رکھتا ہے اور میاخانِ شریعت کے گمرہ میں داخل ہے۔ مکتوباتِ امامِ ہادی مکتوب نمبر ۱۹ ص ۶۱ (۶۷ ج ۱)۔

### قابلِ توجہ:

اس کے علاوہ قابلِ توجہ یہ بھی ہے کہ اسکولوں، کالجوں، کورس کار کی تعداد و حمایت حاصل ہے۔ اس کے برخلاف ان دینی مدارس کا مدار آپ جیسے اعلیٰ خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے۔ لب معمولی عقل والا انسان بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کہاں اور کس کو امداد دینے میں اوجرت و ثواب زیادہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ دینی مدارس جو حقیقت میں اسلام کے قلعے ہیں ان کو باقی امور ضعیفہ کار کئے خیرین کی کما اور تسفارتی اور صفا کے لئے ایسا اور مافی امداد کی امداد ضرورت ہے لہذا آپ کا طرز عمل اور طریقہ فکر بہتر ہے اور آپ کے دوست کی راہبری غلط اور گمراہ کن ہے۔ دینی مدارس اور ان میں رہنے اور پڑھانے والوں اور خادموں اور کارکنوں کو خیر انداز کر کے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں پھوڑ کر دوسری طرف توجہ کرنا بہتر نہ کیا ہے مگر خود سے نجات مل جائے تو قسمت چاہیے۔

۱) دیا معلوم میں سے کہ زکوٰۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع و طلب ترک کر کے تجارتِ آخرت میں مشغول ہوں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے تم پاک غذا کھاؤ اور پاک آدھڑاؤ کھاؤ؛ نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے "پکار خیر کرنے والے ہی کو اپنا کھانا کھاؤ؛ کہ وہ لوگ اللہ کی طرف مستوج ہیں جب وہ لوگ مستوج ہوتے ہیں تو ان کی توبہ بٹ جاتی ہے۔ لہذا ایک شخص کو مستوج الی نہ کر دینا یہ بہت فصل ہے ایسے بزار ہا اشخاص کو دینے سے جن کی توجہ دنیا کی طرف ہوتی ہے پر ہیز گاروں میں سے بھی ایسے اعلیٰ علم و کمال کے لوگ ہیں جو اپنے علم سے لوجہ اللہ لوگوں کو فتنہ پہنچاتے ہیں اور مذہبِ اسلام کی عقل اور اشاعت ضرور دینے اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ علم تر ہو بہا توں سے افضل عبادت ہے!"

حضرت عبداللہ ابن مبارک و استمال زکوٰۃ:

حضرت عبداللہ بن مبارک و عمار بن زکوٰۃ وغیرہ اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دینِ نبوت کے بعد علماء کے دین سے افضل کسی کام پر نہیں دیکھتا ہوں معصیۃ الحق عز و جل فہو جمع ضوہ الہیک۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کھانا پر ہیز گاروں کو کھلایا کرو اور انہاں









(الجواب) گرونی (ازکن) ادنی ہوئی جتنی زکوٰۃ دینے والے پر ہے نہ رکھنے والے پر۔ (شمسی ج ۲ ص ۹)

قرض معاف کرے تو اس سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۹۰) ایک آدمی نے میرے پاس سے کچھ قرض میں یہ زکوٰۃ اس کو دے دوں تو اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کا کہ میں حریقتہ یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے پاس سے اس کو مالک بنا دیا جائے، پھر وہ یہ قرض ادا کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔ (۱) فقط و اظہر اعلم بالصواب

قرض کی رقم دار سے زکوٰۃ میں دلوادی جائے؟

(سوال ۱۹۱) ایک آدمی پر میرے پاس سے ایک ستنی زکوٰۃ کو بہت زکوٰۃ کی دو گناں نے پاس سے اتنے روپے وصول کر لئے اور اس آدمی نے میرے کہنے سے حکایت دینے کو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا ہوئے گی، "تو دینی باسعدیہ" میں ہے۔

(السوال) فی رجل له علی رجل اخر دين ففقر الفقير فقبضه عنه علی زکوٰۃ او امره ان يدفع الی فقير عنه فهل يحتاج الی زیة مظانہ عند دفع ام یکنی مجرد الامرو یسقط الزکوٰۃ اذا دفعها لفقیرنا؟

(الجواب) نعم یسقط عنه یقصر الفقیر من المدیون فمال فی المحيط امر ضرر لو کلن له دین عنی رجل فامر فقیر بقبضه عنه عن زکوٰۃ ما نه قبض اجزاء لان قبض المأمور بمنزلة قبضه فکانه قبضه بنفسه ثم صرف الیہ بزیة الزکوٰۃ فیکون مؤدیا للفقیر عن الدین المعفی (فتاویٰ اسمعیلیہ ج ۱ ص ۱۵۱ بالمطبعة الخیریة)

کیا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ کا اظہار ضروری ہے؟

(سوال ۱۹۲) ستنی زکوٰۃ کو زکوٰۃ دینے وقت یہ کہنا کہ یہ زکوٰۃ ہے آیا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) زکوٰۃ کے دو پہرے ہیں وقت یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے بلکہ ستنی کو یہ کہنا کہ یہ میرا ہے یا قرض دینا ہوں فردل میں زکوٰۃ کی نیت ہو تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ ثانی میں ہے لا بد المعبر نية المدافع ولذا جزوت وان سماها قرضا لوجهة فی الاصح (شمسی ج ۲ ص ۸۶ باب المصروف) فقط و اظہر اعلم بالصواب۔

(۱) قولہ ولا علی مرقون ای لا علی المرقون لعدم ملک قدره ولا علی الوهن لعدم ذیہ کتاب الزکوٰۃ

(۲) اعلم ان اداء المدین عن الدین والعیب عن العین وعن الدین بجزء و اداء العیب عن النفس و عن دین سمیعہ لا یجوز و حیلۃ الحراز ان یعطى مدیونہ الفقیر و کمالہ ثم با حنہ عن ذیہ فکل فی الشیخ لعل فقره و اعسر الثانیة و اذا دین من دین سمیعہ کما قدم من الحر و هو مال و اداء الفقیر عن بعض الثصاب بالوجه الا انه عن المال ذیہ و انما مع انشائی کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۱







والاعمام والاخوان الفقراء بل هم الولی لانہ صلیۃ وصدقۃ ونامی ج ۲ ص ۸۶ باب  
المصرف (زکوٰۃ کی رقم بیت زکوٰۃ پہنچنے میں اور اتھام کے نام سے بھائی بھوج اور بچوں کو دینے سے زکوٰۃ کی رقم  
بہا ہوتی ہے۔) ومن اعطی مسکیناً تو اہم وسماعا ھیۃ او لرحماً وروی الزکوٰۃ ظاہراً تحریہ وغیر  
الاصح (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱ کتاب الزکوٰۃ) بقولہ ولا یشرط علم الفقیر اہل زکوٰۃ علی  
الاصح، ولو دفعھا الی مسکین اقرضہ برسم عہد الولی مبشر او مہدی الساکرۃ حلز  
البح (طعطاوی علی مرقی الفلاح ص ۳۱۵ کتاب الزکوٰۃ فقط ولفظ اعلم بالصواب۔)

جس کی آمدنی قلیل ہو اس کو زکوٰۃ دینا:

(سوال ۲۰۳) سورت شہر کے کنارے ایک مسکن آباد ہو گئی ہے تاکثر و بیشتر نادار ہیں، مبادت خانہ کے طور پر ایک  
تجوینہ بنوایا ہے اس میں الحمد للہ بچے وقت نماز ہوتی ہے اور مدرسہ بھی چلتا ہے۔ وہاں کے لوگ مدرسہ کو بخود اپنے کی  
استطاعت نہیں رکھتے، اگر لڑکے کا چند کمرہ ہے تو میں تو اتنی رقم نہیں ملتی کہ مسجد و مدرسہ کا خرچہ پورا ہو سکے، کیا ایسی حالت  
میں زکوٰۃ کی رقم دینا میں لے سکتے ہیں تاکثر نہیں تو اس کے استمال کا کیا طریقہ ہوگا؟ بیضاوی ج ۱ ص ۱۷۱

(الجواب) زکوٰۃ کے اصل حق اور فقر، و مساکین ہیں، مگر اس میں قدر رقم دینی چاہئے، غریب طلبہ کو دینا افضل ہے لیکن  
عام لار پر لوگ مدارس میں زکوٰۃ کی رقم دیتے ہیں اگر ہتھم قبول نہ کرے تو مدرسہ چلا اور مدرسین کی تنخواہ دینا مشکل  
ہو جاتا ہے اس لئے ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت زکوٰۃ کی رقم دے کر شرعی حیلہ سے مدرسین کی تنخواہ میں  
دینے کی محتاج ہے، (۱) قیصری کا سر میں استعمال نہ کی جائے، اس کے لئے لڑکے رقم ماسل کی جائے۔ (۲) فقہاء و اندام  
بالصواب۔

سو بیگز زمین کا مالک زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۰۴) ایک مسلمان کسان کے پاس سو ایکڑ زمین ہے اور زراعت کا ضروری سامان نکل، وغیرہ بھی  
ہے مگر مالدار ہونے کی بنا پر کھیتی کی آمدنی سے وہ کسان اپنے بچوں کا تعلیمی خرچہ پورا نہیں کر سکتا، ایسی حالت میں اس کا  
کاؤن کی "مسلم و پلیر سوسائٹی" کی جانب سے بچوں کے لئے تعلیمی خرچہ لینے جس میں زکوٰۃ کی رقم بھی ہوتی ہیں جائز  
ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ کبھی کبھار بیزارش یا قلت پادش کی وجہ سے وہ کسان قرض دار بھی ہو جاتا ہے اور جب یہ اور  
انجی ہوتی ہے تو اس کی آمدنی سے قرض ادا کرتا ہے تو یہ کسان زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟ بیضاوی ج ۱ ص ۱۷۱

(الجواب) جب کسان کے پاس کچھ جائیداد، و صاحب حساب نہیں بناتا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، (۱) لیکن سو یکڑ  
زمین رکھتے ہوئے زکوٰۃ کے لئے ہاتھ پھیلاتا تو اس کی شایان شان نہیں، ایک وہ بڑے زمین خج کر اپنی ضرورت میں  
استعمال کرے۔ فقہاء و علمہ بالصواب۔

۱۔ وقد ممان الحیلۃ ان یصلق علی الفقیر لویاً مرہ یفعل ھذا لاشیاء من مضار مع الناسی باب المعروف  
ج ۲ ص ۸۸  
(۲) لیکن لہ سویتین او دار علیہ نسائی لاجلہ الامی ورحم وعلیہ لایکنی (مولیال احتوا) باب حال محمد  
من مضار بحوزہ احقا زکوٰۃ فتاویٰ عالمگیری باب المعصرف ج ۱ ص ۲۸۱



حق مٹنے سے نہیں دوبا ہے مگر اگر وہ مال ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔  
 اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔  
 اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔

(۲) اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔  
 اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔

(۳) اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔  
 اگر مال مٹا ہے تو نہ بابت مال مٹا ہے نہ مال مٹنے سے مال مٹتا ہے۔

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى ولو كان مسلماً من قبله  
 ولو كان مسلماً من قبله ولو كان مسلماً من قبله

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى ولو كان مسلماً من قبله  
 ولو كان مسلماً من قبله ولو كان مسلماً من قبله

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى ولو كان مسلماً من قبله  
 ولو كان مسلماً من قبله ولو كان مسلماً من قبله

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى ولو كان مسلماً من قبله  
 ولو كان مسلماً من قبله ولو كان مسلماً من قبله

والمسلم ان لا يذبح قربة لله تعالى ولو كان مسلماً من قبله  
 ولو كان مسلماً من قبله ولو كان مسلماً من قبله



ہوئی، طلباء کو دے کر، لکھا دیا جائے اور وہ اپنے لئے کتابیں خرچہ میں اور دوسرے لئے کتابیں خریدنے کے لئے صرف کرے۔<sup>۱</sup> فقط وظیفہ اعلم بالصواب

جس مدرسہ میں زکوٰۃ کی رقم جمع رہتی ہو وہاں زکوٰۃ دینا:

(سوال ۲۱۱) بعض مدرسوں میں زکوٰۃ کے پیسے بکریاں چالیس ہزار روپے جمع ہو جاتے ہیں تو ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ کا کوئی پائے نہیں بڑھتا اور جرم۔

و (جواب) اباب مدرسہ کو زکوٰۃ کی رقم کسی سال کا کام میں ملے لیتا چاہئے اور جس سال چاہئے قیامت میں زکوٰۃ دینے میں نہیں ہے وہاں سال کا جمع ہونے میں ایک مدرسہ میں نہیں دینا چاہئے، جہاں کام میں صرف کی جاتی ہو اور ضرورت نہ ہو تو دینا چاہئے۔

مغیر کا زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا:

(سوال ۲۱۲) چند دسے کے جان والے بعض مغیرہ مدرسہ ہوتے ہیں، وہ اپنے ذاتی پیسے ختم ہو جانے کی وجہ سے چند تہائی ہوئی زکوٰۃ کی رقم وصول کرتے ہیں اور کچھ زکوٰۃ صرف شدہ رقم اپنی طرف سے خرچ کر لیتے ہیں تو اس خرچ کرنے میں پائے نہیں بڑھتا اور جرم۔

و (جواب) زکوٰۃ کی رقم غیر خرچ نہیں کر سکتا اس کو پے کر کمرے سے منگوانے یا کسی سے قرض سے لے لے، فقط واللہ اعلم موجودہ زمانہ میں سادات کو زکوٰۃ دینا:

(سوال ۲۱۳) ایک سید نے بہت خوش آمد پر پیش ہے سلازہ کی آمدنی کے سوا کوئی اور ذریعہ آمدنی نہیں ہے اپنے سید کو زکوٰۃ فطرہ لینا یا کر دینا نہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ سب کو اسلامی بیت المال میں دینا چاہئے۔

و (جواب) زکوٰۃ اور فطرہ سید کو زکوٰۃ کی رقم لینے اور دینے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ پختہ کی ہے، حدیث میں اس کا واضح البصر ہے کہ یہ (یعنی انہیں کا میل بیکل کر لیا ہے) اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقات محمد (ﷺ) اور آئمہ کے لئے طاریاں نہیں ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذه الصدقات اسماہی اور سخی الناس وانہا لا تصلح للمسلمین ولا لال محمد۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۱ باب من لا صلح لہ الصدقات) اس حدیث میں سادات کے لئے زکوٰۃ کی علت اور سخی الناس بیان فرمائی ہے، بیت المال سے ان کے لئے دکانیں کا حق رہا بیان نہیں فرمایا، اور یہ علت آج بھی قائم ہے ماس سے ان کے لئے حرام زکوٰۃ کا جمع کرنا بھی جاتی ہے اور ایسی چیزیں ضابطہ میں ہے اور سادات کو ام کا التزام، اگر وہ بھی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؑ نے بچپن کے زمانہ میں صدقہ کی ایک گھوڑی میں ڈال لی تو

۱۔ وینظم طایف منکون القصور منینک لا ابا حہ کما مر لا یصرف الی بناء نعم مسجد قال فی الشامیہ تحت قولہ رحمہ مسجد کساء الصنطر والصدقات واصلاح الطرقات وقری الانوار والنجح والجهاد وکمال مالا صلیک وہ موصلا مع الناس باب القصور ج ص ۲۰۶





زکوٰۃ کی رقم جمع کر کے اس میں سے قرض دینا:

(مسول ۲۱۵) اگر عیال یا ایک شخص ہے، کتنی کے دائر میں زکوٰۃ کی رقم چندہ میں جمع کرتے ہیں اور جمع شدہ رقم میں سے غریب و فقیروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے گھرانے کے لئے چھوٹا بونڈ بن جائے اور شروع کر سکیں اور قرض کا بے کار قلعہ نہ بن سکے اور ان کو قرض ادا کرنے کی غم نہ رہے کیونکہ محنت اور توبہ کا کام نہیں آتا، اور یا نشت طلب سر یہ ہے کہ کتنی کا یہ طریقہ کامیاب ہے یا نہیں؟ قدمہ فرمایا میں دینے والا ہوں۔

(الجواب) یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، قابل تر ہے زکوٰۃ کی رقم جمع کر کے اس میں سے قرض دینا یا نہیں ہے، جن لوگوں کی رقمیں ہیں ان کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور کتنی کے گھر ان کے درمیان میں گئے زکوٰۃ کی نداشتی کے لئے یہ شر ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مستحق زکوٰۃ کو یا کسی غرض یا فائدہ کو دے دی جائے۔

دعوت میں ہے (ہی فملیک) عروج الاماحة فلما طعم بيماء روبا الزكوة لا يجره الا اذا دفع اليه المصروع كما لو كسبه ودر مختار مع شامی ص ۳۳ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ  
اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرض دینے کی صورت میں تمليك پائی نہیں جاتی کتنی والے بھی اس بات سے دیتے ہیں کہ جہ میں اس سے یہ رقم وصول کر لے، لہذا یہ طریقہ واجب الزکا ہے اور یہ بات بھی خیال میں رہے کہ زکوٰۃ کی رقم مستحقین زکوٰۃ میں جلد تقسیم کی جائے تاکہ لوگوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے قرض دینے کے لئے بندہ قرض کا انتظام کر رہا ہے۔ فقط واللہ۔

نابالغ بچے کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

(مسول ۲۱۶) ایک نابالغ بچہ جس کا باپ غریب اور مستحق زکوٰۃ ہے اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اور وہ نابالغ بچہ کون سا ہے؟  
(الجواب) اگر نابالغ فکیر اور کھنڈ اور بچہ کو کھنڈ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور جو بچہ بہت چھوٹا ہو تو کھنڈ نہ ہو اور کھنڈ میں سے قابل ذوق ایسے بچے کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں اگر بچہ بڑا ہو اس کی طرف سے قبضہ کر لے تو ادا ہو جائے، اور فقہاء میں ہے دفع الزکوٰۃ الى صبي انفق به برئ عهده حذر وقوله علي صبي (قارنہ) لا فلا يصح لا بالدفع الى ولي المصروع ودر مختار مع شامی ص ۹۶ ج ۲ باب المصروف قبيل ما ب صلغة العطل

نیز ثانی میں ہے (قوله فملیک) انفق الى انه لا يصرف الى محزون و کسی عسر مرافق الا اذا قبض لهما من محزوله قبضه كالاب والوصی وغيرهما ويضرب الى مرافق بعقل الا عند كماله المحيط فہستفی وبقدم فسام الکلام عسی ذلك اول الزکوٰۃ قرض شامی ص ۸۵ ج ۲ باب المصروف

حرمہ اللہ میں ہے اور زکوٰۃ کے مال میں سے قبضہ کر لیا اور قریب بلوغت نہ پہنچا ہے اور ای طرح ان کے لئے کو دیا تو قبضہ کر کے کو جمع ہے یعنی پھینک نہیں دیتا یا کوئی دھوکا دے کر اس سے نہیں لے لے

و کتاب میں بیان کیا کہ اگر شخص فقیر ہو جائے تو اس کی پوری مالیت (۱۰۰٪) فقیرانہ طور پر خرچ کرے۔

مستند مدرسی تعمیر میں رکنا یا استعمال کرنا:

(۱۔) مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) میں تعمیر کرنا، اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

والجواب: یہ زکوٰۃ کی رقم یا نقدی ہے، اگر مال ۲۰۰ (۲۰۰ روپیہ) ہے تو اس کی رقم یا نقدی ہے اور اگر نقدی رقم میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا ہے تو مال ۱۰۰٪ (۱۰۰ روپیہ) یا نقدی ہے۔

زوجہ کی رقم ہے تو اس کے لئے اس کا استعمال حلال و حرام نہیں لیکن اگر وہ اپنے والد کو دینا چاہے یا صدقہ کر دے۔  
تاکہ بچا ہے۔ و لا یسرد السواک لدو العی وہ بطلب نہ فیہ خلاف واد انہ یطلب قبل یتصدق و قبل ید  
عینی المصحفی (شامی ص ۹۳ ج ۲) تحت قوله ولم دفع بلا تحریک المصروف لفظ والله  
اعلم بالصواب

مقرر جس کو زکوٰۃ دینا بہتر ہے یہ غریب کو

(سوال ۲۳۰) ایک شخص بستر میں ہے اور کسی کی رات کوئی تکمیل نہیں فرمیں تو اس کے لئے طایس سے بہت  
پریشان ہے۔ روز بروز کسی سے اتنا قرض آتا ہے کہ اپنے قرضوں کو دینا بہتر ہے یہ غریب کو جس کو کم سے اپنے پیسہ  
کی غریب کو یہ قرضوں کو دینا بہتر ہے اس میں کیا فرق ہے؟ اپنے والد کا مفقودہ قرض خواہوں کا مطالبہ اس پر ہے۔  
و خدا است فرمائیں گے، بیوا تو بڑا۔

الحجاب صورت میں بستر میں قرض کے پوچھنے جات دینا بہتر ہے غریب بہت محتاج و کافقر ہے۔ و خدا  
اس کی بھی مدد کی جائے عالمگیری میں ہے و منہب العار و هو من لزوم او کان له عمل علی الدس لا یمکنہ  
احذہ و التبع الی من علیہ الذین اولی من الدفع الی الفقیر (عالمگیری ج ۶۸) جواب فی  
المصروف فقط والله اعلم بالصواب

گھر کے لئے پاس رقم ہو مگر اس کی والدہ چنانچہ غریب ہو تو اس کی والدہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟  
(سوال ۲۳۱) ایک شخص کا انتقال ہو گیا جس کی بعد موت روزہ کھانا پینا لڑکی ہے۔ اس کے پاس ایک زمین  
ہے اس پر مکان بنا دیا جی ہے مگر غریب محتاج ہے کچھ رقم نہیں ہے۔ اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟ ایک شخص  
نے عورت کے بچے کو زکوٰۃ خریدنے کے لئے جس پر زکوٰۃ دے دی ہے اس رقم سے اس کے پاس سوچا ہے تو اس  
رات میں اس کے والد کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو بڑا۔

الحجاب صورت میں بستر میں قرض کے پوچھنے جات دینا بہتر ہے غریب بہت محتاج و کافقر ہے۔ و خدا  
اس کی بھی مدد کی جائے عالمگیری میں ہے و منہب العار و هو من لزوم او کان له عمل علی الدس لا یمکنہ  
احذہ و التبع الی من علیہ الذین اولی من الدفع الی الفقیر (عالمگیری ج ۶۸) جواب فی  
المصروف فقط والله اعلم بالصواب

(۱) جس مدرسہ میں زکوٰۃ کے مصارف نہ ہوں اس مدرسہ میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

(۲) زکوٰۃ سے قرض ادا کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۲۳۲) کیا لڑکے ہیں مگر انہیں مدرسہ میں کھانا پینا لڑکی ہے۔ اس کے پاس ایک زمین  
ہے اس پر مکان بنا دیا جی ہے مگر غریب محتاج ہے کچھ رقم نہیں ہے۔ اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟ ایک شخص  
نے عورت کے بچے کو زکوٰۃ خریدنے کے لئے جس پر زکوٰۃ دے دی ہے اس رقم سے اس کے پاس سوچا ہے تو اس  
رات میں اس کے والد کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو بڑا۔

اور داراھوم کی طرح تمام انکلمات موجود ہیں، ان مدرسوں میں طالب علم تقسیم کے ساتھ ساتھ رہائش بھی رکھتے ہیں، اعلیٰ نہ کے علاوہ باہر دوسرے ملکوں سے طلبہ بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں، مدرسہ میں طلبہ کی رہائش سے ساتھ کھانے اور قرضہ اور بات کا بھی انتظام ہوتا ہے، طلبہ چونکہ تمام خود کفیل اور نامدار ہوتے ہیں اس لئے تمام طلبہ اپنے تمام بائراجات مثلاً رہائش کھانے پینے اور کپڑوں کے تمام اخراجات برداشت کرتے ہیں، مدرسہ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا، اس حالت میں اب چھ چار ماہ سے کہ ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ و صدقات واجبہ دینا کیسا ہے؟

اس لئے علاوہ اگر کوئی ایسا ادارہ اس لئے زکوٰۃ و صدقات کو وصول کرتا ہو کہ وہ مقروض ہے اور قرض ادا کرنے کے لئے وہ لوگوں کو زکوٰۃ و صدقات وصول کرے تو اس کے لئے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں، منع اتو جرہا۔ (البحوث) آپ کے ملک میں فرمایا ہو، لیکن ہوں تو ان کو زکوٰۃ و صدقات اس قدر دینا درست ہے کہ وہ سب اس نصاب تک جائیں، دوسرے ملکوں میں جہاں زکوٰۃ و صدقات کے حق دار ہوں زکوٰۃ و صدقات کی رقم کم پنی ہو، یعنی جس مدرسہ میں زکوٰۃ کا مصرف نہ ہو، یعنی زکوٰۃ لینے کے حق دار نہ ہوں تو اس مدرسہ میں زکوٰۃ نہیں دینی چاہئے، اور اس مدرسہ کو زکوٰۃ کی رقم وصول بھی نہ کرنا چاہئے۔

ایسا مدرسہ مقروض ہے تو قرض ادا کرنے کے لئے یہ مدرسہ زکوٰۃ و صدقات کی رقم نہ دی جائے اللہ تعالیٰ قرض ادا لیا جائے مگر قبل مدرسہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ وصول کر کے اس سے قرض ادا کرے، اگر کوئی کسی زکوٰۃ دانا نہ ہو، زکوٰۃ کسی اور انکلی کے لئے مستحق، زکوٰۃ کو باغیض مالک بننا شرط ہے، (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

**مکان خریدنے کی وجہ سے مقروض ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟**

(سوال ۲۴۳) آپ شخص گریہ کے مکان میں رہتا ہے مکان مالک تھر خانی نے نہ کاغذ کر رہا ہے اس شخص نے اس پر بیٹی کی بچہ سے ایک چھوٹا سا گھر اور خرید رہا ہے، مگر اس کی ضرورت کے بقدر مالک کہتے ہیں کہ اس جو سنا تھا وہ بیچ کر مکان کے قیمت میں لگا دیا اور جو نقد رقم کسی دوسرے دے دی مگر اب بھی مکان کا قرضہ باقی ہے، اور سب اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے بیچ کر وہ اپنا قرضہ ادا کر سکے، گواں کو زکوٰۃ کی رقم دینا چاہئے، تاکہ وہ بعد اپنا قرضہ ادا کر سکے، جواب ضرورت فرمائیں، عیادہ اتو جرہا۔

(البحوث) صورت مسئلہ میں جو بیان فرمایا ہے وہ بقدر ضرورت ہے اور قرض ادا کرنے کے لئے سونچنا، نہ نقد رقم کسی دوسرے دے دی اور اس شخص کے پاس ضرورت سے زائد ایسی کوئی چیز بھی نہیں ہے جسے بیچ کر وہ اپنا قرضہ ادا کر سکے تو ایسی صورت میں اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

(۱) و بشرط ان يكون مصرف تعليمك لا يحد كفا من لا يصرف الى ما و متحد ولا شي كفن ميت و لسا، ديه  
 (۲) مع الشا من مصرف ح ۸۵  
 (۳) و منها للعارم و هو من لم يحد من لا يحدك نصيباً فاحمل من ديه لئلا يعلو على عظمى بل انصرف  
 ح ۱۵۹

ایک شخص نے قرض مانگا، زکوٰۃ کی نیت سے قرض دیا بعد میں مقرض نے رقم واپس کر دی تو اس رقم کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۴۴) ایک ضرورت مند مستحق زکوٰۃ نے ایک دوست سے قرض لیا مقرض دینے والے نے زکوٰۃ کی نیت سے قرض دیا، بعد قرض دینے کے وہ رقم واپس کی مقرض دینے والے نے کہا میں نے یہ دیا تھا، مقرض نے لینے سے انکار کیا اور رقم چھوڑ کر چلا گیا اب اس رقم کا کیا کرے؟ مینو اتو جروا۔

(الجواب) اگر وہ شخص رقم نہ لے اور واپس کر دے تو اس کی اجازت سے کسی مستحق زکوٰۃ کو وہ رقم دینی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

الفتاویٰ:

(سوال ۲۴۵) بکرہ زکے پاس قرض لینے کی ارادہ سے آیا، زید نے اس وقت قرض کے نام سے قرضی تحریر درحقیقت مستحق زکوٰۃ تھا، اس نے زید نے رقم دینے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی، ایک مدت کے بعد بکرہ وہ رقم واپس کرنے آیا، زید نے رقم لینے سے انکار کیا مگر بکرہ قرض رکھ چلا گیا، بکرہ نے جو رقم واپس کی اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ جب تصدق ہے یا بکرہ اس کا مالک ہے؟ یا اگر زید وہ رقم صدقہ کر دے تو بکرہ کی اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ مینو اتو جروا۔

(الجواب) اگر مناسب ہو مقرض (بکرہ) سے صاف کر دیا جائے، نہ کہیں۔ نہ رقم ہو۔ یہ وقت ہی زکوٰۃ کی نیت کر لی تھی لہذا رقم واپس نہ کر دے اور اس کے باوجود بھی واپس کرنے پر مصر ہو تو کہہ دیا جائے کہ تم جسے چاہو دے دو، اور اگر اس کے باوجود بھی وہ شخص (بکرہ) رقم واپس کر دے تو چونکہ محطی (زید) کی نیت کے مطابق اسی وقت زکوٰۃ ادا ہوئی ہے لہذا اس کی اجازت نے کر دہ رقم صدقہ کر دی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ایک مستحق زکوٰۃ کو کتنی رقم دینا مکروہ ہے؟

(سوال ۲۴۶) فقیر کو زکوٰۃ کی رقم ہفتہ انصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے؟ مینو اتو جروا۔

(الجواب) زکوٰۃ کی اتنی رقم ایک فقیر کو صدقہ کی مکروہ ہے کہ قرضوں کی ادائیگی اور اعلیٰ و عیال میں سے ہر شخص کو انصاب سے کم دینے سے بعد فقیر کے پاس انصاب کا کافی بچ جائے، درمیان میں ہے (مکرہ اعطاء فقیر انصاباً) اواکثر (الا) ادا کماں بالمندفع الیہ (مد یونا اور) کماں (صاحب عیال) بحیث (لو فرغہ علیہم لا یخص کلہ) اور لا یفصل بعد ذلک (انصاب ہلا بکرہ فتح (در مختار مع رد المحتار ۹۳/۲ باب المصروف) لفظ واللہ اعلم بالصواب۔

بھائی کو زکوٰۃ دینا:

(سوال ۲۴۷) میرا ایک بھائی شادی شدہ اور عیال دار ہے ان کی تنخواہ ساڑھے تین سو روپے ہے، مگر ان کے بعد بہت بچت نہیں ہوتی مقرض ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں ہم غریب طور پر ان کو زکوٰۃ کی رقم بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ



زکوٰۃ دین کیسا ہے جب کہ وصاحب نصاب نہیں ہیں، بیواؤں پر اور

(المحسوبات) یہ باپ کی اور بیوی سے، خیر سید سے سناکت کی جہ سے بیوات قسم نہیں، تو بی بیوں ان کو زکوٰۃ دین  
درست نہیں، لیکن سادات کی قدر منزلت اور حضور ﷺ سے رشتہ و تعلق کا پاس و لحاظ رکھ کر حد فاقات نافذ۔ یہ یہ فقہ و  
راہن کی اور روش بری ہے، (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

سادات کے نواسے کو زکوٰۃ:

(سوال ۲۳۱) کتاب سیدہ لڑکی (جورشتہ میں میری بہن ہے) کا نکاح شیخ برادری میں ہوا ہے اس کے شوہر کا انتقال  
ہو گیا ہے اور اس کی بی بی ۱۱۰ روپے میں ہے اس کے ایک لڑکا (یعنی میرا بھائی) لہذا دست کے زریعہ اعلیٰ تین سو روپے کماتا  
ہے باقی میری بیوی کا یہ مشکل گزاران ہوتا ہے ایسی صورت میں اس جورت (یعنی میری بہن) کو زکوٰۃ کی رقم دست دیتے  
ہیں۔

والجواب: آپ اپنی بشرہ (جو سیدہ ہے اس) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ولا ہی بی حاشہ (الی قولہ) ثم عاظر  
المنصب اطلاق المنع قال الشافعی بھی سوا فی ذلک کل الا زمان وسواء فی ذلک دفع  
معصم علی بعض (شافعی ۳/ ص ۹۰)

البتہ! پہلے نچے اور خوش برادری سے متعلق ہونے کی وجہ سے شیخ شمار ہوتا ہے اس) کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں  
جب کہ وصاحب نصاب نہ ہو۔ من كانت امها علویة متلا وابوها عجمی يكون العجمی كفقر الیہا وان  
كان الیہا شرف مالا ان المنصب لا یأثم ولهذا حاز دفع الزکاة الیہا (مجموعہ ۳۳۸/۴ کتاب النکاح باب  
الکفایة ذ: فقط واللہ اعلم بالصواب

سید کے داماد کو زکوٰۃ دینا:

(سوال ۲۳۲) سیدہ کی لڑکی (جو میری دوسری بہن ہے جس) کا نکاح قاضی برادری میں ہوا ہے اس کا شوہر  
خازمیت سے ریٹائرڈ ہے جسے بطور خشن سو روپے ملتے ہیں، اس کا ایک لڑکا یہاں سے دوسروں پر بھیجتے ہیں کیا اس کو  
زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

والجواب: آپ کی بشرہ جو سادات کی اور اس سے ہے اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، اس کا شوہر (یعنی آپ کا  
بھتیجہ) اور اس کا لڑکا سید نہیں لہذا ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ صاحب نصاب نہ ہوں، (۱) فقط واللہ اعلم  
بالصواب۔

بھادج کو زکوٰۃ:

(سوال ۲۳۳) میرا ایک بچہ اور بھائی جو سید ہے لیکن اس کی عورت سیدہ اور صاحب نصاب نہیں، جس میں آنکھ لڑا:

۱/ وجازت الشفوعات من المصطفات وعلیہ الا خلاف لیس حاشم فرم معتمد مع الشافعی صاحب المصنف ج ۲  
ص ۹۱  
۲/ حوالہ صلا

بہن کی باندہ فروی میں ہے جو قس کر کے خزانہ ہوتا ہے مکہ میں چچا زاد بھائی کی عورت و (جو سیدہ نہیں) زکوٰۃ دے سکتا ہوں۔ بیٹو تو جیروں۔

(الجواب) آپ کے چچا زاد بھائی کی عورت جو سیدہ نہیں اور صاحبِ نصاب بھی نہیں (یعنی قرض نہ کیا کرتے کے بعد سارے ساتھ تو رہا یا سارا ملے۔ وہ نہ پانچ سو روپیہ کی قیمت کے برابر روپیہ یا ساکن کی مالک نہیں) تو وہ مستحق ہے۔ نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

### سادات کا آپس میں زکوٰۃ لینا دینا۔

(سوال ۲۳۳) میری جھیر (جو سیدہ ہے) کا نکاح چچا زاد بھائی کی عورت سے ہوا ہے۔ بہنوں اس کو نہ نفقہ دے نہیں کرتے۔ وہ اس کی اولاد بھی نہیں جن میں۔ ایک شادی شدہ بہن اور میری جھیر و شہین امراض میں بھی مبتلا ہیں تو کیا اس کے علاج کے لئے زکوٰۃ سے ادا کر سکتے ہوں۔

(الجواب) زکوٰۃ سے نہیں بلکہ صدقات فقراء و غیروہ کے ذریعہ ادا کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ و حدیث التطوعات من الصدقات وغلة الا وفاء نهم ای لمسی ہاشم ذہب مختار مع الشامی ۲/ ص ۹ باب المصروف

### مال زکوٰۃ سے تنخواد دینا:

(سوال ۲۳۵) دیہات کے رکابہ میں لوگوں کے صرف چھوٹے بچے و بچیاں وغیرہ ملے رہتے ہیں۔ ان کا کتب میں کھانے پینے کا انتظام نہیں اور مدرسوں کو چند و کر کے تنخواہ دی جاتی ہے۔ کیا ایسے مکان میں زکوٰۃ و صدقات کی ترہ ای جاسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اصل یہی کہ کیا ہے کیا ہی ادا کی جائے تعلیم و انتظام بذاتِ خود حسبِ اشیئت کریں۔ عطیہ کی رقم۔ تنخواہ کی رقم۔ زکوٰۃ کی رقم تنخواہ میں دیا جائے نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (بقولہ شخص معصوم) ہو ای ہو کو نہ فقیر و نحوہ من بقية المستارف غیر ہاشمی ولا مولاہ بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه فقہ تہامی و طحاوی ص ۳۸۹ کتاب الزکوٰۃ

شرعی دلیل کی گنجش اس وقت ہے جب کہ اس کے بغیر چاہے کاروبار ہو صدقات دیہات کے باشندے زراعت پیشہ ہونے کے ساتھ ان کی ایک تعداد بقدر غرض تہامت بیرون ملک میں مقیم بھی ہوتی ہے ایسے لوگوں سے زیادہ قائم کر کے اتمہ ادریں۔ اس نسبت بھی اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے شرعی حیلہ کر کے زکوٰۃ یا غریہ کی رقم استعمال کریں گے تو فقراء و مسکین یا کیا ہوگا؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

### مال زکوٰۃ سے واند مرحوم کا قرض ادا کرنا۔

(سوال ۲۳۶) میرے والد صاحب کا انتقال ہوئے تو میں نے گھر دیکھے ہیں مرحوم کا انتقال سے پہلے کا قرض وہ ان کے ہاتھ ۳۰۰۰ روپے ہیں جو میرا مالک الگ افراد کا قرض ہے۔ والد صاحب نے ترکہ میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے











انہر صدقہ و غیر فرماتے ہیں۔ "جو بدی سے اٹھ پڑے وہاں سے اور ان سے جو مقدم بیان کی گئی ہے وہی عقیقتوں سے ہے۔  
 • شریعہ دینی۔ یہ سوال ۳۰۰ کی لکھنؤی رحمہ اللہ کی تحقیق پر مبنی ہے۔ میر۔ خیال میں اس میں ایک بنیادی غلطی لکھنؤی  
 لکھنؤی ہے۔ میر۔ یہ ایک صحیح مقدمہ ہے۔ لکھنؤی لکھنؤی سے تحقیق لکھنؤی لکھنؤی کے نصاب سے یہ سب لکھنؤی لکھنؤی  
 میں بھی فرق ہے۔ یہ لکھنؤی محمد کھلیت اللہ کان لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 کتاب العشر و الزکوٰۃ ص ۳ مصنفہ مولانا عبدالمصطفیٰ رحمہ اللہ

• فقہی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ

مورثہ عبادتی اور صناعی

(سوال ۲۳۸) مولوی محمد امجد علی صاحب مفتی شرح لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 دیتا ہے اس اعتبار سے صاحب کا رد یہ کہ یہ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 مولانا لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی

(الجواب) یہ ان دنوں ۱۴۰۲ھ میں لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 اور ان دنوں لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 میں بھی ایسی کوئی چیز ہے۔ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 عبادت ہے۔ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 ان کے قول سے کہ تو ۱۴۰۲ھ میں لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 یہاں مولانا لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 قریب لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 اور معلوم ہے کہ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 ۱۴۰۳ھ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی

رمضان سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا

(سوال ۲۳۹) صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟ امام احمد پر کتابوں میں لکھا ہے کہ عید الفطر سے پہلے رمضان میں  
 اور اگر سے تو بھی جائز ہے۔ سید ابراہیم عسکریؒ سے سوال لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 یہ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 میں صدقہ فطر ادا کرنا تو بھی جائز ہے۔ لیکن ان دنوں رمضان سے پہلے رمضان میں یہ واجب ہے اور اگر سے تو جائز  
 نہیں ہے اور اگر سے تو بھی جائز ہے۔ لیکن ان دنوں رمضان سے پہلے رمضان میں یہ واجب ہے اور اگر سے تو جائز  
 سے پہلے کوئی شخص اس مال کی زکوٰۃ لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی  
 زکوٰۃ نہیں دیتی جو لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی لکھنؤی





مؤکل کی مرسلہ قم موصول ہونے سے قبل وکیل کا اپنی رقم سے صدقہ ادا کرنا:

(سوال ۲۵۳) لندن سے ایک شخص نے مندوسا اپنے بھائی پر صدقہ کی رقم ارسال کی اور خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ رقم غرباء میں تقسیم کر دینا مگر اس کے بھائی نے رقم موصول ہونے سے قبل ہی اپنے پاس سے صدقہ کروا دیا تو صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) صدقہ کی رقم موصول ہونے سے پہلے اپنی رقم میں سے بھائی صدقہ کر دے اور آئے والی رقم خود رکھ لے تو اس کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

صدقہ فطر معاف نہیں ہوتا:

(سوال ۲۵۴) جس مالدار پر صدقہ فطر واجب ہو مگر وہ مالدار کا قریبی عید کے بعد ساقط ہو جائے گا یا ادا کرنا لازم ہے؟ (الجواب) صاحب نصاب پر صدقہ فطر مرد و عورت دونوں سے رکھنے ہوں یا نہ رکھنے ہوں، ہر صورت واجب ہے، مرد اپنی طرف سے اور اپنے تابعین کی طرف سے اور اگر ع (عنی نفسہ) معطلی وجوب وان لم یضم لغيره و حلقہ الفقیر و شمس ج ۲/ ۱۰۱ باب صدقۃ الفطر عورت پر اپنی اولاد کا صدقہ فطر واجب نہیں، جس پر صدقہ فطر واجب ہو اور وہ عید سے قبل یا بعد میں مالدار کے قریبی سے ساقط (معاف) نہ ہوگا اور اس کی ضرورت ہے۔ ہر گز گنہگار ہو مگر ان امور و ما فیہ یوم الفطر لم تسقط و کان علیہم اخراجہا (۱) و لا یستتر الفطر صدقہ فطر کی مقدار پونے دو کلو گرام یا ساڑھے تین کلو جو ہے اور یہ عید اس کی قیمت بازار کے بجائے عید کے روز بازار کی قیمت کا اقدار نہیں مابعد میں کو راشن ذبح سے کیوں لے لیتے ہیں وہ لوگ صدقہ فطر میں راشن والے کیوں دے سکتے ہیں مگر قیمت دینے کی صورت میں بازار کی قیمت کے حساب سے دینا ہوگا اگر کیوں دے جو کے سوا کوئی اور نتائج جیسے چاول، جوار، مسور، مہاجر، چنا، جو، گوار، گندے کہ پونے دو کلو گرام یا ساڑھے تین کلو

جو کی قیمت کے بقدر ہو، قیمت دینے کو پونے دو کلو گرام یا ساڑھے تین کلو جو کے برابر ہے۔ (نصف صاع) فاعل وجوب (من یزاد و ذلیقہ او سو قحہ لوزیب او صاع لعمو او ضعیف) ولو رقیقاً و ما لم یضرب علیہ کثرة و یحیی بعشر فیہ القیمۃ (وہو مختار مطلقاً) (قوله و قو و رقیقاً) قال فی البحر و اطلاق نصف الصاع و الصاع و لم یقبلہ بالجد لا فہو لادی نصف صاع و دی جاز (الی قولہ) وان ادی قیمۃ الریدی ادی الفضل کذا فی الظہیریۃ (۱) شمس ج ۲/ ۱۰۳ باب صدقۃ الفطر (۲) ہمیشی ربور حصہ ۳ ص ۳۶

ایک فقیر کو ایک صدقہ فطر دینا اولیٰ ہے، کم دینا بھی درست ہے، ایسے ہی ایک سے زائد بھی دی سکتے ہیں۔ مستحب آنست کہ ایک فقیر را آن نقد چکر دے کہ وہ محتاج سوال پشاد (مالا و دوس میں ۸۱)

و یجوز دفع ما یجب علی جماعۃ الی مساکین واحد (۱) عالمگیری ج ۱/ ۹۹۳ ایضاً صدقہ فطر ایک عبادت ہے جس کی ادائیگی میں اظہار مسرت کے ساتھ غرباء کی نقد بھی مقصود ہے اور روزہ میں جو کچھ کوئی حق سرزد ہوئی ہے اس کا کفارہ بھی ہے، علاوہ ازیں سگرات موت کے وقت آسانی اور عذاب قبر سے نجات اس میں مہم ہے جو شخص صاحب نصاب نہ ہو یعنی جس پر صدقہ فطر واجب نہ ہو وہ بھی لوہار کے فضیلت حاصل کر سکتا ہے فقط واللہ







رمضان المبارک میں دن کے وقت ہوٹل کھولنا:

(سوال ۲۶۲) بھادر رمضان المبارک میں دن کو ہوٹل کھولنا کیسا ہے؟ ہوٹل میں بلا تفریق مذہب و ملت ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اگر کھلی رکھنا جائز ہو تو کیا صرف غیر مسلمانوں کے لئے کھول سکتے ہیں، جینہ تو جرو۔

(الجواب) بھادر رمضان المبارک کے احرام کی خاطر دن کے وقت کھاتے پینے کی ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے، کھانے پینے والے خواہ کسی بھی مذہب کے ہوں، فقط واللہ اعلم۔

روزہ کی حالت میں غسل کرتے وقت غرغره کرنے اور ناک کے اوپر کے

حصہ میں پانی پہنچانے کا حکم:

(سوال ۲۶۳) کئی شخص کو بحیثیت سہ ماہی روزہ کی حالت میں اس نے غسل کرتے وقت غرغره نہیں کیا اور ناک کے نرم حصہ تک اس نے پانی پہنچایا تو اس کا غسل ہو یا نہیں؟ اور اس طرح غسل کر کے اس نے نماز پڑھائی تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟ جینہ تو جرو۔

(الجواب) روزہ دار کے لئے غرغره اور ناک کے نرم حصہ میں پانی پہنچانے کا حکم نہیں ہے کہ روزہ و نیت کا اثر یسر ہے۔ مرقی القلوب میں ہے (وبسبب المبالغة في المضمضة) وحی ایصال الماء لمرس الحلق والمبالغة فی الاستنشاق) وحی ایصالہ الی ما فوق الحلق (لغير الصائم) والصائم لا یبالغ فیہما خشية افساد الصوم لقوله عليه الصلوة والسلام بالغ فی المضمضة والاستنشاق الا ان تكون صائما (ومر الی العلا) (قوله) المستلفه فیہما حیث فی الظہورین علی المعتمد وقیل سنة فی الوضوء واجبه فی الغسل الا ان یکون صائما صحیح طحاوی علی مرقی العلاج ص ۳۹ فصل فی منی الوضوء، نیتہ اجر نماز پڑھائی ہے و کتب شیعہ و اہل کی حاجت نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

رمضان المبارک میں دن کے وقت ہوٹل کھولنا:

(سوال ۲۶۴) سیرت ایک دوست کا ہوٹل ہے وہ بھادر رمضان المبارک میں دن کے وقت کھولنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو غیر روزہ دار ہیں ان کو کس کی ضرورت نہ تو ہے نہ دن میں ہوٹل کھولنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ماہ مبارک کا احترام کرتے ہوئے دن کو کھانے پینے کی ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے، کھانے پینے والا چاہے کوئی بھی ہو، یہ مبارک لمحہ شعاۃ اللہ میں ہے اور اللہ کے شعائر کا احترام ضروری ہے قرآن میں ہے ومن معکم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (بند کردن کو ہوٹل کہ کھانے پینے کے لئے کھول دے تو وہ مبارک لمحہ برکت والی نہیں رہے گی اور کھولنے والا منہ پر کھانا اور کھانا کو افطاری سے کچھ پہلے لوگ افطاری کی پزیریں طیار فیہ لیں، سو سے وغیرہ فریاد کریں گے کہ بے رحمی سے ہوں تو اس میں کوئی حرج الی نہیں کہ افطاری کا سامان ہے فقط واللہ اعلم بالصواب۔

خازن میں نماز روزہ کی پابندی نہ کریں تو۔ لک اس کا فہم دار ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۶۵) : بھائی میں تو مرنے سے ڈرتا ہوں اور روزہ میں اس کا فہم دار ہے یا نہیں؟  
 کے مالک پر اخروی اعتبار سے (مدداری ہے یا نہیں؟) ان کی ڈیوٹی میں گزار کے وقت ہوئی ہے اس وقت نہ کر خود غلام  
 کے لئے جو بے وقت مالک جانے کے لئے ہے تو مالک مدد دے گا یا نہیں؟

والجواب : بھائی کے وقت میں اگر نماز کا وقت آجائے تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے مالک کے وقت کے لئے کہے کہ  
 وہ اپنے مالک کے لئے چھوٹی ہوئی کرے گا تو وہ بھی قبولی اعتبار سے مدد دے گا اور یہ اس کا فہم دار ہے یا نہیں؟  
 واضح و کفایت حسنات عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک تمہارا ہے اور ہر ایک سے اس کے حقوق کے متعلق مال  
 کو کا اپنے مالک بھائی پر ضروری ہے کہ اخروی مدداری نہ ملے نظر رکھے خود بھی مالک کی پابندی کرے کہ اپنے مالک سے  
 نماز روزہ کی پابندی کی تاکید کرے۔ فقہ و فہم دار اسماء لہو اب۔

تعلیم کے خرچ سے رمضان کا روزہ ترک کرنا:

(سوال ۲۶۶) : ہم مسلمان نو جوان کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور رمضان شریف کا روزہ ہم پر فرض ہے۔  
 روزہ رکھنے پر ہم تو راضی ہیں لیکن روزہ رکھنے کی وجہ سے ہماری تعلیم کا خرچہ موقوف ہو جائے گا اور یہ اس کا فہم دار ہے یا نہیں؟  
 شام کے پچھلے تک تعلیم کا وقت ہے اور آئندہ ماہ کے بعد ہمارا امتحان اچھا ہے اس لئے اس کے لئے سکول تیار کرنا چاہیے اور  
 ہمارے لئے مالک تعلیم کا اور کوئی وقت ملے گا تو اس میں ہم اپنی تعلیم میں ناکام ہو گئے تو ہمیں روزہ  
 بھانسا کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت حال میں ہم اقتصاد رکھنے کی نیت سے ہوسو روپے کے روزہ ترک کر دیں یا  
 شریعت محمدیہ میں اس کی مخالفت ہے؟

والجواب : صورت معارضہ میں رمضان المبارک کے روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں اگرچہ اقتصاد رکھنے کی نیت ہے  
 مگر شریعتی غرض کے بغیر۔ وہ مالک کا ایک روزہ چھوڑنے سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی ساری عمر روزہ رکھنے  
 سے بھی نہیں ہوتی حدیث شریفہ میں ہے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افطر یوم من رمضان من غیر  
 وخصۃ ومرض لم یفعل صوم اللہ کلہ وان صام

(ترجمہ) جس نے کسی بیمار کو افطار کیا جو رمضان شریف کا ایک روزہ ترک کر دیا اس کے مرض  
 نہ بھرے گا۔ لکھتے ہیں اس کا بدلہ نہیں دے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۷۷)  
 انھوں نے کہا کہ صوم میں ہے۔

(۱) مریض : روزہ یا مرض سے طویل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲) مسافر ہونا۔

(۳) اگر وہ چنی ہو ہو۔

(۴) غل والی عورت یہ روایت ہے کہ ان کی جان یا اصل یا بچہ یا نقصان پہنچے گا خوف ہو۔

(۵) شہدے کی موت اور یہ کہ وہ قریبیوں سے دور ہو جائے رہے یا بلا کسی کاغذ ہو۔

(۶) شہدے کی موت۔

(۷) شہدے کی موت اور یہ کہ وہ قریبیوں سے دور ہو جائے رہے یا بلا کسی کاغذ ہو۔

(۸) شہدے کی موت اور یہ کہ وہ قریبیوں سے دور ہو جائے رہے یا بلا کسی کاغذ ہو۔

نہی کیا ہے اور نہ۔

فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم رفہ ذکر المنصف مہا حصۃ وبفی لا کراہ  
و سوغۃ ہلاک او نقصان عقل و لو بغضن او جوع شدید و سوغۃ حبہ (مستاجر) سکر (مستاجر) و لو  
معیضہ او دمل و مرصع) عاتق و طر علی الظاہر و خاتمت بغلہ المثل علی نفسہا او ولدہا  
او مرتی حاف الزیادہ) لم یصحہ و صحیح حاف لمرصہ (در مختار) قل الشاہی و فی التمام  
المعاری اذا کان یعظیہ و یحییہ فی العلو فی رمضان و یحییہ ان معہ ان یحییہ  
بغیر و در مختار مع التماسی فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲۱ تا ۲۲  
۲۰۲ و اذا حاصت السراة و نكحت الطر و قننت و ہذا فی ۲۲۲/۱ فصل فی عوارض الصوم  
فقط و اللہ اعلم

روزہ کی نیت کس زبان میں کر سکتا

اسوال ۱۲۱۷ روزہ کی نیت اپنی زبان میں (جسٹاد) کر لینی کافی ہے یا نہ؟

والجواب روزہ کی نیت کس زبان میں کر سکتا ہے؟ (جسٹاد) کر لینی کافی ہے یا نہ؟  
زبان میں کر لینی کافی ہے یا نہ؟ (جسٹاد) کر لینی کافی ہے یا نہ؟  
۲۵ کتاب الصوم فقط واللہ اعلم بالصواب

طیغریفی خبر پر مبنی معتبر ہے یا نہیں؟

اسوال ۱۲۱۸ طیغریفی خبر پر مبنی معتبر ہے یا نہیں؟  
جواب میں ہے یا نہیں؟ (جسٹاد) کر لینی کافی ہے یا نہ؟  
۲۵ کتاب الصوم فقط واللہ اعلم بالصواب

والجواب میں ہے یا نہیں؟ (جسٹاد) کر لینی کافی ہے یا نہ؟  
۲۵ کتاب الصوم فقط واللہ اعلم بالصواب

وہ الناس فصحاء و علماء معارف و بسی اللہ عہ فقال اکبر و ایماہ لیلة السبت فلا یرون بصوم حتی تکمل ثلثین یوماً او تراو فظب الان تکھی یوزیة مدویة و صباہه فل لا ھکذا مرنا و سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربنا منہا لکن قل یلذذو بہم حج۔ ا۔ ص ۱۲۸۔

نورسید کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کریمؐ سے روز نماز میں آپؐ کو مقام سے جدا ہو کر دیکھا کہ آپؐ توبہ فرماتے تھے اور یہ کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ جب مجھ کو حضرت ابن عباسؓ نے میرے قتل پر آپؐ نے توبہ فرمائی تھی تو عرض کیا کہ وہ سول نے دیکھا اور روزہ رکھ اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے شہید کی رات کو مجھ اور اسی حساب سے تیس ۳۰ روزے پر سے کر لیا ہے اگرچہ چاند و سورج کس اُصرت کر رہے تھے مگر میں نے کیا کر لیا کہ آپؐ حضرت معاویہؓ کی رویت اور ان کے روزہ پر آپؐ نے طاعت کیں فرمائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو حامل اللہ علیہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے (ترمذی شریف ص ۱۹۷)۔

اللہ تعالیٰ کو یہ خبر حضرت کریمؐ کا بیان بدست روایت ہلالی قانون شریعت کی موافق پڑ گیا۔ اُمید ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسے فوراً نہیں فرمایا۔ اسی طرح ثانیوں پر خط کے ذریعے جو خبر پہنچی ہے شرف نقطہ نظر سے دو نکال ہے۔ لہذا اُتار کے دن کی میرٹوں چاہئے۔ اس میں کوئی نقصان یا خرابی نہیں ہے۔ آپؐ کے یہاں جو دن طے کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا وہ آپؐ اور ہم دونوں کی نسبت اسی دن کو حاکم ہوئی۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی علیہ السلام قال الصوم یوم نصرمون و الحصر یوم یغفرون و الا عجب یوم و نصحوں باب ماحدا ان الفص یوم یغفرون الخ بمعنی صوم یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا روزہ (رمضان) عید الشکر اور عید الفطر کا دن دیکھ کر جس کو تم رمضان میں یا بغیر رمضان قرار دو وہ ہر جگہ کے مسلمانوں کو ان دنوں میں صوم کرنا ہوا ہے ان کے یہاں شریعتی تحقیق کے بعد طے پائے ہیں۔

نہد شمس و شبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم احتیاطاً روزہ شبہ تک کر رہے ہیں سے فارغ ہو جائیں اور ان کی غفلت ہے۔ فقط اللہ اعلم بالصواب۔

ہلال حرم کے کئے گئے شاہد و رکاز ہیں۔

(سول ۲۶۷) اذات ہلال حرم کے لئے گئے تھے وہاں کی ضرورت ہے۔

الحواصی و الی و المبرم دیا ایک ماہ ۱۰ روزہ دونوں کی شہادت ضروری ہے۔ روزہ الايضار میں ہے۔ و مشروط لیسہ الاھنہ شہادۃ راجلین عدلین و حوہ حوتین غیر محلو ذین فی قذف (سورۃ البضاح ص ۱۰۰ فصل فیما یثبت فیہ الھلال)۔

غروب آفتاب سے پہلے جو چاند نظر آئے وہ معتبر نہیں:

(سول ۲۷۰) عید الفطر کا چاند عید آفتاب کے غروب ہونے میں ابھی دو چار منٹ کی بقیہ ہے۔ اس وقت یہ نہ کہ ان ماہ میں نظر آئے اور روزہ و فطر نہ چاہئے۔ تو کچھ نے انکار کیا۔ ۳۰ روزہ کے لئے مہینہ دو تیس آدمیوں نے

روزہ روزہ کرنا تو مسطر میں کارور ہو یا نہیں، اگرچہ سنا ہے تھا، روزہ نہیں ہوا تھا کہ نہ ہوئی ہے یہ مفصل جواب ہے۔

الحجواب: غروب آفتاب سے پہلے رویت ہالہ کہ شہر نہیں وادان نہ نماز میں کاتے ہیں کہ نہیں۔ (۱) اب نہیں نے یہ معنی لکرا نظر کیا کہ آفتاب غروب ہو گیا ہوا ہے یا نہ نظر آیا تو ان پر روزہ کی فطرتاً لازم ہے اور جو لوگ پائے تھے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے اور نہ داخل ہوا ہے یا نہ نظر آیا تو ان کے ساتھ کارور نہیں۔ (۲) ہے۔  
فتاویٰ رضویہ بالسراب۔

تنبہ آدمی اشیاء میں چہ نہ دیکھتے تو؟

(سوال ۱۷۷) ہمارے کھانے میں سے کچھ کھانا ہم اہل بیت کے پاس چاہتے تھے حساب سے دو شہد روزہ کرنا ہے ہیں۔ ہمارے میں چہ کھانا حساب سے نہیں ۲۹ روزہ ہوتے ہیں۔ ان کے ہرے میں ہوتے ہیں۔ اب ان میں ہلال عیاں نہیں کیا تو وہ صاحب آئندہ کل یہ کریں کہ روزہ نہیں یا نہیں۔  
الحجواب: ہر روز مسطور میں چہ پائندہ نظر کیا ہے تو ان کی سب نے کھانا کھانے روزہ کرنا ہے اور سب نے ہاتھ میں لیا ہے۔ (۱) ح ۲ ص ۱۲۳۔

ان میں چہ نہ نظر آئے

(سوال ۱۷۸) آئندہ کتاب میں مسطور نے لکھا کہ ان میں چہ نہ نظر کیا اور ان کی سب آفتاب کے نہ تھے نہ ہیں۔ اور چاہتے تھے چاہتے تھے اور اب۔ اب ان کو چہ نہیں روزہ نہ نظر آتے ہیں۔ ان میں؟  
الحجواب: مسطور نے لکھا نہیں ہے۔ اب سب نے پائندہ نظر کیا ہے تو ان کے ہرے میں ہوتے ہیں۔ (۱) ح ۲ ص ۱۲۳۔  
الہلال ہمارے اسواء کان قبل السواں وسعدہ وهو البلیہ المستفیض فی المنار وروزہ الاتصاح ص ۱۵۰۔ فصل فیہ بین البہلال وفتاویٰ عاصم، ج ۱ ص ۱۷۰۔

ہالہ کی خبر ہر چہ یہ ہے:

(سوال ۱۷۹) اہل بیت کی خبر ہر چہ یہ ہے کہ ان میں چہ نہ نظر کیا اور ان کی سب آفتاب کے نہ تھے نہ ہیں۔ اور چاہتے تھے چاہتے تھے اور اب۔ اب ان کو چہ نہیں روزہ نہ نظر آتے ہیں۔ ان میں؟  
الحجواب: مسطور نے لکھا نہیں ہے۔ اب سب نے پائندہ نظر کیا ہے تو ان کے ہرے میں ہوتے ہیں۔ (۱) ح ۲ ص ۱۲۳۔

مسطور میں اس روزہ کی قصہ ہے کہ ان میں چہ نہ نظر کیا اور ان کی سب آفتاب کے نہ تھے نہ ہیں۔ اور چاہتے تھے چاہتے تھے اور اب۔ اب ان کو چہ نہیں روزہ نہ نظر آتے ہیں۔ ان میں؟  
الحجواب: مسطور نے لکھا نہیں ہے۔ اب سب نے پائندہ نظر کیا ہے تو ان کے ہرے میں ہوتے ہیں۔ (۱) ح ۲ ص ۱۲۳۔

(۱) ولا عذر فیروزہ البہلال نظر آہل بیت وروزہ البلیہ المستفیض فی المنار وروزہ الاتصاح ص ۱۵۰۔  
(۲) لومہ وادی ہلال، وفتاویٰ عاصم، ج ۱ ص ۱۷۰۔

میدان شہر کے تیسرے دن تک غور کر سکتے ہیں، انی طرح یہ یو۔ ٹیکراف کی خبر سے روزہ افطار کرنا اور نماز میں پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ یہ نیک شریک نہیں ہے اگر نہ ہی شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کریمؐ سے جب وہ شام سے باہر منہ میں مہینہ طہر شریف لائے، پوچھا کہ تم نے خود چاند دیکھا جواب دیا، نہیں۔ دوسروں نے دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی (ایسی ہی کیا) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے شہر کی شب کو دیکھا ہے اور اسی حساب سے تیس ۳۰ روزے پورے کریں گے یا چاند کو کیوں! حضرت کریمؐ نے عرض کیا آپ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کا چاند دیکھنا کافی نہیں! فرمایا نہیں! ہم کو رسول خدا ﷺ نے ایسی ارشاد فرمایا ہے۔ سب حاجا، نکل نکل نکل ملے دو بیہم۔ ج ۱ ص ۵۸۔ لفظ واللہ اعلم۔

### رویت ہلال کے متعلق مزید تحقیقات:

(سوال ۲۷۲) ہمارے ہاں بذریعہ اخبار خبر آتی کہ بمبئی میں مید کا چاند دیکھا۔ ہاں کے شہر قاضی نے اعلان کر دیا کہ کسی عید یوگی اور ایک شخص نے خبر لایا کہ عمر اچھا میں دیکھنے والوں نے چاند دیکھا۔ اس خبر پر چاند والوں نے روزہ توڑ دیا اور نماز عید اور کئی روزہ یافت طلب اس پر ہے کہ اس قسم کی خبر پر روزہ توڑ دینا اور عید منانا کیسا ہے؟ روزہ توڑ دینا اس کا کیا اثر ہے؟ ایسا بھی ہے ہوتے تھے انہوں نے روزہ افطار نہیں کیا۔ نہ عید کی نماز پڑھی جس مسجد میں صلوة سیر پڑھی تھی اسی کے ایک کونے میں بیٹھ رہے اور دوسرے روزہ پکھلی جا کر نماز عید اور کی تو ان کے لئے کیا حکم ہے۔ تفصیل جواب ثنائیت فرما کر مستان، مشکور فرمائیں۔ جزاکم اللہ عنا۔

والجواب یہو العرفی للصلو اب رمضان البرک رحمة الخیر اور عید النہی دوسری اقوام کے تہجد کی طرح محض قوی تو ہر نہیں بلکہ عبادت بھی ہیں اور ان کے اوقات بھی متعین ہیں۔ قبل از وقت اگر نادرست نہیں اور لوقات کا ہذا رویت ہلال ہے۔ پرنچہ فرمان ہوئی غلط ہے کہ لا نصوموا حتی تروا الهلال ولا تمضروا حتی تروا فان عم علیکم فافعلوا روزہ اس وقت تک نہ کو جب تک (رمضان کا) چاند نہ دیکھو اور روزہ نہ پھوڑو جب تک (شال کا) چاند نہ دیکھو، اگر چاند نہ دیکھو کی وجہ سے نظر نہ آئے تو حساب کو کو معنی میں دینا پورے کیوں ہو؟ صحیح بحادی شریف ج ۱ ص ۵۶ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تأثموا بظہان

(فصوموا الخ)

فقہی مسئلہ ہے کہ کچھ لوگ اندھیرے میں کسی نہ معلوم جگہ میں قرآن، تجوی سے کعبہ شریف کی سمت متعین نہیں رہا اور وہیں سے ہر ایک اپنے اپنے گروہ کے ساتھ مختلف سمت کی طرف نماز پڑھتا ہے اور ہر ایک عقیدہ دیکھتا ہے لیکن سمت یقیناً ہے جس طرف رخ کر کے وہ نماز پڑھ رہا ہے تو پادروں کی نماز صحیح ہے۔

فاذا كان اربعة الفمس بصلی کل واحد بظافة الی اربع جهات لا اعتقاد هم ان المکبة

ذالک فان صلوة الاربعة صحبة الخ (فتاویٰ ابن نجیم ج ۲ ص ۲۰۲)

فرس کے شریف فیصلہ کے مطابق جس دن آپ لوگ روزہ رکھیں گے اور عید کریں گے وہی دن آپ لوگوں کے لئے دن میں رمضان اور عید کا دن ہوگا۔ جو ثواب و برکات خداوندی نے رمضان کے ایام اور عید کے دن میں رکھے

پڑا ہے آپ لوگوں کو بھی حاسن ہوں گے ذرا مزید تحقیق ہوگی پھر افرادوں پر پڑائیاں لگائیں گے اور سب صبر کرتے کی اپنا ضرورت؟

خداوند یا اثر اس سال سعودی عرب میں بطریق موجب جدوجہد: یعنی در بعد اذان شنبہ کو اور پاکستان میں اتوار کو اور ہندوستان میں اکثر جگہ جے (دوشنبہ) کو صبح ہوئی تو اس کی سب کچھ اور عند اللزوم قبول ہیں اور جن لوگوں نے شرقی شہادہ شہادت کی پروردگار کے بغیر اور حجت شرعیہ کے خلاف مدعیانہ یا یہ شکوک ہوگی وہ العلم عند اللہ) اس مختصر تہذیب کے بعد آپ کے سوال کے جوابات یہ ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) انبندی اطلاع اور ایک شخص کا یہ دیا کہ "حجر ایچہ" میں دو تین آدمیوں نے چاند دیکھا ہے! طریق موجب اور شہادت کی قسم میں داخل نہیں ہے اور نہ اسے غیر مستفیض کہا جاسکتا ہے۔

قال الروحانی معنی الا مستفاضة ان غای من فلك البلیدة جماعات متعددون کلهم متهم بحجر عن فلك البلیدة انهم صاموا عن رؤية لا محذور الضیوع من غیر علم بمص انشاء الخ (دعوی ج ۲ ص ۱۲۰ کتاب الصوم)

علامہ روحانی فی تحقیق یہ ہے کہ استفادہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شہر میں چاند دیکھا گیا ہے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور جماعت یہ خبر دے کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے مکمل خبر کا پتہ چلا اور یہ بھی پتہ نہ ہو کہ اس خبر کا راوی کون ہے استفادہ نہیں ہے لہذا مطلق صاف ہوتے ہوئے چاند نہ دیکھے جانے کے باوجود غیر معتبر خبروں کی بنا پر روزہ نہ رکھنا یا رکھنا اور روزہ توڑنا اور عید منانا اچانک سے درست ہو سکتا ہے! ایسی صورت میں ہم غیر اور مجمع کثیر کی کوئی ضرورت ہے کہ جس کی بنا پر قاضی یا مفتی و چاند ہونے کا یقین بالحدیث نہیں پیدا ہو جائے اور شہد قوی باقی نہ رہے۔ چاہیں گے۔

وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جماعة يقع العلم بخبرهم یعنی مطلق صاف ہونے کی صورت میں ایک ایسی جماعت کی شہادت قبول ہو سکتی ہے جس کی شہادت سے طہیستان حاسن ہو جائے (ہدایہ ج ۱ ص ۹۲) قیل اب ما یوجب القضاء والکفارة (الحکم العفیف يقع به العلم فی هلال الصوم والنفطر والاصحی) (وسائل الارکان ص ۲۰۷ فصل بخر من علی الکلف الطبخ) اور ما: بدست میں ہے۔ "و اگر مطلق صاف باشد در رمضان و شوال جماعت عظیم ہے باید" یعنی اگر مطلق صاف ہو تو رمضان و جماد الاول کے چاند کے لئے بڑی جماعت کی شہادت درکار ہے! جن کا متفقہ طور پر جمہور بولنا عقل تسلیم نہ کرے۔ (ص ۹۳)

نکاحی عامگیری میں ہے۔ وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جماع عظیم يقع العلم بحجرهم الخ۔ یعنی اگر مطلق صاف ہو یا کوئی بڑی جماعت کی کوئی قبول ہوئی جس کے بیانات سے یقین حاصل ہو جائے۔ (ج ۱ ص ۱۹۸ الباب الثانی فی رؤیة الاول)

لہذا صورت مسوومہ روزہ کی قضاء لازم ہے اگر بعد میں بطریق موجب چاند نہ ہونا ثابت ہو جائے تو پھر روزہ کی قضاء نہیں ہے۔





بل اس رمضان کے شرعی ثبوت کے بغیر روزہ اور تراویح کا حکم:

(سوال ۲۷۸) ایک غیر مقلدہ سے سامعین کا جواب ہے اس معائن کے موافق اس نے ایک ہنگامہ پالیات  
میں شعبان کو مطلع فرمایا تھا اس نے ایمان کیا آتا جانے کھڑا کے پائے کے ترے سجڑھن چاہے اور روزہ بھی  
رکھ چاہے، اگر چاند ۲ بت ہو گیا تو رمضان کا روزہ رکھنے پر عمل روزہ ہو گا اور تراویح بھی نفل ہوگی، دلیل یہ پیش کرتا  
ہے کہ ایک شخص نے غزوہ نماز پڑھ لی پھر مسجد آیا تو جماعت ہو رہی تھی اس میں وہ شریک ہو گیا اس صورت میں  
۲ بات اس نماز نفل شمار ہوتی ہے تو حسب ایک فرائض میں نفل ہو جاتا ہے تراویح کو سنت ہے اس کے نفل ہونے میں  
یاشیہ ہو سکتا ہے؟ کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی، ہم نے فتاویٰ رضویہ دارالافتاء دہلی کا مستند حکایہ آؤ کہنے کا کہ میں  
سماعت سے اس کی کوئی گنجشک نہ تھا، اس لئے وہ بات غلط ہے یہ ہے کہ شرعی ثبوت کے بغیر تراویح پڑھنا اور روزہ رکھنا اور  
یہ کہنا کہ کیا رمضان ہے چاند ۲ بت نہ ہو تو ہمارے ثبوت نفل ہو جائے گی کیا صحیح ہے؟ اور اس کی بات پر عمل کرنا کیا  
ہے؟ بیوقوفانہ جواب۔

(الحواشی) یہ شخص کم علم اور کفریہ عقیدہ سے متاثر ہے، بخاری شریف میں حدیث ہے لا تصوموا حتیٰ تروا الهلال  
ولا تخطروا حتیٰ تروا فان عم علیکم فاقبلوا لہ الیم حسوہ کرم علیہ کارشا ہے روزہ اس وقت تک  
مت رکھو جب تک (رمضان کا) چاند نہ دیکھو، دیکھو، جب تک (شوال کا) چاند نہ دیکھو، دیکھو، اگرچہ ہر دو غباری  
ہے سے تقریباً ۲۰ مساب کا لوگ بھی میں دن پورے کرلو (صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۶) باب قول  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رايتم الهلال فصوموا اس شخص کا قول نفل مردود ہے اس لئے کہ سرور  
فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے، نیز بخاری شریف میں ہے باب لا یصلحکم رمضان بصوم یوم او  
یومین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یصلحکم رمضان بصوم  
یوم او یومین الا ان یکون وحل کان یصوم صومہ فلیصم ذلک الیوم یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ  
کوئی شخص رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزے نہ رکھے، اس امر کوئی شخص کسی قسم سے نہیں دن کا روزہ رکھتا ہے اور وہ دن  
دن آج ہے تو روزہ رکھ لے (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۶) رمضان سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت اس  
حدیث سے ثابت ہوئی، اسی طرح اگر ایسے دن کو یوم لشک کہا جاتا ہے، اس دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا منہج  
اور مردود ہے۔ بقولہ علیہ السلام لا یصلحکم الیوم الذی یشک فیہ (او کما قال علیہ السلام) وھذہ  
المسئلۃ علی وجہ احدھا ان یوم رمضان مکروہ معارونہ ولا نہ نشیہ بھل انکتاب

لانہم رواھا فی مئۃ صومہا ہدایہ اولین ص ۵۲ کتاب الصوم) اور اگر اس نیت سے روزہ رکھا کہ رویت  
ہوگی تو رمضان کا روزہ نفل، یہ بھی بوجہ رویت مکروہ ہے، پہلی قسمی طوع پر نفل کی نیت ہو تو مضاقت پیش کرے اعلیٰ علم کا کام  
ہے عوام کو اس کی اجازت نہیں، پھر اگر اتفاقاً رویت کا تحقق ہو گیا تو یہ نفل روزہ فرض کے قائم مقام ہو جائے گا بھلا اللہ  
اعلم بالصواب۔

جدہ میں روزہ رکھنا شروع کیا پھر وائٹریا گیا تو کیا کرے؟

(مسوال ۲۷۹) ایک شخص جدہ میں کام کرتا ہے وہی اس نے رمضان کے روزہ رکھنا شروع کئے (وہاں رمضان کا پہلا روزہ جمعہ کو ہوا اور وہاں یہاں ہندوستان میں سنیچر کو پہلا روزہ ہوا) پھر وہ شخص وائٹریا گیا اور یہاں سنیچر کو انجیواں کا دن نظر نہیں آیا اور سنیچر کو اس کے تیس روزہ سے پورے دو گئے تو اب اس نے وائٹریا کر (جو اس کا تیسواں روزہ ہوگا) سب دنوں کے ساتھ روزہ رکھنا چاہیے یہ روزہ چند کئے؟ شرعی حکم کیا ہے؟ بیوقوف واد۔

(الجواب) یہ شخص وائٹریا کر وہاں والوں کے ساتھ روزہ رکھے چاہیے اس کے ان تیس روزہ سے جو چاہیے جس طرح کسی نے تہما رمضان کا چاند دیکھا اور اس کی گواہی قبول نہ کی گئی تو اس کو اپنی رویت کے اعتبار سے رمضان کا روزہ رکھنا چاہیے اور اتفاق سے تیس روزہ پورے کرنے کے بعد چاند نظر نہ آئے تو اس کو تہما غفلت کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ دنوں کے ساتھ روزہ رکھے اور سب کے ساتھ تہید کرے شامی میں ہے (تیسرے) لموصلمانی ہلال رمضان واكمل العدة لم يفطر الا مع الامام لقوله عليه الصلوة والسلام صومكم يوم تصومون وفطرکم يوم تفطرون رواہ الترمذی وغیرہ والس لم يفطر والی من هذا اليوم فوجہ ان لا يفطر تہما (شامی ج ۲ ص ۱۲۳ کتاب الصوم بلفظ واللہ اعلم بالصواب)۔

بسمی میں روزہ رکھنا شروع کئے پھر مکہ معظمہ گیا۔

(مسوال ۲۸۰) ایک شخص بسمی میں روزہ رکھنا شروع کئے اور پھر وہ شخص رمضان میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ آیا وہاں والے ایک روزہ آگئے تھے تو اب وہ شخص وہاں والوں کے ساتھ عید منانے اور اس کے بعد اپنے روزہ عمل کرے یا اپنے روزہ سے عمل کرے؟ فی ہدایہ ایک مسئلہ ہے؟ بیوقوف واد۔

(الجواب) یہ شخص وہاں والوں کے ساتھ عید کرے بعد میں باقی ماندہ روزہ اپنی نیتاً کرے۔ یعنی اگر اس کے ۷ روزہ سے سوائے تو دو روزہ رہ گئے ۱۸ ہوئے تو ایک روزہ رکھے کہ عید ۲۹ دن سے کم کا نہیں ہوتا (۱) فقہ واخذہ ص ۱۱۰ صواب۔

ثبوت ہلال کے معتبر طریق۔

(مسوال ۲۸۱) ثبوت روست ہلال کے معتبر طریق کیا ہیں؟ اصل تحریر فرمائیں۔ بیوقوف واد۔

(الجواب) (۱) رویت ہمارے (یعنی امام لوگوں کا) جم غفیر کا چاند دیکھنا (۲) عید رمضان و عید اشعر کے چاند کے ثبوت کا قطعی فیصلہ اس کے بعد قانونی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی (وقبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو علی الطن (بخیروہم وهو مصرح الی رأی الامام من غیر تغیر بعدد) علی السلب (در مختار ج ۲ ص ۱۲۶ کتاب الصوم)۔

(۱) من مصرعاً نوامعاً بغير رؤية وفہم وجہ لم یصر حتی رأی الہلال من اللہ فصار عمل اللہ عز وجل یحکم وھذا من حل تسعة وعشرون تم فطر واحمد فان کان من المصور أو الہلال شعبان وعلو اشعبان تلتین یوماً کان علی هذا الرجل فساد یوم الاول البع وفدوی نادا حاتہ الفصل الفلمی فیما یصلی بر [یہ الہلال ج ۲ ص ۳۵]۔



حاضر ہوں اور پھر وہ کسی دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں تو فلاں مقام پر قاضی یا مفتی کی مجلس میں تھا۔ اسے اساتذہ رویت ہلال کی شہادتیں پیش ہوئیں اور ان کی شہادتوں کی اجماع کے بعد قاضی یا مفتی نے رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا تو یہ بھی ثبوت ہلال و رمضانِ حرام کے لئے معتبر ہے اور ان کی شہادت پر رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ (شہادۃ اللہ شہد عد قاضی مصر کذا شاہدان یرویۃ النہال) غنی لیبہ کذا (القاضی) القاضی (بد ورجحان) شریک الدعوی قضی) اسی جملہ لفظ (القاضی) ان پر حکم (شہادۃ تھما) لان قصداً القاضی صحیحاً وقد شہدوا بہ لا لئلا یسہلوا الرویۃ غیرہ لا لئلا یحکموا (در مختار ج ۲ ص ۱۲۸ کتاب الصوم)

### (۵) کتاب القاضی فی القاضی:

ایک جگہ کہ قاضی یا مفتی کے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی اور اس نے رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا اب وہ دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے نام رویداد مسلمانوں کے سامنے خط لکھے کہ میرے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی جس کی بنا پر میں نے رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا اور اس پر اپنے خط و خطا ہم لکھ گئے اور ان کو اس پر بند کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے ساتھ کہ وہ وہاں شخص وہ خط لکھ دے اور دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے پاس یہ خط لکھ دے تو وہی قاضی یا مفتی کا مکتوب ہے، اس نے وہ خط لکھا اور پڑھا ہے اور ہمارے جواب لکھا ہے کہ ہم آپ تک یہ مکتوب پہنچا دیں تو دوسری جگہ کہ قاضی یا مفتی اس کو منظر کر کے اعلان فرما سکتا ہے یہ بھی ثبوت ہلال کے لئے معتبر ہے مگر یہ بہت اسی قدر ہے جب کہ وہ دونوں شخص تواقی ہیں کہ فلاں نے یہ مکتوب ہمارے سامنے لکھا پڑھا ہے اور ہمارے جواب لکھا ہے اور اس کی کیا ہے اور اگر اس طرح شہادت نہیں دیتے تھیں ایک خط (جسکی رقمہ) کی حیثیت سے پہنچا دیتے ہیں تو اس کی حیثیت ایک معمولی خط بھی ہوگی اور جو تخمینہ کسی عام مسلمان کے خط کا ہو سکتا ہے وہی اس کا ہوگا (رویت ہلال کے ساتھ ہلال و اکل)

### (۶) خبر مستفیض:

یہ بھی ثبوت ہلال کے لئے معتبر ہے، خبر مستفیض کے متعلق ماہر شامی تحریر فرماتے ہیں۔ اعلم ان العباد بالامتناعہ انہ لو اخبر من الواردین من بلدۃ الطوت الی البلدۃ النبی لم یثبت مہا لا معجہ الامتناعۃ یعنی جان لو کہ امتناعہ سے مراد وہ خبر ہے جس کو میسر تھا اس شہر سے آنے والے یون کریں جہاں رویت ہو چکی ہے یا راہی چلے کر بیان کریں جہاں رویت ثابت نہیں ہوئی تھیں (افوہ کافی نہیں) (حاشیہ بعد الزلق ج ۲ ص ۲۷۰ قبل باب ما یفسد الصوم المبح)

علامہ رحمہ اللہ خبر مستفیض کے متعلق فرماتے ہیں۔ (نہ) قلل لو حتمی معنی الامتناع ان نامی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل مہم یخبر عن اهل تلک البلدۃ انہم صائمون رؤیۃ لا معجہ الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ الامتناع کا مطلب یہ ہے کہ جہاں چاند نہ پڑے وہاں سے جمعہ جماعتیں نہیں آہ جماعت یہ خبر دے کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند کو نہ رو دیا۔ کچھ ہے جس کی خبر کا جمیل جانا یہ بھی

معلوم ہو کہ میں نے کہا، اسی نے یہ بات چائی ہے، مگر بعض نہیں (شامی ج ۲ ص ۲۹ کتاب الصوم)  
 بہر حال اگر شخص سے بھی بدعت نہ نکلتی تو بدعت نہ جاتا ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ خبر کی اہمیت ہو،  
 نہ صاحب بصیرت، نہ عالم غیر اشخاص، اس کی صداقت کو یقین نہ جائے، مجلس علماء، رشیدیہ، جو چاہا، سب کہہ یہ بھی معلوم  
 نہ ہو، اصل خبر دیکھنے والوں کو ہے، کالی نہیں۔

ترجمہ ہو:

شرعی قاضی، مستند علماء، اہل مجلس، یہ وہ چاند کبھی جن کا فیصلہ مسلمان تسلیم کرتے ہیں، یہ لوگ باقاعدہ  
 تہذیب و تمدن کے گرجا چاند کا فیصلہ کریں، اس میں کوئی شک یا طعن یا غلطی نہیں، یہ نہ فقہی نہ مسجد یا من کا مسئلہ نہ ہے، یہ  
 دین و دنیا کے اور دوسری جگہ کے علماء، رہنما، منکر، بعض تو اس پر عمل کرتے، سب سے جو وہ اپنی منگھڑی کاٹتی نہیں بلکہ  
 ان کی مجلس اعلیٰ اور اعلیٰ علم سے الگ ہوا، انہیں پیغمبر ۱۱ مرتبہ حضرت قتوبی قدس سرہ و فرماتے ہیں: ”غرض کہ ان  
 فقہی ہر شخص مفسر و مترجم ہے اور ہر ایک شریعت میں رائے دیتا ہے، گویا شریعت کا جھنڈا تمام ملٹنوں سے آواز ملتا ہے، حالانکہ  
 یہ قانون الہی ہے، جب رائے ملنا چاہیے، کتوا میں کوہر شخص نہیں سمجھتا کہ غلطی ہو، کھلا دوا، یہ مشرعوہ اپنی عورت کے  
 من کو سمجھتے ہیں تو خود ہی قانون بناتے، آیا اس کا سمجھنا ہے (عقلا لیا ب ص ۱۸)

### ”ترجمہ ہو“ کی خبر سے متعلق ہندوستان کے مستند علماء کا فیصلہ

”ترجمہ ہو“ کی خبر ایک اطلاع کی مشیت نہ تھی، یہ واقعہ ان کے روایت چاروں نے باقاعدہ میں کی جانب سے ہو جو  
 چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت کے لئے نہ چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے یا نہیں، ایسے فیصلوں کی جانب سے دوسروں کو ہدایت  
 مسلمانوں نے قاضی یا شریعت کی مشیت سے مان رکھا ہے، وہ وہاں باقاعدہ شہادت کے لئے فیصلہ کیا کرتے ہیں وہ احادیث  
 نے وہاں قاضی یا شریعت کی روایت چاروں نے فیصلہ کیا، کتوا میں کوہر شخص نہیں سمجھتا کہ غلطی ہو، کتوا میں کوہر شخص نہیں  
 نے اپنے ہاتھ سے لکھا کہ وہ اس واقعہ پر کہ روایت چاروں نے فیصلہ کیا ہے (دوسرے دلائل، نشان و عید کے۔ علی ہودا کی طرف  
 ۱۹۱) قیادہ امام باسواپ۔

تذکرہ یا مذہب سے روایت چاروں کی خبر

(مسئوال ۸۶) جسے شک نہیں ہوں کہ روایت چاروں کی شہادت شرعاً غیر معتبر نہ تھی، نہ فقہی نہ مقام پر  
 چاہے وہ قیادہ و تہذیب و تمدن کے بعد اصول و قواعد شرعی کی رعایت کے ساتھ روایت چاروں کا فیصلہ کر دیا، مگر اب اس  
 فیصلہ کی خبر یہی مقام پر عام روایت ہو رہی ہے، خبر میں یوں کہہ دے کہ وہاں ہر دین ہے یا ان مقام پر ان میں  
 شخصوں کے ہونے کے ذریعہ فیصلہ کرنے سے اس رعایت کے مذکورہ فیصلہ یا اس مقام پر روایت ہو جانے کی خبر کی تصدیق  
 ہو جاتی ہے اور سامع کو بولنے والے کی آواز کی ہر خوبی شناخت ہو رہی ہے کہ یقیناً فلاں صاحب ہی کی آواز ہے۔

پھر اگر وہ میں تک، تک مقامات سے اپنے اپنے یہاں روایت چاروں کے فیصلہ کی خبر میں یوں سے وصول ہو  
 اس صورت میں بھی سامع کو خبر پر ہونے والے کی آواز کو بخوبی جانتا ہو کہ فلاں صاحب ہی کی آواز ہے اور ہونے

۱۔ ان شخص مسلمان ہوں یا مستور اٹھلے، یہ اور دوسرے قرائن و شواہد سے ان خبروں کے صحیح اور سچ ہونے کا غلبہ ظن ہو جائے تو کیا اس پر ہلال رمضان کے عام ثبوت کا فیصلہ اور حکم کیا جا سکتا ہے؟

۲۔ عید نہ گورہ یا لا فیصلہ ثابت ہو، عام روایت ہو جائے کی خبر خط کے ذریعہ ایک مقام سے یا دوسرے مقام سے آئی ہے اور مکتوب الیہ کو خط کی غرضاً شناخت ہو جائے کہ ظلال شخص کا اٹھا ہوا خط ہے اور وہ خط کھینے والا مسلمان عادل یا مستور اٹھلے ہے، نیز قرائن خارجیہ و تنوہ سے ان خبروں کی صحت و صداقت کا ظن غالب ہو تو کیا اس صورت میں بھی روایت ہلال رمضان کے عام ثبوت کا حکم اور فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟

۳۔ کیا مذکورہ بالا ذرائع سے موصول شدہ خبروں پر ہلال عید کے ثبوت کا بھی عام حکم اور فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟ (حجۃ اب وناضہ التوحیدی) حضور ﷺ کا فرمان ہے: **مَنْ مَوَّاهُ لِرُفُوعِهِ وَاطْغَرَّ لِرُفُوعِهِ** چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند نہ دیکھ کر اعتدال کو مدد اور رویت ہلال پر ہے اور عدم رویت کی صورت میں نصاب شہادت کو رویت کا حکم ہے یا گویا ہے، ہلال عید کا ثبوت شرعی گواہوں کی شہادت سے ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تو ہم غیر کی شہادت ضروری ہے۔

جب مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک دیندار مسلمان کی خبر رویت ہلال رمضان میں معتبر ہے تو اگر کسی دیندار مسلمان کے خط یا فون سے جب کہ وہ اپنا چاند دیکھنا بیان کرے یا یہ کہے کہ ظلال معتبر اور دیندار شخص نے مجھ سے اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے یا میرے سامنے قاضی صاحب نے یا مفتی صاحب نے یا کئی کے صدر نے شرعی طور پر چاند ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور اس سے یقین یا غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ یہ ظلال شخص کا خط یا آواز ہے تو اس پر خود عمل کر سکتا ہے اور اگر دوسرے حدود خطوط یا فون سے اس خبر کی تصدیق ہو جائے تو قاضی یا مفتی یا ہلال کھینچی کے صدر یا معتد علیہ شخصیت کو اطلاع کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا (اور اگر مطلع صاف ہے تو یہ تمام صورتیں ثبوت ہلال کے لئے کافی ہوں گی) تاکہ شرعی شہادت یا خبر استفاضہ کی صورت نہ ہو جائے۔

عید کے چاند کے ثبوت کے لئے چونکہ شہادت ضروری ہے اور شہادت کے لئے شہادتی حاضری ضروری ہے اس لئے اس میں فون یا خط کی خبر کافی نہ سمجھی جائے گی اگرچہ آواز پہچان لی جائے اور بولنے والا قنداد قابل شہادت ہو۔

حکیم امت حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں:-

(علیہ السلام) جن حکام میں حجاب مانع قبول ہے اس میں (نیلین کا واسطہ) غیر معتبر ہے اور جن میں حجاب مانع نہیں ان میں اگر قرائن قرآنیہ سے شکم کی یقین ہو جائے (کہ ظلال شخص ہی بولا رہا ہے) تو معتبر ہے۔ (مکرّم ۱۰۳۱ھ)

(امداد الفقہاء ج ۲ ص ۷۸)

ہاں جب متعدد مجاہدوں سے یا کسی ایک ایسے شہر سے کہ جہاں نامور علماء اور مفتیان کرام ہوں مختلف ثقہ لوگوں کے یہ بیانات موصول ہوں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے یا ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی یا ہلال کھینچی کے صدر یا مفتی یا معتد علیہ شخصیت نے شہادت سن کر چاند ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور جب ایسا بیان دینے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جائے کہ عقلاء ان کے بصورت ہونے کا کوئی احتمال باقی نہ رہے اور خبر مستفیض کے وجہ سے آجائے اور ان خبروں کے صحیح ہونے کا یقین یا غلبہ ظن مقامی قاضی یا ہلال کھینچی کے صدر یا معتد علیہ شخصیت کو حاصل ہو جائے تو ان کو

۲۱۔ کہ چاند کا امان نہ لے گا بھی حق نہ عمل ہو پے گا۔ ایک دین کا کافی نہ ہوا ہے۔ وہ اس لیے نہیں فی السماء۔  
علہ لا یقبل الا شہادۃ جمع کثیر یقع العلم بخبر ہم وایضاً فی مقدار ذلک نفس لا مد من اہل  
محبتہ وقل لا بد عن خمسین رجلاً و عن محمد لا بد ان متواتر الخبر من کل جانب والصحیح انہ  
مغو صی الیٰ رای الحاکم لان النسرۃ بالعلم المعامل بخبر ہم العلم الشرعی الموصوب للعمل وهو  
غنیۃ الظن لا العلم بمعنی التفکر: مجالس الانوار ص ۲۴۰ مجلس نمبر ۴۲) مگر ضم خطاکہ ہے۔ فقہ  
والفہم عالم باہم سب ذی الحجۃ ۱۳۹۹ھ۔

دوسری جگہ سے چاند کی خبر آئے تو اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۸۳) اپنے مقام پر پتہ نہیں دیا کہ یہ کون سا مقام ہے۔ کہ قاضی مفتی ابوالحسن علیہ السلام کے صدر کے پاس  
دوسرے مقام سے فون یا خط لکھا۔ یہ تمام روایت یا روایت کے فیصلہ وغیرہ کی علاقہ آتی ہے یا شرعی ہستی کے لوگ  
خود ان کو آ کر خبر دیتے ہیں کہ فلاں جگہ سے فون یا خط وغیرہ کے ذریعہ روایت کی اطلاع موصول ہوئی ہے لہذا اب نہیں  
نیامی گئی کہ پتہ ہے ہم روزہ بھی یاد نہیں؟ میوہ سائیں یا نہ سائیں؟ قرآن خدا پر اور خدا سے موصول خبر کے صحیح  
ہونے کے امکانات اور محتمل بھی ہو کہ اس صورت میں اس روایت ہلال کی بھی یا مستند عالم دین، مفتی، قاضی وغیرہ کہ  
جن کے فیصلہ روایت پر اہل شہر اور بعضی والے عاقل طور پر متاثر ہوتے ہیں شرعاً ان کے ذمہ اس کی تحقیق کر کے نام کو صحیح  
فیصلہ و تحکم سے آگاہ کرنا مناسب اور بہتر ہے؟ یا وہ خاموش بیٹھے رہیں اور یہ کہہ دیں کہ یہاں روایت نہیں ہوئی اس  
لئے ہم سے چاہئے مفتی صحیح اور معتبر خبر موصول ہو رہی ہو، مگر مرکز اس کی تحقیق کے لئے تیار نہیں، وہ کی فیصلہ صحیح ہے  
یوں نہ کہ وہی یہ جلی نہ لے گی اس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور اگر براہ راست کا اس رو سے میں سبباً دھٹکا کیا موصول رہا  
ہے یا تفصیلی جواب سے تو ازلیہ، اتفاقاً والسلام علیہ وعلیٰ آہل بیتہ وعلیٰ آلہ وسلم) (جواب)

(الجواب) قاضی، مفتی، محدث علیہ نصیحت اور ہلال مفتی کے صدر کو لازم ہے کہ اپنے مقام پر نہ قرآن و نہ روایت کوئی نہ  
ازم ہے کہ ان کے بار میں اور کبھی میں جا کر اپنی روایت پیش کریں۔

قاضی ولیہ و پڑاؤ میں کہ چاند کی تلاش میں نکلے اس میں یہ بھی خرابی ہے کہ لوگ پھر کس کے سامنے کو ای  
نہ ہو۔ پتہ یہاں عدم روایت کی صورت میں خود کو اور دوسرے مقامات پر تحقیق کے لئے جانا خالی اور تکلف نہیں۔  
میں اس سے منع میں۔ یہ یہ بتا رہے ہیں، وغیرہ میں خبریں بھی جاتی ہیں اور لوگوں میں عام انتشار اور پریشانی پیدا ہو جاتی  
ہے اور فتنہ کا زہریلے ہو جاتا ہے اس سے بچنے کے لئے قاضی وغیرہ اپنے نائب کو جہاں سے چاند کی خبر آئی ہے وہاں  
تحقیق کے لئے بھیجے تو یہ موقع نہیں ہے بلکہ تحسین اور بعض صورتوں میں ضروری ہوگا شہادت علی قضاء القاضی اور  
تہتہ قاضی، مگر قاضی اس کی بین دلیل ہے اور اس کی یہ نیکو کار پرین کے قتل سے ہوتی ہے۔

ماہِ ذی الحجۃ ۱۴۰۰ھ میں محرم ۱۴۰۱ھ میں صاحب نور اللہ مرقدہ کا سالہ۔ (روایت ہلال رمضان  
ذی الحجۃ ۱۴۰۱ھ) (۲۸) اتفاقاً عالم باہم سب ذی الحجۃ ۱۳۹۹ھ۔



ریغ کی خبر سے ہلال رمضان و عید کا ثبوت:

(سوال ۴۸۵) ہلال عید و قمری خبر ریغ و پائنتاں نے دینی تہمتیں نہیں غلط پر چند یہ توں میں بعض لوگوں نے قہراً اس کو زور لیا بعض نے کور توڑا یا اور عید کوئی تو پر عید متبر ہے؟ کیا روز و رقی قضاء آگے کا؟ چودھو جو راہ  
الحساب اس صورت میں عید مستحب نہیں روز و رقی قضاء لازم ہے۔ بعض صورتوں میں قضاء کے ساتھ عید بھی ہے۔  
یہاں مذکور کتاب میں طبع صاف تھا چاند کو قمری نظر آتا ہے اسے شہروں میں بھی چاند نظر نہیں آیا اور نہ عید کی  
ثبوتی۔ بعد دیر باتوں کا یہ فعل ذوالی اور لیلہ قانونی شمار ہوگا۔ اس کو پائنتاں کو یہ استغفار کریں۔ ریغ کی خبر ہلال  
و رمضان افریقہ میں پائنتاں نے مستحب نہیں۔ اور تمام عالم ریغوں میں نہیں پائنتاں نہیں۔ اس لیے یہ کی خبر پر  
میر کر صحیح نہیں ہے۔ اس سے رمضان کا ثبوت ہوگا انشاء اللہ

قمری مہینوں کے اثبات میں اہل حساب کی تحقیق پر عمل کیا جائے تو  
اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۸۶) اس سے مراد (ماہ و قمری قمری) صحیح ہے ایک تو لیلہ آداب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ قمری  
ہفت ۲۹ روز شہان کی روایت ہلال سے ۲۵ اثنی عشر ماہ یعنی کے ساتھ یہ بات نہیں کہ چودھو ۲۹ روز شہان و عید  
سورہ راقی عرب میں کے بعد تہمتیں لکھتے ہیں کہ اس کی روایت ممکن ہے اس صورت میں اہل حساب کے قول پر  
نہیں پایا ہے گا۔ رمضان کا دخول ثابت ہو جائے گا۔ بعض فقہاء اس کے قائل ہیں۔ یہاں کی صورت میں اہل حساب  
نے قول پر لایا یا سکتا ہے وہ دیکھتے ہیں۔

”ثم اذا قطع اهل الحساب عن الهلال يولد ۲۹ شعبان ويملك فوق الاقراص بعد غروب  
الشمس هذا اليوم مدد يحكى يومه فيها انه في هذه الحالة يعمل بقول اهل الحساب وشيئ  
دحو۔ شہر رمضان علی قولہم طبقاً لما ذهب اليه بعض الفقهاء من جوار العمل بحسبہم  
فی مثل هذا“ ص ۲

اس سے ہے۔ ۲۹ شعبان اور دیر سال نہ ہو تو لیا صرف اہل حساب کی تحقیق کی بنا پر رمضان کے چاند کا  
ثبوت پایا سکتا ہے؟ در فتویٰ کے مذکورہ کتاب کے مطابق میں ہوتا ہے؟ اس سے میں تقیسی جواب مطلوب ہے۔  
(۲) ہاں اسے ملازمہ اناریت میں لیا جائے کہ نظر آتا ہے گا۔ مطلقاً ہر آیت ہے۔ ہر دے یہاں بعض لکھتے ہیں  
چاہے ہیں کہ عید الاثنی عشر کی عرب کے ساتھ صحافی پائنتاں کا فتویٰ یہ مسئلہ میں مطلوب ہے۔ اسی وجہ سے  
آداب بتا رہے ہیں کہ جواب جلد خطبہ میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ (ماہ و قمری قمری) شہان و عید ۱۴۰۵ھ

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم حامداً ومصلحاً وهو المقول

(۱) رمضان اور عید ۱۴۰۵ھ در فتویٰ ہلال پر ہے حدیث میں ہے۔

لا تسموا حتى تروا الهلال ولا تخطروا حتى تروا فان عم عليكم ففقره والہ (بخاری)

شریف ص ۲۵۶ ج ۱) (مسلم شریف ص ۳۳۷ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۱ باب زیوارۃ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: روزِ اسی وقت تک مسرت رکھو جب تک (رمضان ۵) چاند نہ نکلے۔ اور جب تک ہلالِ شہاد نہ نکلا (غدا تک) (روزے تمیز کرنا) اگر وہ نہ ہو تو چاند نہ نکلے تو حساب لگاؤ (میں میں) (اپنا پورے کرو)

اور ایک روایت میں ہے۔

الشہر قس وعشرون لیلة فلا تصوموا حتی تروہ فان غم عنکم فاکملوا العدة ثلاثین (بخاری شریف ص ۲۵۶ ج ۱) (مسلم شریف ص ۳۳۷ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۱)

مہینہ (یعنی اسی) اس کا ہے اس نے روزِ اسی وقت تک نہ صوم تک (رمضان کا) پورا نہ کیا تو پھر چاند نہ پھر مستور ہو جائے (شعبان کی) تک نہیں پورے کر کے رمضان سمجھو۔

مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اللہ ﷺ نے مہینہ کی آمد کو نہایت جال پر مقرر رکھا ہے۔ نئے چاند کے آئیں ۳۳ روزہ اس کے نظر آنے کے صرف مقرر اور جالی انکان کو اور نہ مقرر غدا چاند پورے کے بعد ارشاد فرمایا کسی رکعت (اور غبار) کی وجہ سے ۲۹ دن تک چاند نہ نظر آئے تو اس وقت میں اس پورے کر کے اگلا مہینہ شروع کرو۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ مفتی اعظم پاکستان تحریر فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں (ج ۱) میں نقل ہوئیں (حدیث کی دوسری سب مسموعہ ہیں میں کن وجود ہیں میں ہر کسی حدیث سے کلام نہیں کیا اور دونوں میں روزہ نکلنے اور عید کرنے کا ذکر چاند کی رویت پر رکھا ہے لہذا رویت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں جس کے سوا کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں مجاز ہے اس لئے حاصل اس ارشاد نبوی کا یہ ہوا کہ تمام حکام شرعیہ جو چاہتے ہوئے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ارشاد ہے کہ عام تو انھوں سے نظر آئے معلوم ہو کہ ہر ادا کا چاند کا آئیں پر وجود نہیں بلکہ رویت ہے اگر چاند آئیں پر موجود ہو تو کسی وجہ سے قائل، رویت نہ ہو تو ادا کا شرعیہ اس وجود کا اظہار نہ کیا جائے گا۔

حدیث کے اس فقہی ہون حدیث کے آری محمد نے اور زیادہ واضح کر دیا اس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر تم سے چاند نہ خود اور چمبا دہ ہے یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں تو پھر تو اس کے کاف نہیں رہا میں کے دہات سے چاند کا وجود اور پیدا آئیں معلوم کر اور اس پر عمل کرو، یا آؤتے صدیہ دور میں اس کے زمرہ میں کا نہ دیکھو جگہ فرمایا۔ فانی غم علیکم فاکملوا عدة ثلاثین یعنی اگر چاند نہ پورے ہو جائے تو اس میں پورے کر کے مہینہ ختم کھو (رویت ہلال ص ۱۹۵) (اروۃ العارف کراچی)

۱۰۰۰ محمد بن ہانی المدین صاحب منہجی زادہ ویدہ ماہ ۱۰۰۰ راجعہ سند وواعیہ تھا پنا یک متد لے اس

(۱) مولانا نے یہ حال ایک سیمینار میں پیش کیا تھا، یہ سیمینار ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۲-۲۳ جنوری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا تھا۔ (۲) مولانا نے یہ حال ایک سیمینار میں پیش کیا تھا، یہ سیمینار ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۲-۲۳ جنوری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا تھا۔ (۳) مولانا نے یہ حال ایک سیمینار میں پیش کیا تھا، یہ سیمینار ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۲-۲۳ جنوری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا تھا۔

تجربہ فرماتے ہیں۔

ان الفاظ کا ریٹ سے اس نے لایا اور مرقیہ نہیں نکل سکا کہ اگر چاند اتر پر موجود ہے تو اس کے مرقیہ آنکھوں سے نظر آنے میں بادل یا مرقیہ چیز مائل ہو گئی ہو اور چاند نظر نہ آ سکا ہو تو ایسی صورت میں فہمی شریعت کا حکم یہ کہ جس دن پر گرنے جائیں اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ زمین کی آمد و رفت اور وہ در شرعاً عادت پر یعنی کے چاند کے اترنے کے لیے ہے، اس کے اترنے پر موجود ہونے یا امکان روزیت پر نہیں ہے اور ان سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ قیادت وہی ہے کہ حسابی طریقہ ایسا آات رصہ یہ کے ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم شرعی احکام کے لئے فیاض نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اوقات اور حسابی قواعد کے ذریعہ یہ وہ سے زیادہ سچے چاند کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے جس کے لئے علماء فقہی انہوں میں قواعد خلاف یا ولادت قمر وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور نظر ہی میں آئے یہ وہ (NEW MOON) کہہ جاتا ہے اور حقیقت چاند اپنی رفتار کے تابع ہر لمحہ میں سر ہونے کے باوجود نماز میں آج ہے (اس لئے یہ ثابت قرآن میں قمر بھی کہلاتی ہے) اور چاند کا ظاہری وجود کھلنا چھپ جاتا ہے۔ لہذا وہ سورج کے روشن جسمانی دائرہ کے اندر غائب ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت دو تین مرتبہ ہوتی ہے اس کے بعد تیسرا دنوں کے درمیان دوری ہوتی ہے تو پھر چاند کا ظاہری وجود نمایاں ہونے لگتا ہے اور تقریباً پچیس گھنٹہ بعد غائب روزیت بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ چاند کی مذکورہ حالتیں ولادت سے لے کر تکرار روزیت ہونے تک شرعی احکام کے لحاظ سے نہ داخل الفت ہیں۔ البتہ جب ولادت ثابت ہو جائے تب بعد اتر تم بت گئی، اگر نہ سے پہنچ سکیں۔ و قولہ - یہ بات اگرچہ اضافہ ہے بلکہ ضرورتاً ثابت و معلوم ہو رہی ہے کہ پھر مزید کسی تبدیلی ضرورت نہیں۔ جتنی ممکن مزید عالمیان کے لئے یہاں ایک مشہور شامی فقیر نے اس کا بیان صاحب روایت کا بیان نقل کیا جا رہا ہے۔

وخرج به علماء نام عدم الاعتماد علی قول اهل النجوم فی دخول رمضان لان ذلك منى علی ان وجوب الصوم معلق برؤية الهلال لحدث "صوم الرویة" ووليد الهلال ليس مما عسی الرویة بل علی فاعدا فلكية وهی وان كانت حرجية فی نفسها لكن اذا كانت ولادة فی ليلة كذا فبعد بری فیها الهلال وقد لا يرى وانتشار علق الوجوب علی الرویة لا علی الولادة (ج ۱ ص ۲۸۹ مکتبہ معانیہ دیوبند) بحوالہ "بحث ونظر" (ص ۹۷-۹۸) کتاب الصوم بطبوع شریف پشاور، نمبر ۱۰۰۰ کی فروشی۔ (ج ۱ ص ۱۹۸)۔

ی طرح جمہور نے اسے قول کے مطابق حساب کو رد و درجہ ان احادیث محمد کے خلاف ہے۔ پھر حدیث میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند قال امامة حجة لا نکب ولا محجب الخ (بخاری شریف ص ۲۵۲ ج ۱) (مسلم شریف ص ۶۰۰ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰ کتاب برکیۃ احوال)۔  
 امامہ طہین برکت علیہ السلام حدیث میں فرماتے ہیں۔

والا استقصاء فی معرفة الشهر لا الی الکتاب والحساب کما علی اهل النجامة (معرفة من سراج مشکوٰۃ ص ۲۳۳ ج ۲) باب رؤیة الهلال مکتبہ امدادیہ ملتان۔  
 معینی حضرت میں آفری ما احباب وکتاب نہیں ہے جیسا کہ صاحب دین سمجھتے ہیں۔

مالی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان الحمل علی ما یعتقدہ للمحمّد بن لیس من ہدینا و مستتابل علمہا یعلق برویۃ الہلال  
فتاویٰ مزہ مرکا تسعا و عشرين و مرة ثلثین (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۴۴ ج ۲، باب رویۃ الہلال)  
مطووعہ ملتان)

مساب دانوں کا جو فریقہ ہے اس پر مشرک کرنا اور (اسلام کا) طریقہ نہیں ہے بلکہ نئے صیغے کی آمد کے خم کا  
تعلق رویت ہلال سے ہے چنانچہ کبھی ہم ۱۶۹۹ میں کوپا نحد دیکھتے ہیں اور کبھی تیسویں کو۔

فقہ مالک و ابی حنیفہ۔

ہل یحصر قول المذنب ؟ لا عبرۃ بقول المذنبین فلا یجب علیہم ولا علی من وثق  
یفولہم ، لان الشارع علق الصوم علی امارۃ ثابتۃ لا تتغیر ابداً ، وہی رویۃ الہلال او اكمال فلعدة  
ثلاثین یوماً لصا قول المذنبین فہو ان کان متنباً علی قواعد رلیقة فانا نراہ غیر مضبط بدلیل  
اختلاف اراہم فی اغلب الاحیان و ہذا ہو اوی ثلاثۃ من الالعة و عطف الشافعیۃ فانظر منہم  
تحت الخط ، و ہو ہذا۔

”الشافعیۃ قالوا یعبر قول المذنب فی حق نفسه و حق من صدقہ ولا یجب الصوم علی  
عموم الناس بقولہ علی الراجح (المفہد علی مذہب الاربعۃ ص ۵۱۱ الجز الثانی کتاب  
الصیام) (تالیف عبد الرحمن الجزیری۔ مطووعہ استنول ترکی)۔

مساب دانوں کی بات معتبر نہیں ہے کیونکہ ان پر اپنے مساب کے مطابق روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور نہ اس  
مخمس پر یوں کی بات پر مبنی کرنا ہوا اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے روزے کو انکی ادارت (نشان) سے متعلق کیا ہے  
جو کبھی بھی بدل نہیں گئی اور وہ روایت ہلال ہے۔ یا تمہیں دن پورے کرنا بعد ہی حساب دانوں کی بات اگرچہ (ان کے  
نزدیک) ان کا حساب وقتی قواعد پر مبنی ہے مگر پھر بھی وہ مستحب نہیں ہے اس لئے کہ ہر اوقات خود ان ہی کے درمیان  
اختلاف رہا ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد) کا قول ہے بعض شواہق نے کہا ہے کہ نجمی بات خود  
اس کی ذمت اور جو ان کی بات کی تصدیق کرے اس کے حق میں معتبر ہے۔ لیکن اس قول یہ ہے کہ عام لوگوں پر ان  
کے مساب کی وجہ سے روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

درمیان اور ثانی میں ہے۔

ولا عبرۃ بقول الموقنین ولو عدلوا علی المذہب (درمختار) (قولہ ولا عبرۃ بقول  
الموقنین) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یحصر قولہم بالاجماع ولا یحوز  
للمذنب بحساب نفسه ولی النہر فلا یلزم ہزل الموقنین انہ ای الہلال یكون فی السماء لیلۃ کما  
وان کثروا عدلوا فی الصحیح کما فی الصحیح و للامام السبکی الشافعی للایق مال فی الی

اعتماد ہو لیکن ان الحساب و طبعی اور عقلی فی شرح النواہیۃ قلب ما قالہ السکری و نہ مناجرو  
اعل مسندہ و منہم ابن حجر و المر مٹی فی شرحی لیساجح۔ الی قولہ روحہ ما قلناہ بن السکری  
نہم يعتمد الحساب بل العاہ بالذکیۃ بقولہ فی ائمۃ امیہ لا تکتب و لا نعصب الشہر ہکذا ہکذا  
(درمختار و ضامی ج ۲ ص ۱۲۵، ۱۲۶) تحت مصطل لا عرۃ بقول المتوفین فی الصوم و تحت  
مطلب دفعہ السکری من ان الاعتماد علی قول الحساب مردود

موتقین (سب واپس) کی بات معتبر نہیں ہے مگر ان کے حساب کی وجہ سے عوام الناس پر یہ دفعہ واجب  
نہیں ہے معراج میری یہاں تک کہ کہ بلا تعاون ان کی بات معتبر نہیں ہے ورنہ تو حساب ان کے پاس  
کی وجہ سے اور نہ لکھا جائے اور نہ میں ہے۔ موتقین کے قول سے کہ لکھاں بات میں پانچ آدمی پر ہوا کہ ان کے قول کی  
وجہ سے نہ بات میں پانچ آدمی (جسے کہ یہ لکھا ہوا ہے) اور نہ نہیں ہوگا مگر یہ موتقین عادل ہوں گے قول کے مطابق  
ایضات میں بھی وہ طرح ہے کہ آخر میں امامی شافعی کی ایک تصنیف ہے ان کا میلان یہ ہے کہ حساب و انوں کی  
بات معتبر ہے اس لیے کہ حساب قطعی ہوتا ہے اور ہی طرح شری و ہر اس میں ہے سلام شافعی قرار دیتے ہیں۔ فلسط  
میں کہتا ہوں کہ یہ بات عادلہ کی ہے کہ ان کے ہی ہم مذہب تاخرین علماء نے اسے رد کیا ہے ان میں سے  
علامہ ابن حجر اور علامہ ردی میں جیسا کہ شری بیان میں ہے۔ الی قول۔ ہم نے جو بات میں ہے کہ موتقین کی بات معتبر  
نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ترمذی و یاسینی و اسحاق و غیرہ نے اس پر اعتراض فرمایا بلکہ اپنے اس قول میں ائمہ  
الحج سے اسے بالکل غلط قرار دیا (شان ناہ ص ۱۲۵، ۱۲۶ کتاب الصوم)۔

فتویٰ تدارک میں ہے۔

ود کبر السرخسی و رحمہ اللہ فی کتاب الصوم و فہو فی قال یوجع الی قول اعل  
الحساب عند الاستدعا بعد فان الی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کافرا او عرکا فصدقہ بما  
یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سرخسی نے کتاب الصوم میں بیان کیا ہے کہ جو شخص کسی کے اشتہاد کے وقت اس حساب کے قول کی  
دفعہ جاری کیا جائے تو اس کا یہ قول بیہوش سے ہے کہ ضرور اس کے اشتہاد سے ہے کہ جو شخص کا ان کا قول ہے  
پاس کیا اور اس کی عقلی تدبیر کی کہ اس سے ان باتوں کی تکفیر و تہمید فقط پر ہوا ہوگی۔

دکھ کر فی التہذیب فی کتاب الصوم یحب صوم و یصل و یزید لہلال او باسکند  
سبعین ثلاثین ولا یجوز نقلہ المجمع فی حسانہ لانی الصوم و لا فی الفطار و حل للجماع ان یصل  
بحساب نفسہ افقہ و جہان احدہما انہ یجوز و اللہ اعلم لا یجوز۔ الفتاویٰ الشافعیہ ص ۳۵ ج ۲  
کتاب الصوم باب (لہلال)

تہذیب میں کتاب الصوم میں باب (لہلال) کا ذکر ہے کہ لہلال سے یا شعبان کے کسی دن پر صوم کرنے  
سے وجہ ہو کہ اگر کسی بات کی وجہ سے لہلال کا ذکر نہ ہو کہ جسے لہلال کے روزہ کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور محکم اپنے حساب پر لہلال





شہادت کی پرہیزگاری نہ کرنا فتوہ کے مطابق ہے، نہیں امام ابو حنیفہ کا قول اصولی شریعت کے بھی زیادہ سرفراز ہے اور  
اصول عقل کے بھی۔ (ملاحظہ آخر ص ۷۷۷)

علامہ شیخ احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نعم فیسلفی ان یعتبر اختلافہا ان لزم منه التغاوت بین البلدان یا اکثر من یوم واحد لان  
الصوم مصرحة بكون الشہر تسعة وعشرين او ثلاثين فلا تغفل الشہادة ولا یعمل بہما فیما  
دون الخ العدد ولا ابد من کثرہ

یعنی اختلاف مطامع کا اعتبار اس لیے کہ وہ شہروں کے درمیان ایک دن یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو  
اس لئے کہ انھوں میں امتزاج ہے کہ مہینہ اچیس دن کا ہو گا یا تیس دن کا اس لئے اچیس دن سے کم کی صورت میں (یعنی  
اگر تیس دن کا مہینہ لازم آتا ہے) اچیس دن سے زیادہ کی صورت میں (اچیس دن کا مہینہ لازم آتا ہو) شہادت قبول کی  
جائے گی اور اس پر عمل ہوگا۔ (فتح المبحر شرح سلمی ص ۳۳۳)

مجموعہ روایات کے ہاں اسے سورۃ میں مدلل ثبوت ہوئے۔

(۱) نئی ماہ کی آمد کا اندازہ نہت ہال یا تیس دن کی تکمیل ہے، اسی پر چاند کا پیرا ہو جاتا ہے، وہی آمد کے لئے  
کافی نہیں۔

(۲) مہینے اور مہینے (مطالعہ الی) کے حساب کو نہ انھیں بنایا جاسکتا

(۳) مہینہ اچیس یا تیس دن سے درمیان راہ ہوتا ہے، چنانچہ یا اچیس دن یا تیس دن ہو سکتا۔

(۴) طہرہ روایت کے مطابق اذکار، فاتحہ، سورتیں ہیں۔

(۵) کسی جگہ کی عبادت (یا شرعی طریقہ کے مطابق موصول ہونے والی چیز) اسی وقت مقبول ہو سکتی ہے

جب کہ مہینہ اچیس تیس کے درمیان راہ ہو جاتا ہو۔ اور اگر اس شہادت یا خبر سے مہینہ اچیس تیس دن یا اچیس دن کا لازم آتا  
ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

ان امور کے پیش نظر آپ نے سوال میں مصرعے ٹوٹی سے جو فتاویٰ پیش فرمایا ہے وہ فتاویٰ احادیث

مستول اور مجہول فقہاء کے قول کے خلاف ہے لہذا اس سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔

مورد سلسلہ جب آپ کے یہاں (نوٹیفکری قیادت) پورے سال مطلع امیر اور غبارہ اور نہیں

رہتا، چاند دیکھا بھی جاتا ہے اور آج تک چاند دیکھنے کے اصول پر عمل ہوتا رہا ہے تو اب بھی اسی اصول کے مطابق

چاند دیکھ کر ہی ۱۵ اہتمام کیا جائے اگر کسی مہینہ میں چاند نہ ہوئے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو قریب اہتمام یا

مجموعہ عربیہ سے جو حد شرعی فراہم ہو جائے پر عمل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ مہینہ اچیس تیس کے درمیان راہ ہو جاتا ہو

اور اس شرط کے ساتھ جب کہ یہ حد شرعی عربیہ کے حساب کو دار، مدار نہیں بناتے بلکہ شرعی ثبوت کے

بعد احادیث کرتے ہیں (ثبوت ہلال کے ساتھ شرعی کیا جاتا ہے اس کے لئے علامہ، وفاداری، میریہ جلد پنجم ص ۱۸۰،

ص ۱۸۱ سے ضرور مدعا دیکھ فرمائی) اور میریہ کے مطابق ص ۲۱۵ ج ۲ پر مدعا نظر نہیں۔

مجموعہ عربیہ سے اگرچہ نہ حکامان دیکھ کر یا قیصر ہو تو اس کی حیثیت ایک اعلان کی ہوگی، اسے شہادت یا

شیرت علی لایقیت نہیں کیا پہنچتا، یہ لوگ مصر کی عرب کے دروازوں کے انکار دے رہے ہوں یا جن لوگوں نے قہرہ و ان ل  
 بائیں میں شامل کر لیا، یہ وہ لوگ مندور، مارشالوں کی پابندی کرتے ہوئے عمل کر سکتے ہیں (مذکورہ پر یہ اعلان ہونا غیر  
 نرے اس کے تعلق قہرہ کی رو سے بعد از محرم ۱۸۹۵ء کو جنھوں نے ادبی اور فنی پیش قدمی کی تھی اور ہوا  
 کے دوا و اثر سے باہر ہوا اس کے حق میں اس کی حیثیت ایک اعلان کی ہوئی، اس اعلان کی بدستوں پر جس کو  
 ضروری نہ ہوگا۔ فتح القدر بھی ہے۔

لاستقل احرازہ الشامی) خاصا آخری فی غیر عمدہ او غیر عملیہما ولو کان علی قضائہ  
 لا یمکنہ الی الفصل الاخر کما احد من الموعا علی غیر بن الکتاب من ذلک بالا جماع (فتح القدر  
 ص ۲۹۵ ج ۲ مطبوعہ بیروت لبنان) ہدیہ اخیر میں ص ۱۲۳ ج ۳ کتاب القاضی الی القاضی  
 ایک قاضی، مرے قاضی کو اس کے ساتھ اقتصادیانوں کے ہاڑ کی شہر میں اعلان دے دے اس کی  
 حق کو قبول نہ کرے اور جو وہ نہ بے اختیار سازد، لیکن مرے قاضی کی کس کا اس کی شہریت عام آدمی سے زیادہ  
 نہیں رہے اور اس کتاب کے قاضی ان قاضی کا قبول کرنا، وہ ایک قاضی اس قسم سے مستثنیٰ ہے۔  
 بیخون کے زید انہر خیر نے تو کیا علم ہوگا اس کے تعلق قاضی رشیہ میں سے قسم امتحان سے قانونی  
 طلبہ پر مقرر کرتے ہیں۔

الحساب، جن ۱۹۰۵ء میں تیار کیا گیا تھا، جس میں (میلیٹری کا وسط) غیر مستربا، جن میں حساب باغ نہیں  
 ان میں المرقون قویہ سے تنظیم کی گئی ہو جائے (کرافٹ شخص ہی بول رہا ہے) تو مستربا ہے ۱۹۰۵ء کو ۳۳۵۰۰ (۱۰۰  
 الفاظ میں ۸۰۰۰)۔

وہی جب متحدہ نہیں ہے یا کسی ایک ایسے شہر کے سربراہان، اور مختلف شہر  
 وگوں کے یہ ذات موصول ہوں کہ ہم نے خود چاند چھپا ہے یہ دہشتہ سائنس دانوں شہر کے قاضی یا مال کی کمی کے سبب  
 قاضی یا محنت سے بھرتا ہے، لہذا یہاں اس پر چاند ہو۔ لہذا قاضی یا، جہاں جب ایسا بیان دینے والوں کی تعداد اتنی  
 ہو جائے کہ عقلا اس سے بچتے۔

ہوئے کا خیال پائی نہ ہے اور یہ مستقبل کے درجہ میں آج کے دوران خبروں کے متعلق ہونے والیوں یا غلبہ کی جتنی  
 قاضی یا مال کی کمی کے سبب یا محنت سے بھرتا ہے کہ جس سے ہونا ہے تو کوئید کے چاند کا اعلان کرنے کا بھی حق حاصل  
 ہو جائے گا۔ (قانونی رو سے جلد ۱۸۹۵ء) میدیہ رشیہ ص ۱۲۳ ج ۳۔ واط: علم، اصول  
 (نوٹ) سووی حرب کے حقائق شہر ہے کہ وہ چاند کے خلاف میں شہر کی جوت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ آت  
 مصدب اور حساب نے اور یہ برصاں اور یہ زمینیں کرتے ہیں، اگر یہ بھی ہو تو یہ طریقہ شہر میں اس سے بہت زیادہ  
 محظوظ کی جائے ۱۲۔ احقر الانامہ میدیہ رشیہ اور یہ زمینیں شہر، نہیری غفر لہذا اور یہ سوویہ ۱۲ کی تعداد ۹۰۰۰۰۔

(اس پر غور) کہ طاہر کی یہ، جس میں ان میں، سال ۱۲۰۰۰ طریق ۱۲۰۰۰

ٹیلیفون کی خبر اور انوائسوں پر عید الفطر کا فیصلہ کرنا درست نہیں؟

(سوال ۲۸۷) مجروح وغیرہ کو ۲۹ میں چاند کے حساب سے عید الفطر منائی گئی، جب کہ اندر سورت میں تیس روزے پورے کر کے عید الفطر منائی گئی، بعض لوگوں کا شکال ہے کہ عید الفطر کے پانچ چاند کی اطلاع پہنچائی تھی مگر کئی اطلاع اندر نہ پہنچ سکی۔ جس بنا پر لوگوں میں اشتباہ اور شکوک و شبہات پیدا ہوئے، آپ سے عرض ہے کہ اس کی وضاحت فرمائیں کہ چاند کی اطلاع کیوں قبول نہیں کی گئی کہ لوگوں کو اطمینان ہو۔ چنانچہ براہ

(المصوب) عید الفطر کا چاند طاعت ہونے کے جو شرعی طریق ہیں (جن کی تفصیل فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۲ ص ۱۸۶) پر ہے ان میں سے کسی ایک طریقہ کے بھی مطابق عید سے یہاں چاند ثابت نہیں ہوا تھا، ہمارے یہاں نہ یعنی شہادت خیرشہادتی تھی نہ شہادت علی اعتبار کی سورت ہوئی نہ کتاب القاضی، الی القاضی کے اصول پر کوئی خط وصول ہوا تھا نہ خبر تصفیہ کی صورت تھی، صرف بذریعہ ٹیلیفون خبر ملی تھی، اور اس کے علاوہ انوائس تھیں اور عید الفطر کے چاند کے فیصلہ کے لئے صرف خبر مل جاتا تھا، لیکن ہوتا، لہذا عید الفطر کا فیصلہ کس بنیاد پر کیا جانا؟ ہر کام شرعی اصولوں کے مطابق کرنا چاہئے، ہم نے الحمد للہ شرعی اصولوں کو پیش نظر رکھا، تاہم لوگوں کو شکوک و شبہات میں نہ پڑا، چاہئے اور یہ حکام مدعوہ کے حوالہ کر دیا جائے، موران کے مضمون پر عمل کرنا چاہئے، اس میں غور اس کی دلیل اندازی یا نقل مناسب نہیں۔

چاند کا فیصلہ کرنے کے لئے بہت سی احتیاد کی ضرورت ہے اس میں ہر وقت شرعی اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اطمینان کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فتاویٰ مدظلہ فرمائی ہیں۔

**فتویٰ نمبر (۱):**

شہاد کے لئے ضروری ہے کہ قاضی (یا مفتی) کی مجلس میں خود حاضر ہو کر شہادت دے، اس پر ہر بار دور سے بذریعہ خط یا ٹیلیفون یا دیگر نہیں، وغیرہ وغیرہ یہ آلات کے ذریعہ کوئی شخص شہادت دے تو وہ شہادت نہیں۔ اگرچہ آزاد پہنچائی جائے اور پولیس والا اٹھائے اور کاتب شہادت ہو۔ (رویت ہلال ص ۴۹)

**فتویٰ نمبر (۲):**

ہلال رمضان کے علاوہ عید، بقرہ یا کسی دوسرے مہینہ کے لئے ثبوت ہلال یا قاعدہ شہادت کے بغیر نہیں ہو سکتا اور شہادت کے لئے حاضر ہونا لازمی ہے، مگر تائبہ خبروں کے ذریعہ شہادت نہیں ہو سکتی خواہ وہ قدیم طرز کے آلات خبر دہانی خط وغیرہ یا دیگر طرز کے ذریعہ ٹیلیفون وغیرہ (ایضاً ص ۵۵)

**فتویٰ نمبر (۳) خبر صادق اور شہادت میں فرق:**

کسی معاملہ کے متعلق ایک ائمہ معتبر زبانی خبر دے یا ٹیلیفون پر بنائے اور اس کی آزاد پہنچائی جائے یا خط میں

[illegible][illegible]

(۱) تان میں اعلیٰ اور اسی مال میں کافی مقدار، کے نزدیک ان کے مافوق قبول ضمیر اور  
ہر نئی مصلحت کے صرف یہ فیصلے کی توجہ اور اس کی پیش گوئی کی کہ ان کی مصلحتوں کے ساتھ جس طرح  
انہیں دیتے ہیں ان کو کافی مقدار میں ان کے اس سے زیادہ کوئی نئے اور بھرپور دے لی تیار یہ فیصلہ کر لیتا، ان کے اس  
سبب ان کی علم میں ہے ان کے اس سے زیادہ (جواب دے ۳۹۵، ۳۹۶) یا ان کی خود سے ان کے ہے

چند کلمہ از انجیل بر فخر و جاہد و صبر و استقامت

(c)  $\frac{1}{2} \log 2$

مربانی مخلوق کے شعرات، ان کو ایک لمحہ میں تیار اور انتظامی عملہ سمجھتے ہیں، جس میں علمانی و دانات ان کو تیار کر لیں، مگر یہ ایک وہی جامع فکر صرف ہے، حقائق اس پر تھے ۱۶۱۱ کو یسین اور اس نے ان کے انسانی سمجھنے میں اور ان فرق کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ ہیں کہ اپنے یقین کو، مروجہ رسم پر کرنے کے لئے صرف تو حقائق کوئی نہیں، مگر بلکہ شرعی بہت ضروری ہے۔ ان کے لئے خاص شرط اور قواعد ہیں، وہ یہ جانتے ہیں کہ خداوند مہیو عالم کو جس سے خدا و مراد کی حرکت کی تیار ہو، ان کے ایک ایک عبارت کا قلم درود ہی عبارت کا اثر اور کرتا ہے، جس میں اثرات کے خلاف ہے، سوال سے مختلف کہنی صورت بہانہ نہیں، اور کوئی بھی کسی کی اور قائل اور اور غلطیوں کو اس پر پورا یقین اور کہ وہ اپنے اس یقین کو پر۔۔۔ طلب اس وقت تک مطلقا۔۔۔ نہ نہیں کہ مگر اس وقت سے ترمیم اور۔۔۔

۲۔ عثمان المبارک کے تئیں وان پورے ہو جانے میں لاویں نہ نظر نہ آئے تو کیا حکم ہے؟

۱۹۶۶ء میں پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہو گئے۔ ریٹائر ہو کر انھوں نے تعلیمی اور سماجی سروسوں میں حصہ لیا۔ انھوں نے ریٹائر ہو کر بھی تعلیمی سروسوں میں حصہ لیا۔ انھوں نے ریٹائر ہو کر بھی تعلیمی سروسوں میں حصہ لیا۔

اس مسئلہ کی وجہ سے یہ کام ہے ہر مذہبوں کے تقاضوں میں ملکہ ہونے کا قلمرو ہے۔ جو ان کے مابین خلیفہ

والجواب مستحب ہے کہ شعلہ صاف نہ ہو اس پر غیروہ جو رمضان المبارک کے چاند کا ثبوت دیکھیں، بیدار یا ستور  
المان میں یا جو رات کی گواہی سے ہو، تاہم اور اگر ان میں سے کسی روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے، تاہم کماں سالعاء علیہ  
قل الامم شهادة الواحد العدل فی رؤية الهلال وجلا کماں او امرأة حرا کماں او عبداً (والی قولہ)  
وقاویل قول المغازی عدلا کماں او غیر عدل ان یکن مستورا (ہدایہ ۱۹۵/۱ کتاب الصوم)  
اور تیس روزے چارے فریضے کے بعد بھی چاند نظر نہ آوے تو عید کر لینا چاہئے، انیسواں روزہ رکھنے کی  
شرہ، تیس روزہ شہد علی ہلال رمضان شاهدان والسماء متبعة وقیل القاضی شہادتهما و  
سلموا لانیں ہو ما قسم پروا ہلال شوال ان کففت السماء متبعة یفطرون من القدر مالا تفاق وان  
کانت متبعية یفطرون ایضا علی الصحیح کذا فی التنبیہ (والشارح عالمگیری ۱۹۹/۱) (مرآۃ  
العلاج مع الطحاوی ص ۳۵۹ کتاب الثانی فی رؤية الهلال) (شامی ۱۲۹/۳)

رمضان کی کتب تحریر کی ہو تو کتاب "بہار شریعت" میں بھی ہے کہ

"رمضان کی چاند رات کو اگر تھا ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا عزم کیا گیا، اب عید کا  
عائد اگر بیدار نہ ہو، کچھ گھنٹے نہیں رہے، پورے کر کے عید کرے اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کرے، اگر شب  
وہ مارا آئی کی گواہی سے رمضان ثابت ہو (۱۱۳/۵)

صورت مذکورہ میں ہمارے پاس ایک دو ٹکڑا ہلکا آٹھ دن دیندار کوہ موجود ہیں اور ان کی تحریری روایتی  
شہادت لی گئی ہے، پھر صورت مسئلہ میں حسب دلائل شرعی کی، دینی میں رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ میں چاند کے حساب  
سے حج کا پہلا روزہ ۱۵ مئی ہو چکا ہے، وہ تیس روزے پورے کر کے عید مناسی چاہئے چاند نظر نہ آئے، انیسواں روزہ  
رکھنے کی ضرورت نہیں، فقط واللہ اعلم بالصواب

رمضان اور عید کے علاوہ کسے چاند کا ثبوت کیسے ہوگا؟

(مسواں ۳۸۹ رمضان المبارک اور عیدین کے علاوہ مہینوں کے چاند کے ثبوت کے لئے کتنے گواہوں کا ہونا  
ضروری ہے؟ بیانات جروا۔

(الجواب) رمضان المبارک اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کے علاوہ باقی نو، (۱) محرم (۲) صفر (۳) رجب (۴) ذی (۳) رجب  
(۵) شوال (۶) جمادی الاخریٰ (۷) جمادی الاولیٰ (۸) شعبان (۹) ذی قعدہ میں چاند کے ثبوت کے لئے  
(مطلع صاف ہو یا نہ ہو) دو یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کافی ہے، رسالہ میں ہے۔

وقولہ وبیعۃ الا شہر السعہ بخلاف قبل فیہا الا شہادۃ رجلیں اور رجل وامرأتین عدول  
حرار غیر محمولین کما فی سائر الا حکماء، و ذکر فی الامداد النہای الصحو کہ رمضان  
والفطر ای فلا بد من الجمع المظہر ولم یغیرہ لاحد لکن فال تخیر الرسی الظاہر اند فی الا حلقۃ  
للسعۃ لا فوق من الغیم والصحو فی قبول ان رجلیں لعلہ الموجبۃ لا شرط الجمع  
اکثیر وہی توجہ الکن طالین و یؤیدہ قولہ کما فی سائر الا حکماء (دعویٰ ۱۲۰/۲ قبل مطلب)

فِي رُبْعِ الْهَلَالِ نَهَارًا، وَهُوَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأُمُورِ

یہ یو یو کی اطلاع ہے کہ روز وادریہ

(سوال ۲۰۰) افسر ریویو نے دیکھ کر سوال پڑھنے والی چاندنی فریستو سے ایسی ہی ہنسی اڑائی کہ وہ مختصر ہنسنے کے بعد کہنے لگی کہ اب صرف ۱۵ سال ہمارے ہیں۔ پھر سے ملاقات میں کس شخص نے بھی چاندنیس کو دیکھا جس کے سبب ہم سب نے قیون کے تیس دن پر ۲۰۰۹/۱۰ء کو پھانسی دے دی تھی۔ اگرچہ تاریخ ۲۰۰۹/۱۰ء بروز جمعہ شام کے اٹھ بجے ہو رہی ہے تو آج کے ایک خانہ چوری شخص نے اطلاع دی کہ پڑا ہوا اس کے اطراف میں پانچ بجے ڈھانچے ہوئے ہیں۔ ان روز بھی دیکھا گیا۔ ایسے ہی واقعات آتے آتے ایک خانہ چوری شخص نے اطلاع دی کہ اندریس وقت اب کسی اور جگہ سے درخت میں کی خبر محسوس ہوئی وہ آتے آتے وہ شخص روز روز دیکھتا رہا۔ اب سولہ بجے کہ جو نہ کے سہ ماہی کی چھ سے تاریخ ۲۰۰۹/۱۰ء بروز جمعہ کو دیکھا گیا۔ اس شخص کو اس روز کو اتفاقاً ہمارے دوسرے بھائی نے دیکھا۔ اب یہ تو کس کا نام ہے؟

سب اختلاف میں ۱/۵۰۰ تاریخ کا اعتبار رکھیے اور ۱/۵۰۰ تاریخ کا اصل یہ کہ نہ کدوہ و ملیک تبار و شہس کی تفصیل تحریر فرمائی۔

الجبواب: (الف) ریڈیو کے ذریعہ موصول ہونے والی چاند کی خبر بائیں طور کہ یہاں چاند کا قہر ہے کہ دنیا ہے۔ فلاں بگ چاند رکھا گیا ہے۔ یہاں بہت سے لوگوں نے یہ خبر لہو دیکھا ہے۔ میرے ساتھ نہیں رہا۔ یہ خبر سچ ہے۔ اس کے لئے بہت بار ایسے شواہد ہیں جن کی رازیت عام ریڈیو میں ملتی ہے۔ اور ان شواہد کا لالچا لا مشکل بھی ہے کیونکہ حکومت کے قریبی خیر خواہان 25 لاکھ روپے تک سے آؤں اور ان کو بھی دے سکتی ہیں۔

(ب) جب بعد میں تیسویں دن کا جانم ثابت ہو گیا تو دوسری فقہانہ درس ہے کہ اس کی تکفیر نہیں ہو۔  
 چونکہ میں تیسویں دن کا جانم ثابت ہو گیا تھا تو اس دن کا جانم ثابت ہو گیا ہے۔ فقہاء اللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

یونہی ہے کہ جو ملکی زمین مالکین سے جب کوئی شائع ہوا ہے جس پر حضرت مفتی محمود صاحب نے  
تسلیم فرمائی ہے، اس کے بغیر ان کے پاس سے جہاز کرے۔

یہ صحیح ہے کہ یہ یونیورسٹی کا طمان شہادت شرعیہ نہیں لیکن مطلقاً ہر حال میں ناقابلِ عمل اور ناقابلِ اتھبات قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ یہ جو پورے عالمی و غیر اورادہ ایم اے الطہین اور دست ہو لاس تحقیق و تفتیش میں کمی نہ ہو۔ اس کے بارے میں اصل وجہ جو اس کے حکام میں عدم تفصیل ہے یہ خود واضح ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ دیگر کاموں پر بھی مہم چلائی۔ وہ مسکاتا ہے اور میں شرمندہ اور قیور کے بغیر غیر مستحکم ہونا قابل توبہ نہیں ہے۔ گناہ کی تفسیرات و قیامت کی اجمالی نشاندہی ذیل میں نمبر وار کی جائے گی۔

(۱) جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شریعہ کے مطابق روایت ہمال کا ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا قانون و انتظام ہو، اور اس پر عمل کرنے کو مشہور ہو، تو وہاں پر ہر دے عدو، مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطلق امران بھی مثل اعلان قاضی (شرع) کو مثل عمل قاضی و صورت دفع وغیرہ معتبر ہوگا، خواہ صورت سلسلہ ہو یا کارہ اور وہاں اس اعلان و شریعہ پر عمل کرنا لازم ہوگا (یہ قسم اس لئے ہے کہ) اس صورت میں اس طریقہ سے غلبہ لگن حاصل ہو جاتا ہے۔

اور اس صورت میں حدود جنگلت سے باہر بھی اس اعلان انشر یہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا بشرطیکہ کہ یہ ۳۰۰۴۹ دن کا بننے کے بجائے ۴۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

مسئلہ (۲) جبوں پر حکومت کی جانب سے ایسا انتظام نہ ہو، وہاں ایسا مسلمان حاکم جس کو حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت حاصل کرنے کا اختیار ہو اور وہ اعلان کرے، وہ اعلان بھی جس سے تمام افراد مسلمان باشرع ہوں اور اس کی پوری کارروائی میں کوئی مستند و تجربہ کار مفتی شریعہ ہو۔ یہ مستند مفتی شہر یا عام متفقہ و مقبولینہ کے لوگ اعلان کریں کہ شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے اور قرآن شریف سے صحت کا نشان عاقل ہو تو متقاضی طور پر یہ اعلان بھی معتبر ہوگا (بشرطیکہ مقامی یا قریب و جوار کے مستند علماء تصدیق کریں جو عام پگنت نہ کریں)

مسئلہ (۳) جہاں پر حکومت کی جانب سے کوئی شرعی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی مسلمان حاکم منجانب سے تہمت حسب قاعدہ شرع ثبوت کے اعلان کا اعتبار رکھتا ہو اور نہ کوئی شرعی ہلال تکبیر وغیرہ جیسا کہ اہل اے ملک کی اکثر آبادیوں کا مخصوص و یہاں تک کہ یہی حال ہے حالانکہ وہاں بھی مسلمان آباد ہیں اور کثرت میں ہیں اور ان کو بھی روزے رکھنا اور شوال کی پہلی تاریخ متعین و معلوم کرنا ضروری ہے کیونکہ کھلم کھال روزہ رکھنا حرام ہے اور چاند کا ہر رنگ یا ہمیشہ ظہر تا ضروری نہیں اور ریڈیو پر کثرت قریب قریب ہر گاؤں میں رائج ہو چکا ہے، اگر ریڈیو سے خبر آ جائے اور اسی جاتی ہے ایسے موقع پر کسی صریح عمل کیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خبر اگرچہ اپنے ملک کے کسی حصہ سے آئی ہو، لیکن بایں الفاظ آنے کے یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے تو یہ خبر بالکل معتبر نہیں خواہ قطعی ہی تعداد میں ایسی خبریں کیوں نہ آئیں، اس لئے کہ یہ خبر و حکایت کھل ہے جو شریعت میں غیر معتبر ہے، اور ہر مسئلہ میں آغ کھل رہے ہو، کی خبریں اکثر ایسی ہی ہوتی ہیں اور عوام میں بھی اکثر لاپرواہی کا واقعہ ہوا اس کو معتبر اور قابل عمل قرار دے کر عمل کر بیٹھے ہیں اور ان ہی وجوہ کی بنا پر بعض معجزات علماء نے ریڈیو وغیرہ کی خبروں کو مطلقاً غیر معتبر و ناقابل عمل قرار دیا ہے، اور نہ رائج و محقق یہ ہے کہ کوئی یہاں الفاظ اعلان یا خبر غیر ہو کہ میرے سامنے فلاں حکم شرعی ہے یا فلاں بلاں تکبیر ہے جس کے تمام افراد شرع میں یا فلاں مفتی شہ نے یا فلاں عالم متدی (مسلمان) نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے (جس کو حکومت وقت کی جانب سے با اعتبار بنایا گیا ہو) ثبوت شرعی حاصل کر کے ثبوت رعیت کا حکم یا فیصلہ دے دیا ہے، اور ان الفاظ کا لکھ کر کرنے والا شخص بھی (مسلمان) معلوم و معتبر ہو تو اس خبر پر عمل کرنا درست ہوگا (نظام الدنوی میں ص ۱۶۶ اور ص ۲۳ تا ص ۱۶۶ ج ۱) (زمانہ رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ کا



نوٹ۔۔۔ جب ان عالم اور بزرگواروں (۱۶) کا قاضی عہدہ کا اہتمام ہوا، وہاں شہادت کے مستحق ہونے پر ان کے کاکم تحریر کیا اور مستحق بنایا۔ اس سلسلہ میں ان کا خارج لازم ہے۔ لو کانرا بلفہ لا حاکم فیضا ص۔ مسو بقول فقہ (فولہ لا حاکم فیضا) ہی لا قاضی ولا والی کما فی الفتح (فقہاء صاموا بقول نفقہ) ہی الفخر اصا لقول الحنفی فی شرحہ وعلیہم ان یصوموا بقولہ اذا کان عدلا (ضمعی ۱۲) ۱۲۵۰ عمدہ الرعاية مع شروح الوقفہ ۱، ۲۴۶) آخری دونوں فتوے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئے ہیں۔ نقطہ رائدہ فلم۔

### جمع عظیم کی وضاحت:

(مسو ۱۲۹۱) اسال "راندہ ریچا نہ سنی" کی جانب سے میوا لکھی کے چہ نہ کا ان کا ہوا، سنا ہے کہ اس پر رضا فاضل کتب فکر کے کچھ دنوں کو اطمینان نہیں۔ یہ کہ مطلع صاف تھامس میں جمع عظیم کی شہادت ضروری ہے جب کہ موجودہ صورت میں دی۔ دو گواہ تھے جو جمع عظیم کے تحت نہیں آ سکتے، آپ والوں کے ساتھ جمع عظیم کی وضاحت فرمائیں اور جمع عظیم میں کوئی تعداد جو اس کی بھی شہادتیں حوالوں کی روشنی میں فرمائیں۔ نقطہ رائدہ اور جواہر (الحواس) مطلع صاف بتواتر صورت میں شخصوں کی کوئی ضروری ہے جس میں قول کے مطابق اس کے لئے کوئی خاص تعداد متعین نہیں ہے، بلکہ اس لئے لوگوں کی کوئی کافی ہے جس پر قاضی وغیرہ اطمینان ہو جائے۔

ور مختار میں ہے: (و فی بلا علة جمع عظیم یقع (العمم) الشرعی وهو غلبة الظن (بخیر ہم وهو مفوض الی رأى الامام من غیر تعدید بعدد) علمی المذهب (در مختار رد المحتار ۹۳۱۲ کتاب المقصود)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بحیرہ وهو مفوض الی رأى الامام من غیر تعدید هو الصحيح کذا فی الاختیار، شرح المختار (فتاویٰ عالمگیری ۱۹۶/۱ کتاب المقصود)

(اختیار التعلیل امتداد میں ہے: وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخیر ہم) (وهو مفوض الی رأى الامام من غیر تعدید هو الصحيح) (الاختیار، ۱۲۹/۱) وناظر فی کتب فکر مشہور کتاب "بہد شریعت" میں ہے۔

مسئلہ اگر مطلع صاف بتواتر بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چنانچہ ثبوت میں ہو سکا، پھر کہاں کے لئے سب سے لوگ چاہئے یہ قاضی کے متعلق ہے، بتئے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے، علم اور عدل کا یہاں شریعت میں ۵۵: (سہ رجحان، پانچ دیکھتے کا بیان)

مندیہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ جمع عظیم کے لئے کوئی تعداد متعین نہیں ہے، قاضی یا چاہے کتنی سے اور معمرات و جتنے کہ ہوں پر اطمینان ہو جائے، وہ کافی ہے۔

صورت نمبر ۱۰ میں ہے۔ اس کا اعلیٰ اشرافیہ راندہ کے ظاہر ہامو اور امپہ ڈا بھیل کے طبع و ہذا سے  
”وہو جن میں ایک شام بھی ہیں اور مجروح کے کوہ تھے ہاں تھامس کی وائی پر (جو مختلف مقامات سے تھے) انہیں شہر  
مرد اور چور احمیتان ہوا اس ضیاء پر پانچ ڈاکھان کیا کیا تھا خدا خدا اعلیٰ ہامو واد۔

فیکس سے چاند کی خبر ملے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۹۰) فیکس۔ کہ درجہ پانچ کی خبر موصول ہو اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ فیکس کہ کتاب کا مضمون ان اقسام پر  
چاٹنا ہے یا نہیں؟ جواب تو ہوا۔

(الجواب) فیکس ”کتاب کا قسم کرتا ہے کہ نہایت یا کتاب القاضی ان القاضی کے تحریریں نہیں لکھا سکتا اس میں  
کتاب القاضی ان القاضی کے جملہ شرائط موجود نہیں ہیں البتہ اعلیٰ و برکھ ہو کہ وہ فیکس کا حکم دیکھنا و اندر غم۔

گمراہی کا نیا نمونہ:

(سوال ۲۹۳) یہاں انگلینڈ پر غیر مقدسین اور جماعت اسلامی کے لوگوں نے اس چند روزہ پہلے کی ادا کی ہے  
بے کور رمضان کا پہلا روزہ جمعرات کو تھیں ہے جب کہ اس دن اہل سنت و جماعت کے حساب سے شعبان کی  
انہی میں ہوئی تاریخ ہے۔

(الجواب) بڑا لوگ تھیں مجوزہ رمضان کی ادا کیے کا بتایا کرتے ہیں مگر یہی طاعت کے لئے کام ہے۔ میں کہیں ان  
نے لئے قادیانی بننا چکا ہو تو منکر حدیث و غیرہ پر بھی آسان ہے۔ دیکھیں الٰہی میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب  
حدیث دینی کا فیض ہے کہ ”وہی الاعراض عینا معدہ کبیرہ“ یعنی بڑے قلعہ میں بڑی خرابی ہے اور منہ  
الہیہ (۳۱)

اور غیر مقلدین سے پیشہ اس امان محمد حسین ملاوی صاحب نے اپنے خوش و خرم تجربہ کے پیش نظر اپنی  
جماعت (غیر مقدسین) کو نصیحت کی ہے۔

فیکس بڑے تجربہ سے مذکور یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ بڑے بڑے مطلق و مطلق تنقید کے  
کام میں جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام نہ پہنچتے ہیں ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض الٰہی سب کو دین و  
نہ سب کے ہاتھ نہیں دیتے اور ان کا شریعت سے فتنہ و فروع تو اس آزدادی کا ادنیٰ تہ ہے۔ (اسکی از سر تا پای  
رہیدہ ۵۰ جماعت ۱۰ نمبر ۲ جلد ۱۰ ص ۵۳ دیکھئے الفصص ص ۱۰)

بے شک انک تھیں خدات گمراہی کا روزہ ہے اسی سے تمام گمراہی کی راہیں ٹھنکی ہیں۔ خدا انک فرما  
نے آئیں۔

آپ کہیں اور آپ کے برحق خلفائے راشدین حضرت صدیق اکبر حضرت ذوق اعظم علیہ السلام  
والنورین علیہ السلام حضرت علی کریم علیہ السلام نے بھی اس چند روزہ میں ایسا اعلان نہیں کیا کہ فلاں دن رمضان کا پہلا روزہ  
ہے یا نہ رمضان کا پہلا روزہ ہے۔ یہ حضرات ہمیشہ انیسویں صراط کو چاند دیکھ کر خدا کی طرف سے اس کا پتہ نہ لگتا  
آئیں روزہ پورے کرنے اعلان کرتے۔ صاحب دینی رسول قبول فرمائیے۔ ہذا پر وہی معلوم فرما کر اس سے روزہ قبول

اعمال ان کے تھے مگر آپ ﷺ نے اپنی ہی نہیں کیا بلکہ شاہد شریعہ کے پاس رہے۔ انیسویں چاند کی رات اطلاع فرمائی کہ میں آئیں ان پورے کرنے کے بعد اعلان فرماتے۔

لہذا آپ کے یہاں بظہر ہے کہ وہ لکھنے سے منع ہو گا۔ اسی لیے حضرت "مصلو" قاضیوں نے "لا مصلو" شریف میں ص ۳۳ کتاب معصم (خود کفر) میں اور دوسرے کافر اور کفر کا صحیح مصداق ہے۔ لہذا حلال ہے کہ فقہ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے، میں فقط واثق حلال علم۔

دور کی جگہ سے چاند کی خبر بطریق موجب پہنچتی تو اس پر عمل کریں یا نہیں؟

غیر مقتد عالم کا حدیث ابن عباسؓ سے استدلال کرنا کیسا ہے؟

(مسوئلہ ۹۴) کیا فرماتے ہیں علماء و احناف دس مسئلہ میں کثرت و غلو وغیرہ اور راتوں سے صلاہ کے پندرہ گنہیں کی خبر صحیحہ و روایت سے مدلل صورت کو مل جائے تو اس پر عمل کیا جائے یا نہیں؟ مولوی عبدالحق خلیل صاحب دہلوی غیر متعلقہ نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے، اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے استدلال کیا جائے تو جواز ہے۔

والجواب: خاندان مصطفیٰ و سلمیٰ آنحضرت ﷺ کا ارتداد ہے صومعہ الروینہ و الحضرة الروینہ، اور یہ مطلقاً و عام  
 ہے اس میں تریب و بعد کی کوئی قید اور شہر، ملک کی کوئی تخصیص نہ ہو سکتی ہے، اس لئے اعتدالاً اختلاف فیہ ہر الروینہ نہ ملتی  
 باور صحیح و مستند و محقق نہ ہے اسے سابق بحال صمد و فخر میں، خلاف مطالع حیات نہیں ہے لہذا ابتداء مشرق سے روایت  
 ہانی رضوان و شامل فی خبر و شہادۃ اہل مغرب کو مل جائے تو اس پر ان کو مل کر ان لازم ہو جائے گا، چنانچہ متوافق عالمگیری  
 میں ہے۔ راجعاً لا اختلاف السطانی فی ظاہر الروایۃ۔ کذا فی المناوی قاضی خان و علیہ فتویٰ  
 مفتیہ ابی الدیث وہ کان یضی شمس الانۃ العلوانی قال لورائی اهل مغرب ہلال رمضان یجب  
 لی اھن مشرق کذا فی الخلاصۃ (ج ۱ ص ۱۹۹) اباب الطائی فی وزیۃ الہلال

بزرگوار میں ہے۔ و اختلاف المظالم غیر معین علی ظاہر العنصہ و علیہ اکثر المندرج  
و علیہ المفتری بحر عن الخلاصہ اور قیامی شامی میں ہے و هو المعتمد عندنا و عند المالکیہ و الحنبلیہ  
لتعلق الخطاب عاما بمطلق الرویۃ فی حلیث صوموا الرویۃ الخ (ج ۳ ص ۱۲۲) قبل باب  
بیشد انصوح الع

اس کے خلاف اور انتہا کفر کا ثبوت کے لئے حضرت ابن عباسؓ کی روایت پیش کرنے کا نہیں  
یونکہ اس میں کسی اٹکال سے جس قدر کہ یہ کہ کر یہ لے شہادت غیر پر شہادت نکلیں وہی وہم ہے کہ حکمران پر شہادت دی،  
سوم بہرے نہ شہاد کے ساتھ کوئی دی اور تیسری یہ کہ تجھے تسبیح بھی کر لی جائے تا ایک آدمی شخص کی شہادت سے وجوب  
القضاء علی القاضی ثابت نہیں ہوتا اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے کر یہ لے شہادت پر عمل نہیں فرمایا چنانچہ  
المحدث اقرش ہے۔ فلا دلیل فیہ لانہ لم یشهد علی شہادة غیرہ ولا علی حاکم الحاکم وکن سلم  
فلا نہ لم یأت بقض الشہادة ولکن سلم فہو واحد لا یجبت بشہادته وحوب القضاء . علی القضاء  
(رج احص ۷۶) کتاب الصوم تحت قوله ولا عبرة باختلاف المطالع الخ)

اور امام خود کی شافعی نے اس حدیث کے ذیل میں بعض شرواح سے بھی نقل فرمایا ہے قتال بعض اصحابنا نعم الرویة فی موضع جمیع اهل الارض فعلی هذا القول انما لم یعمل ابن عباس بغير کرمین لانه شهادة لالانت بواحد (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۸ باب بیان ان لكل بلقة رؤ بهم الخ) اگر کہا جائے کہ حضرت ابن عباس نے تو نہیں فرمایا کہ تم کہا ہو اس لئے تمہاری شہادت قائل قبول نہیں کرتے یہی کب فرمایا کہ چونکہ تک شام دور واقع ہے لہذا وہیں کی رویت ہمارے لئے حجت نہیں، پس اذا جاءنا اتصال مطلق الا بعدة لال اس مسئلہ میں علماء احناف نہیں ہیں بلکہ حنبلیہ اور مالکیہ اور بعض شافعیہ بھی ہیں جیسا کہ شافعی، شرح مسلم کی عبارت سے ظاہر ہے، اور بعض مشہور اہل حدیث بھی اس مسلک کے مؤید ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔  
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں ثبوت ہلال کے لئے حجم غیر ضروری ہے:

(سوال ۲۹۵ رویت ہلال کے متعلق کہتے آدھوں کی گواہی معتبر ہے؟)

(الجواب) جلد فہم صلیا و سلماء عید الفطر کے موقع پر مطلع صاف تھا اس لئے موقع پر دو چار آدمیوں کی گواہی کافی نہیں ہوتی حجم غیر اور مجمع کثیری گواہی ضروری ہے جس سے شرعی قاضی یا اس کے قائم مقام مفتی یا عالم کو کیا ہوئے کا اطمینان ہو جائے اور شبہ کوئی باقی نہ رہے تو اہم کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں و اگر مطلع صاف یا شہدہ رمضان، سوال چارمے عظیم کی بابت (مسائل بعد منہ ص ۹۳) ملجم العفیر یقع بہ العلم فی ہلال الصوم والنظر والاضحی (مسائل الارکان ص ۱۰۷ فصل یفتو عن علی المکلف الخ) و العالم المتقة فی بلدة لا حاکم وہ قائم مقامہ (عمدة الراعیہ علی شرح الوقایہ ج ۱ ص ۳۹ کتاب المصوم حفظہ واللہ اعلم بالصواب)۔

## باب ما يتعلق بالسحر والافطار

بحری و افطار کے لئے وقت بچانا کیسا ہے؟

(سوال ۲۶۶) ماہ رمضان میں بحری افطار کے وقت وقت بچانا جائز ہے یا ناجائز؟

(الجواب) جس طرح کھانا اور اطعمہ بچکے کے لئے وقف وغیرہ کیا جاتی ہیں۔ بے شک ہے۔ ان طرح بچاؤ نظر آئے  
در بحری افطار کے وقت ضرورتاً ان اطعمہ وقف بچانا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ بچاؤ بچانے کے شرط پر نہ ہو۔

وعن الحسن لا بأس بما سلف في العصر من لينسهر وفي السراجية هذا اذا لم يكن له  
حاجه ولا لم ينسهر على هيئة التطير الخ. اقول وبلى ان يكون طيل السحر في رمضان  
لا يقطع الدائم نسحر وكي في الحمام نعل راج ۵ ص ۲۰۷ نامی کتاب: الحضر والا با حرم

بحری قائم مقام نیت کے ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۷) بوقت بحری روزہ کی نیت کرنا بھول گیا تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) بحری کے وقت پر روزہ نہ ہوگا۔ نیت کرنا بھول گیا تو بحری کرنا ہی روزہ کی نیت ہے۔ جو روزہ  
میں ہے فالسحر و فی شہر رمضان نیت ذکر و جمع العین النسیفی و کذا اذا نسحر للصوم اخر کان  
مید نہ وان تسحر على انه لا يصح صائماً لا يكون به (جوهرة ج ۱ ص ۱۳۰ کتاب الصوم)  
نوٹ: یاد رہے کہ ماہ رمضان میں روزہ کی نیت نصف النہار شروع سے پہلے پہلے کر سکتے ہیں اگرچہ کچھ پایا نہ ہو افطار  
والذامہ بالسواب۔

افطار کے لئے جماعت میں تاخیر کر سکتے ہیں؟

(سوال ۲۹۸) ماہ رمضان میں افطاری کے وقت نماز غروب میں مکہ نہ تیر کر سکتے ہیں؟

(الجواب) افطار کے لئے جماعت غروب میں پانچ سات سات تاخیر کی گنجائش ہے۔ والا صحیح یہ دیکھو الا من  
عذر كالفسر والکون علی الا کی ونحوهما و یکون: التاخير قليلا وفي التاخير بتحويل القراءة  
حلاف انتهى (کبری ص ۲۳۲ فروغ فی شرح الطحاوی فقط)

افطار کے بعد اذا ان کب دی جائے؟

(سوال ۲۹۹) افطار کے بعد کئی ایسے قرآن دن پڑھنا وصلاحت فرمائی؟

(الجواب) غروب آفتاب کے بعد افطار کر کے قرآن پڑھے۔ افطاری پچھ سے جماعت میں پانچ سات سات سے  
نہی کی گنجائش ہے۔ والا صحیح یہ دیکھو الا من عذر كالفسر والکون علی الا کل ونحوهما  
او یکون التاخير قليلا (کبری ص ۲۳۳ کتاب الصوم)



آپؐ نے مجھ میں کہا آفتاب چھپ کر کیا دوسرے نے خرویدے اور قرآن سے یقین ہو جانے پر آفتاب چھپ گیا تو طوفانِ افکار اٹھ کھڑا اور میرے ہی یقین ہو جانے پر افکار اٹھ کھڑا اب اصرار و دغیر کو کہتے ہیں خیر کر دوسرے نہیں سے۔ اور آپؐ آپ کو خرویدنے مشہور کیا تو میں نے اس خیر یا غائب کی جگہ پر یقین سے عمر نہ دو بلکہ دو ہفتہ صرف انتظار ہی یہ کھڑی رہا مگر اسے نماز پڑھنا اور افکار کرنا درست نہیں ہے۔

نوٹ۔ دینی کی جامع مسجد کی افکار کا نظام اس قدر قابلِ تصدیق ہونے کی وجہ سے عقلی یا جاہلاتی جامع مسجد سے بالکل جدا پڑ گیا۔ صاحبِ فرمودہ آپؐ نے اپنے لئے مستحکم رہے ہیں۔ ان کے کسی مجتہد یا دینی ہے۔ جیسے ہی وہ اپنے سے سنا کرتا ہے وہ اپنے سے سنا کر دوسرے سے ہیں۔ خیر و اصرار و دغیر کو کہتے ہیں۔ اور ان کے دغیر دینے جاتے ہیں۔ لیکن اگر مطلق صاحبِ فرمودہ کی وجہ سے وہ آفتاب کو دیکھنا شروع کر دیں۔ پھر جنتوں کی تائید کی جاتی ہے۔ (علامہ شمس الدین عظیمی دہلی ۳۱ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ)

افطاری میں نان گوشت پلاؤ کا انتظام اور دینی مسکن میں تانخیر۔

(سوال ۲۰۲)۔ دینے بیان دہ مبارک میں مسلسل خوب فی غرض سے بہت سے لوگ انتہائی مسکن میں گوشت، تانخیر، پلاؤ، کھجور، دھو، سرائے وغیرہ کا مسجد میں لگاتار کرتے ہیں۔ افطاری کی وجہ سے آٹھ سو سے زائد مغرب کی نماز میں لگاتار کرتے ہیں۔

ایک صاحب کا کہنا ہے کہ انتہائی مسکن پر انعام کی ہے۔ سے مغرب کی جماعت میں نہ ٹیٹ کرنا عشاء کا کام ہے۔ کیا خوب ہے کہ عشاء کا کام ۲۰ بجے الگ الگ پلاؤ میں نہ ہو۔ کچھ نہیں لگتی پکوس کی مراد۔ کچھ ہی والوں نے افکار کا انتظام صرف کر رہا ہے۔ افطاری کے عشاء سے فرماؤ جو کھانا ملتا تھا وہ نہ ہو گیا۔ وال یہ ہے کہ کیا فی میں تھا یا دوسرے منہ نہ ختم ہوتا کھا ہے؟

والجواب۔ انتہائی مسکن میں اقتضا چاہتے ہوئے ان کے منہ پلاؤ وغیرہ کھانے کا انتظام نہ کرنا۔ بلکہ کیا ہائے اللہ، اللہ اور ان کو ملے گا، لیکن آئے ہی ہمارے پہلے نان گوشت۔ پلاؤ، کھجور، دھو، سرائے وغیرہ کھانے سے پھر انعام کے لئے اس منہ بھی دیکھو کہ ان کے بہت سوں کی دعا ہے پلاؤ کی اور بہت سے تو جماعت بھی فوت کر رہے ہیں اور کھجور، دھو، سرائے وغیرہ کھانا کھانے کا پلاؤ وغیرہ ان کے بعد ہی ملتا ہے۔ یہ اللہ والہ تعالیٰ وغیرہ۔

افطاری اور مغرب کی نماز میں فاصلہ کی حد:

(سوال ۳۰۳)۔ مسکن شریف میں روزہ داران کا نظام کے مطابق کی افوی اور قیام جماعت کے مابین دس منٹ کا فاصلہ ضروری ہے یا کوئی حد ہے؟

(الجواب)۔ افطاری کی وجہ سے مغرب کی نماز میں پانچ منٹ کا فاصلہ کوئی حد نہیں بلکہ اگر حد نہ ہو تو انتظام کرنے والے کو پہنچتے ہیں تو وہی حد ہی ہے۔ لیکن حد نہیں ہے۔ دس منٹ ہے۔ اس کو بھی چاہئے کہ جلد آئے لی کوئی حد نہیں بلکہ مسکن میں افطاری اور نماز میں افطاری کی حد نہیں ہے۔



نے ہفتہ میں بڑا فرق ادا ہے، مگر ان سب کے لیے ہیں کہ عمری کا وقت مختصر ہو چکا تو ابھر کوئی اور اعلان کرتا ہے کہ قریب الختم ہے الجہد، کس نام نہ نیکل پر عمل کرنا چاہئے۔

والسعود اب نام نہ نیکل مسابئی چیز اور ایک تمغہ ہے اس پر ایسا اظہار کہ ایک منٹ کا بھی موقع نہ ہو ٹکٹس چاہئے اس چیز میں مساوی اور غروب قلاب کا مشاہدہ اور وہی کوئی ہے اور وہ اہم جہات ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے۔ یہ دیکھ کر نیکل میں احتیاطی پہلو کا زیادہ دلچسپی کیا جاتا ہے، انھیں دیکھ کر دل کی کوئی پریشانی کرنے پر متوجہ نہیں رہتا۔ اس میں آ رہا ہے اس اب کی رو سے، انھیں میں مسابقی اور جملوں آفتاب میں تقریباً ایک گھنٹہ تک نہیں دیکھنے کا فائدہ ہوتا ہے۔ اب اعلان قلاب سے زیر و کھنڈ قلاب عمری کے غائب ہونا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، نمبر ۹۹، مختلہ اللہ تعالیٰ اعظم بالسوا ب۔)

باب ما يفسد الصوم وما يكره

سورہ مائدہ سے روز و نوحہ سے جائز ہے:

نومبر ۱۹۰۹ء تک جس جہاں کوآئینہ میں سرحدیہ وادانے سے روزانہ کے نوٹر جاری کیا گیا تھا، وہی وہاں سرحد کا رنگ، برآمد و درآمد کو محکمہ میں فیسوں و داریوں کا فوٹو لکھنے کے لئے تحریر کیا جاتا تھا۔ لیکن وہاں پر قلعہ کے لئے سے رو روٹ جاتا ہے۔ حالانکہ قلعہ اور باغ کے درمیان کوئی رو نہیں ہے، اگر چنانچہ وہاں کو اور قلعہ کے درمیان پہنچ کر روڑوں سے جو جہاں تک ضرور وہاں کے جواب میں آئے تو تعلیمی منسوب ہے۔

[illegible][illegible]

وہ فنی جو کہنے کے لئے کہی ہو وہ فنی زبان کا ہے۔ یہاں فنی زبان میں کہی ہوئی باتیں محض اس لئے کہی گئی ہیں کہ وہ فنی زبان میں کہی جاسکتی ہیں۔ یہاں فنی زبان میں کہی ہوئی باتیں محض اس لئے کہی گئی ہیں کہ وہ فنی زبان میں کہی جاسکتی ہیں۔

جوابائے صحبت کر کے روزِ فاسد ہو گیا نہیں؟

(ص ۱۰۱) غیر مقلد، نوئی، غیر الکیلیں، صادق، سالم، روف کے غریب، خلیفہ کے خطاب، "سما" اور "اسو"۔  
 تھے جس میں میرے ایک کلام "نصارا حقیقت ازوین حقیقت" ہے۔ اس کے مستحق کا نام ہے۔ "حضرت شیخ"۔  
 "ما از مقلو" اور "ما از غیر"۔ جس میں صاحب امیر بنامتے "مراطل حدیث از زبیر" اور "سما" یہ مستحق کا

عدت شیخ الحدیث مولانا مولوی محمد عبد الجلیل صاحب محدث امیر جماعت ہے۔ یہ سال (۱۲۱۱ھ) میں حنفی پر فطرا لکھا ہے۔  
یہ پایہ سے روزہ کی حالت میں رکھی گئی۔ روزہ نہیں ٹوٹا۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ درمیان میں ہے (۱۲۱۱ھ) دھجیل دیکھو  
فی ہیثمۃ او عینۃ من غیر انزال (شاہی ص ۱۰۳) ح ۴ مطبوعہ مصر غفرہ۔ و نقل فی البحر و کذا  
الزبلی وغیرہ الا حجاج علی عدم الفساد مع الاذول۔ بلکہ غسل بھی نہیں۔ (۱۲۱۱ھ) شیخ ابن یوسف کی چاروں  
بلکہ پانچوں انگلیوں میں سے ۶۔

یہ مذکورہ صورت میں باوجود انزال کے روزہ فاسد نہیں ہوتا؟ دو کی اس پر فقہ کا فتوا ہے کیا صورت  
مذکورہ میں غسل بھی نہیں ہے؟ درمیان میں کیا ہے؟

(الحواش) سوال میں جو دو صورت دریا ہے وہ میں نے اصل در دو سال میں (جو ۱۹۵۵ء میں لکھا تھا)۔ (بکھی اور  
ان کے قریب ترجمان رسالہ میں بھی (جو ۱۹۵۵ء) میں چھاپہ مضمون میں نے پڑھا۔ درمیان میں وغیرہ کے جو حوالے  
درج کئے ہیں ان کو بھی میں نے بطور تصحیح۔ ہمارے دو صاحب کے شیخوں الزما اور یوسف بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں  
جو ان کی دیکھی وہ کچھ کا نتیجہ ہیں۔ درج ذیل امر اعلیٰ بیحد۔ مع الاذول (۱۲۱۱ھ) صورت میں روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جو صاحب  
غسل کے ساتھ ساتھ روزہ کی قضا بھی لازم آتی ہے۔ شاہی میں صرف کھانا اور پانی کا سدھ لکھا ہے۔ یعنی اگر  
انزال ہو مگر تو روزہ کی قضا لازم آتی ہے۔ باقی شاہی کی عبارت ”الا حجاج علی عدم الفساد مع الاذول“  
اس کا تعلق نہ سورت سے نہیں ہے۔ اس کا تعلق نہ سورت سے ہے۔ جس کو درمیان میں ان الفاظ میں بیان کر کے  
ہے۔ او میں فرج ہیثمۃ او عینۃ فتنوا۔ یعنی اعلیٰ شرم کا وہ لوگ نے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ چھوڑ کر شرم کا وہ لوگ  
نے ساتھ سے چھوڑا جانے کو ہوس دی۔ اور اس سے انزال ہو گیا تو اس صورت میں عدم فساد صوم پر (روزہ نہ ٹوٹے پر)  
انکار ہے۔ ہمارے دو صاحب نے دوسری صورت میں اپنی شرم کا وہ کوروزہ اور نہ استعمال نہیں کیا ہے اس صورت  
کا کلمہ پہلی صورت پر لکھا ہے۔ جس میں شرم کا وہ کو استعمال کیا ہے کہ اس کو داخل کیا ہے اس نے ملازمہ لکھیں اور جو کہ وہی  
نہی ہو سکتی ہے؟

دوسرا فرق اور صاحب جو کہ یہ ہے کہ من غیر انزال کے معنی ہیں کہ انزال نہ ہوا۔ اور ہمارے دو صاحب  
نے ترجمہ کیا ہے۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ یہ ابتداء وہی کی حالت ہے یا نہ ہونے والی کی حالت (معاذ اللہ) بلکہ بطور اس کے کہ یہ  
کو اس میں کراؤ کی کہ غسل بھی نہیں آتا۔ (۱۲۱۱ھ) النج انتہی توفانی کسی کو بھی نہیں پڑے۔  
دست آخری صورت مگر یہ انداز۔

بے شک فقہاء غلط ہے کہ کوئی جہالت یا ذوق آدمی پر تو زیادہ عروت کے ساتھ بدلے لکھے اور ان میں بھی  
ہو جائے تو روزہ فاسد ہوگا اور قضا لازم ہوگی۔ مگر یہ نہ کہ دوسروں سے آدمی جائے گی۔ جس کی کوئی حد نہیں۔ بلکہ قاضی  
(نہج) کو انتہا دینا ہے کہ وہ جس قدر نماز اسباب سمجھے۔ اسے لکھا ہے کہ اس کو بھی سہلی ملے اور دوسروں کی؟ انھیں کھلیں  
اور صرف اس شخص پر بات شرم نہیں ہو جاتی بلکہ جو نو کے متعلق بھی یہ ہدایت ہے کہ یہ لوگ کوئی گناہ نہ کرے (یہ کاد کوئی)  
دینے کے لئے نوافل شرم نہیں ہے) اشکی میں ہے و یغزوہ نذیع الہیۃ و حقوق علی وجہ الاستحباب  
ولا یحرم اکل لحمہا بہ و شملی ج حد ۱۵۴ قبل مطلب فی وطرنۃ الفرج کتاب الحدود

ولا یحسد بوطنی بیہمة بل یحرزو یتدبح ثم یحرق فی ویکبرہ الا یتناع بہا حیة او میقہ مجتبی  
در مختار مع شامی ج ۳ ص ۱۲۶ محض فی رطوبة الدابة فتاویٰ سراجہ ص ۱۱

### مسئلہ کے ذکر کرنے کی ضرورت:

یہی واقعات ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں اس لئے ان سے انکساریاں کرنے ضروری ہیں۔ خود یہ انکساریات  
خیر و شر میں ایک پیکر تھیں آپ نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من اتى بیمة فافطوه و افطوه ما معہ قبل لا یبن عباس رضی اللہ عنہ ما شای  
البیمة قال ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک شیئاً ولکن اراءہ کمرہ ان یزکی  
لحیما او یطبخ بہا الصدیق (ترمذی)۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ کوئی  
جانور کے ساتھ بیکہ فعلی کرے اس کو قتل کرنا جائز ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جانور کو بھی قتل کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ  
کہہ دو کہ جو کچھ فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا میں نے اس سے متعلق آنحضرت ﷺ سے کچھ نہیں سنا  
نہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس سے تباہیت کی اور پسند نہیں فرمایا اس کا کوئی ثبوت لکھا جائے یا اس سے کوئی اثر  
کا ہو گیا جائے (مشکوٰۃ ص ۱۳۲ کتاب النہی) اور آپؐ روایت میں ہے کہ جو کوئی جانور سے بدھن کرے تو اس پر حد  
(سین مراء) نہیں ہے (مگر تحریر ہے یعنی مالکی نے اس پر حد لگائی کہ سب کچھ ہے کہ کوئی کوئی کو غیرت ہو) وعندہ قال  
من اتی بیمة فلا حد علیہ

اور فرمایا خدا پاک اس کی طرف فکر بہت نہیں فرماتے جو بدھن کرے کسی مرد یا عورت سے ساتھ ویر میں  
(مشکوٰۃ شریف کتاب النہی)

جس طرح انسانی اطوار و افعال کو علق کے مسئلہ میں انسان و حیوان، مرد و زن کی شرم و عیوب کا  
معا کرنا پڑتا ہے اور شرم و عیوب کا حفاظت نہیں رکھ جاتا۔ ایسے ہی روحانی اطوار (تجلیہ اسلام ﷺ اور ان کے پانچین علماء  
فقہاء ربیعہ شیعہ) نے عبادت و معاملات اور اطوار سے متعلق اور شلا پاک، دنیا کی، پیچیدہ و پاکانہ، پائی، شعی، حقیقی  
و انسانی، حسیل و غیرہ، امت و بدعت کے مسائل و احکام پر تفصیل بیان کئے ہیں۔ یہ شک ان میں ایسا نہ شامل بھی  
ہو جن کا ہے جو باندہ شرم و عیوب کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن اگر شرم و عیوب کا لحاظ نہ کر کے بیان نہ کیا جائے تو ان  
مسائل کے جاننے کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ تحقیق مسائل میں شرم و عیوب کی عجیب نشیمنی۔ باپ اپنی بیٹی سے مسئلہ  
ورایت نہ دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا ایک نورت کے متعلق احساس ہوا کہ وہ اپنے شوہر کی کہہ کر کے سے متغلب  
ہے (شوہر بہنوئی یا بہن) تو آپ نے اپنی بیٹی دامت سے پوچھا کہ عورت کتنے دن سرو کے بغیر صبر کر سکتی ہے؟ حضرت  
انصہ نے فرمایا یا امیرمؤمنین! آپ نے حکم نہ فرمایا کہ کوئی بیٹی یا زمین نہ سے زائد پھر نہ سے (الغلام ص ۹۶ ص ۹۷)  
محترم بندہ اگر شرم و عیوب یا توں کا ذکر ممنوع ہے تو شرم و عیوب کی باتیں تو کلام پاک میں بھی ہیں اور اس سے  
زادہ واضح احادیث میں ہیں کی کہ قرآن پاک کی تفسیر میں اور فقہ کی کتابیں ان دونوں کی تفسیر اور خلاصہ ہیں لہذا  
کتاب فقہ میں بھی انکی باتوں کا ذکر ضروری ہے۔ لہذا الہی باتوں کی بنا پر فقہ پر تنقید کرنا اور کتب فقہ یا فقہاء کو برا بھلا

لہذا، حقیقت قرآن احمدیث پر قائم ہے۔

قرآن پال میں ہے (۱) اور لودنہ انتی ہو فی ہینہا عنہ وعلقت الاوتار وقاب  
ہبت لک قال معاذ اللہ الخ ترجمہ ہے جس (کراچی مصری) عورت کے گھر میں جو کہ یہ السلام رہتے تھے وہ ان  
پہنوں پہنی ہوئی۔ ان کے پاس ملا جو اسلار (خواتین پر کی گئی) کو پھوسا لڑکی اور عورتوں کے لئے  
بند کر دیئے۔ اور ان سے کہنے لگی آج وہ (ہندی کر) تہری کے کٹی ہوں۔ یوسف صاحب السلام نے کہا (لکھ کرنا اللہ  
چاہئے۔ (قرآن مجید سورہ یوسف رکوع نمبر ۳)

قرآن مجید میں ہے (۲) انکم لسانوں لرجال شہوف من دور النساء تم شہرہ الی کے لئے  
عورتوں کو پھونکے مردوں کی طرف، دیتے ہو سورۃ اہل رلور نمبر ۳)

۳ ہو یسئلونک عن المحصن فل هو غلی فاعز لو النساء فی المحصن ولا تقربوہن  
حتی یطہرن فاذا تطہرن فأتوہن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یعحب لیاہن ویحب المستطہرن ○  
سازکم حرث لکھ فأتوہن حرثکم انی شتم

ترجمہ۔ اور لوگ آپ سے جنس کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے۔ یہ لڑکی چھپے ہوئی عورتوں میں تم  
عورتوں سے (جماع کرنے سے) منع ہو رہا کرو، جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت نہ لایا کرو۔ پھر جب وہ  
انہی سر پر پاک ہو جائیں تو ان کے پاس نہ آؤ۔ تم کہتے ہو انہی عورتوں سے (ملاقات کے) باقیں نہ آؤ  
قدوس محبت رکھتے ہیں تو نہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف بننے والوں سے اتھار ہی پھریاں  
تیار ہے لئے (محرم) محبت (کے) ہیں۔ سو اپنے محبت میں جس طرف سے ہو کر نہ آؤ۔ غنی آئے سے پیچھے  
سے گھرے بیٹھے (یعنی نیکیات اگرچہ مختلف ہوں لیکن محبت کی راہ وہی قلم ہوئی جائے) (قرآن کریم سورہ بقرہ  
رکوع ۱۲) تفسیر جالبین وغیرہ۔

ان جگہ کا شان نزول بیان کیا تو وہ اور بھی زیادہ نمایاں تھا۔ مثلاً آیت "نساء کم حرث  
لکم" کے شان نزول کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

انما کان هذا الحی من الانصار وهم اهل وئ مع هذا الحی من یہود وهم اهل کذب  
و کفوا یرون لہم فضلا علیہ فی العلم لکما یو یفتنون بکثیر من فعلہم و کان من امر اهل الکذب  
لا یأتوا النساء الا علی حرف وذلک امر من یراة لکان هذا الحی من الانصار قد  
جدوا بذلک من فعلہم و کان هذا الحی من قریب یسرو حون النساء مشر جا حکمرا و یظنہوں مہین  
مقلات و مدبرات و مستغنیات فلما علم انہا حرون المذینت تروح ریحل منہم امرافہ من الانصار  
فذهب بصلح بہا ذلک فلنکرنہ علیہ و قالت انما کانوا نئی علی حرف فاصنع ذلک والا  
واجنبی حتی شوی امر ہما فبلغ ذلک و سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عرو جل نساء  
کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شتم ای مقلات و مدبرات و مستغنیات یعنی بذلک موصع  
نولد ابو داؤد ج ۱ ص ۳۰۱ باب فی جامع الککاح



۶۱) یعنی اسی شہاب رضی اللہ عنہ قال اجبرنی عمرو بن لویہ رضی اللہ عنہ ان عاتلہ رضی اللہ عنہا ان امرأ ذواقہ المقرطی جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ان ذواقہ طغنی ہبت طلاقاً وانی مکنت بعدہ عبد الرحمن بن الربیع القوطی وادما معہ مثل انہ لیدہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنک توہلین ان ترجعی الی ذواقہ لا حتی یدوق عسلک والذوق عسلہ (بخاری ج ۲ ص ۷۹ پ ۲۰ مطبع مجبالی باب من اجار طلاق الثلاث)

ترجمہ

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: "ذواقہ کی عورت آپ کو خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے زہر نے شین خلاقیہ بانہ سے دیں، جدہ میں نے عبد الرحمن سے نکاح کیا لیکن اس کے پاس تو پیرے کے پتے نے کی طرح (یعنی تارو) ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو شریہ بجز ذواقہ سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (اس کے دل میں تہ کہ ہاں کہے) حضور ﷺ نے یہ بات بھانپ کر کہا: انشیرک وہ (دوسرا شوہر) تیرا مزہ چکے اور اس (دوسرے شوہر) کا مزہ چکے (یعنی حسب ذائقہ دوسرے شوہر سے صحبت نہ دونا اور دست نکش کرنا)

(بخاری ج ۱ ص ۱۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کما مع ایسی عبدہ السلام فی غزوہ فلما فلقا کنا قریباً من المدینۃ فمحلل عسی بعیر لہی فطوف فلحقنی راکب من خلفی فمحمی عیری معزۃ کانت معہ لیسو بعیری کا حسن حالت رہا من الا بن فالضفت لانا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ نبی حبیب عہد بعیر من قال تزوجت قلت نعم قال نکرا ثم فیما قال قلت سل لیساً قال فہلا نکرا لا علیہا بلا عک وفان فلما قد متا ذہبا لمدخن فقال امہلوا حتی ید حلوا لیساً، عشاء لکمی فمضط لکتمہ ومنت حدہ العقبۃ

ترجمہ

(از قولہ از وجہ تاریخ) حضور ﷺ نے حضرت حاجت سے (سفر سے واپسی پر) جو چھما کہ تم نے دو شتر و سے نکاح کیا یا شادی شدہ کے ساتھ؟ کہا کہ یہ وہ (شیر) ہے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بیکرہ (آواری) سے نکاح کیا تو یوں نہیں کیا کہ وہ تم سے دل لگی ہو، تم اس سے دل لگی نہ کرتے ابھر ذہب میں پہنچو آپ نے فرمایا کہ بیشک تمک نہیں ٹھہرے ہو کہ جو غنیمتیں ہاں ہو تو لیں (یعنی لیں) اور سڑے زینہ بھی لے لیں (کہ غلام) (از ذوق شریف ج ۲ ص ۹۹ پ ۲۳ باب طلاق الوالد)

صرف سات حدیثیں چلیں گی ہیں۔ اس طرح کی حدیثوں کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی تھی کیونکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام۔ میں دعویٰ شرم سے آٹھ تھے جو سامروہی صاحب کے کتا خانہ غیرتہ میں زنی چائی ہے۔ جب ان کا یہ اصرار ہو تو میں نے متعلق اپنے تئیں کے بیان کرنے میں ان کو والدہ شہین دعویٰ ترمیم نہ سکتا ہے تو ان کی تعلیم کو دعویٰ رکھنا چاہیہ۔ یعنی غایات میں زیور کو ادا کرے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان اللہ لا

بسیحی میں اللہ تعالیٰ بات میں غلط نہیں کر رہا تو اس کے نیک اور باخدا بندوں کی شان بھی نیکی ہوتی ہے۔  
 کبر مردان صاحب کفایت و دیانت نے کوئی غلط نہیں، ان کے نزدیک حق صرف یہ ہے کہ اس طرح بھی ہو نہ ہو  
 اور منافق و بدنام کریں اور فقہاء کرام کی توہین میں کوئی وقفہ باقی نہ رکھیں۔ آپ بڑی جگر سوزی سے فرماتے ہیں۔

اے پیادہ دینی جان! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، کب تک سوتے رہو گے، اپنی ذمہ داریوں میں  
 کیا کیا نگہات، ہمارے علماء نے ہمیں یہ سمجھا کر دکھایا ہے کہ فقہاء میں قرآن و حدیث کا مغرب و مہرب ہے۔

آگے رقمصر ذہیں۔ جن کتب میں اسکی آیت و غریب مثنوی باتیں لکھ کر لکھتے اندوختی ہوئی ہو وہ کیا مدنی  
 کرتے ہو کچھ ہیں؟ اور ایک جگہ لکھتے ہیں: "قائل تھکر ہے ذرا میرت کو قریب آنے دو اور عقل و ادب سے کام لو۔"  
 یہ رقم نے اسکی اس باتوں پر تنقید کی ہے۔

مور لکھتے ہیں۔ کیا مذہب اسلام میں ایسا ہوگا کہ ایسی باتیں کتابوں میں لکھتے ہیں۔ آری یہ باتیں ہیں جو چاہتے  
 ایک مذہبی کتابوں میں فقہاء نہ دونا چاہتے اور لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے تو بطور نمونہ اپنے مسائل تحریر کئے ہیں دوسرے لکھتے  
 سے قلب مشرب ہے اور قلم رزق۔

میں ہوں آپ کا خیر خواہ و چاہنے والا۔ سارووی۔ تاریخ ۱۱/۸/۲۰۰۸ء ایک دوسری جگہ مذہب تنقید پر غور  
 لکھتے ہیں۔

"میں مذہب میں ایسی غریباں ہوں وہ دینی میں مقبول ہیں نہ ہوں کیونکہ سب دل پسند باتیں میں مل  
 جاتی ہیں، ایسی باتیں کلام اللہ اور احادیث نبوی میں تو کہیں ملے؟"

سارووی صاحب کا یہ طرز صرف نادانوں کو مشتعل کرنے اور حضرات فقہاء کرام کی توہین کے لئے  
 ہے۔ ورنہ آیات کلام اللہ اور احادیث مقدسہ کی مثالیں اوپر گزرتی ہیں جو بجا تک دلیل پکاردی ہیں کہ مسائل دینی کی  
 فقہاء میں نہ اللہ تعالیٰ خیانت آمیز شرم، حیاء یا زقراء ہے جس نے ہند کے رسول۔ اور ان کے صحابہ کرام (صحابہ کرام) اللہ  
 مایہ آؤ و صبح باجمعیں)

سارووی صاحب آخر مجتہدین کی تقلید نہیں کرتے۔ مگر آپ کو یہ ہود مدینہ اور شریکین کی تقلید کا فخر حاصل  
 ہے۔ ان کی دور امتیں مطاع کیجئے اور مذاکرہ فرمائیے کہ سارووی صاحب غیر مقلد ہونے والے کسی کی تقلید کرتے  
 ہیں۔

(۱) عن سلسلہ قال قال بعض المتشركين وهو يستهري ابي لاري صاحبكم بعلمكم  
 حتى الجحود، فقلت اجل انما ان لا تستقبل القبلة وان لا تستجعي بديعنا ولا ولا تكمي بقول ثلاثة  
 احجار ليس فيها ربيع ولا عظيم دواء مسلم.

ترجمہ:

کسی مشرک نے استہزاء حضرت سلمان فارسی سے کہا کہ تمہارا ساتھی (نبی) تو تمہیں پیشاب، پاخانہ تک  
 کی (بھی) تعلیم دیتا ہے۔ حضرت سلمان نے فرمایا کہ (مفسور) ہم پر آپ جیسے شیعی ہیں، تو غفرت ہے

نے پہلوئے تعلیم دی، ہرگز پیشاب پائنتا نہ۔ نہ، لہذا تہذیب کے یہ کہ یہ تہذیبیں ہر سیدھے (راہے) کہ تھیں۔ سے متبادلات تھیں تھیں (میں) سے کم نہ ثابت نہ کریں۔ تھیں (میں) استعمل نہ کریں۔ (مذہب) تہذیب و غیرہ استعمال نہ کریں (مستقل و منقطع) ۳۴ باب آداب الخلاء)۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ان لکم مغل اوائلہ فواللہ اعلمک اذا اتیتہ انما تعطوا القلۃ ولا تستعروہا واعر بذلکۃ حجار وھو عن النورۃ والرمۃ وھو ان یسقط المرء الرجل بیمینہ (رواہ ابن ماجہ والترمذی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کے لئے یہاں سے جیسے پب بیٹے کے لئے دیتا ہے۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ جب بیٹہ نکلا، یہ ذرا قبل رخ نہ کرنا اور اس کی طرف پشت کرو۔ (دھانکی کے لئے) تھیں (میں) استعمال نہ کریں۔ (مستقل و منقطع) ۳۴ باب آداب الخلاء)

علاوہ فقہاء و شیعہ و جمہور اسلام کے وراثت اور ہائیکم میں اور امت کے سچے ہوں۔ اور غیر خواہ جس۔ بخاری و ترمذی و دیگر روایتیں پیش کریں۔ انہوں نے قیامت تک آنے والی امت محمدیہ (طی صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مسائل و فتویٰ (قرائین و مسائل) کو قائل سمجھا۔ انہوں نے جمہور تہذیبیں کی روشنی میں پابندی حاصل کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ جہ میں آئے۔ انہوں نے لئے مٹی کی بات پیش آئے تو اس کا تعلق تلاش کرنے میں دلی وقت اور برپائی نہ غنائی پڑے۔ میں ان کا امان مانا جو بتے چہ جائیکہ ان کی خدمت و مذاقی اور ان کی شان میں کمزاری کی جائے۔

### اصل مسئلہ کی طرف رجوع

الفہم کے زمان کے باوجود اگر وہ نہیں فو تہا ہے اور ہم انسانیت اس کے ہے۔ یہ دوسری ہی صورت ہے۔ طہنی کہیم مع الانزال والی یہ صورت نہیں ہے۔ وہ صورت ہے کہ فرق سمجھ کر کھنکس کرنے اور تھیلی سمجھ کر کرنے کی ہے۔ تھان اور دھانی تھانہ ہوت نہیں ہے۔ کہ ایک اس میں روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ شای میرا اسی موقع پر تصریح اور تھیلی کی ہے کہ روزہ کو فاسد نہ دینے والی یہ نہ صورت نہیں ہیں۔

(۱) بالحسب عیونہ وھو ظاہر (۲) مت مشہورہ وھو فی بھی شرط نہیں (۳) او معنی فقط وھو الازال عن مباشرۃ بخرجہ لا فی فرج (۴) کالاستنسا، بالید، (۵) او فی فرج غیر مشہورہ عادیہ (جیسا کہ سمجھتے ہیں) اور غیر معدوم اشہد کے ساتھ کہ (۶) او عن مباشرۃ بغير فرجہ فی محل مشہورہ عادیہ (ہیں۔ کہ صورت کے ساتھ مباشرت) (۷) الا نرا ان بعض المؤمنین فانہم مباشرۃ فرج بھرج لافی فرج (نہیں)۔ صورت کا صورت کے ساتھ مباشرت کرنا)

جس صورت کے متعلق ملا دھانی نے لکھا ہے کہ عدم استنسا (روزہ نہ دئے) پر حرام ہے وہ دن سورتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے (یعنی اپنی شرم کو کواستعمل کئے بغیر ہاتھ سے یا کوئی فرج وچھوٹا۔ یا جان کو یا پسینہ) کسی

طرح بھی جناح اور دلی نہیں ہے۔ نہ صورت نہ متعلیٰ الہیہ اور نہ فو سونجیس ہوگا (ہاں انزال ہونے سے شعلہ الاسب  
اوجہ تاج۔ علامہ شاہی بیان فرماتے ہیں۔

اما الانزال بفس او تغیل بجملة انه لم یوحده فیہ شئی من معنی المجمع ماغ فصول کمالا نزال  
بظن او تفکر فلما لم یفسد الصوم اجملما (منامی ج ۲ ص ۱۳) باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ:

انہ اکبر انیا یقین ہے علامہ ثنائی کی اس کا نام ہے محبت اور تقدیر اور جو ہے تو بلی مہنت کی بلی

داستان عید گل رانشو از مرغ چین  
زخ باداشت تر تھنہ این خندان

موسم بہار کی داستان شکار ہو تو چین کی بازو قلم کی سے شہر کوئی نے تو اس کو بہت بڑے شہر تک سے لایا ہے۔

کھٹ اور شہر کا سلام ہی جانا تو آسمان ہے۔ شہر اس کے کو بیچنا اور اہل علم کا کلام کہنا دشوار ہے۔

نہ بر کہ چیرہ از افروخت بلیری دانہ

نہ بر کہ آئینہ دارد کندنی دانہ

بزار نکے پارلنر زمو انچاست

نہ بر کہ میرا شد قلندری دانہ

صحیح مطلب و حقیقت مسئلہ سمجھنے کے لئے حالت معلوم کرنے اور قرآن سے لے لیا کہ اس شہر کی ہے۔ ظاہری

الفاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے اور بیش تصور نہیں ہوتی بلکہ وہ چمکا دیتا ہے اور حوالہ دیتا ہے

حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال میں ہے حضرت جوہر فرماتے ہیں کہ میں اور معاذ اور عذراں اور کرمہ بیٹھے

ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص نے ان کو سوال کیا کہ میں پیچ شاپ کرنا ہوں تو "معاذ

واحق" لکھتا ہے۔ کہ اس سے قسمی واجب ہوتا ہے؟ ہم نے کہا کیا یہی "معاذ حق" ہے جس سے پکڑیدہ ہوتا ہے؟ اس

نے کہا ہاں! ہم نے کہ تو قسملہ! جب ہے۔ وہ شخص نے ہاتھ پڑھتا ہوا چلا گیا۔ حضرت ابن عباس نے جلدی سے نماز

ختم کر کے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس شخص کو بلاؤ اور پتا پتا ہے۔ نہ ہم سے پوچھو۔ کیا تم نے قرآن سے فتویٰ دیا؟

ہم نے کہا نہیں! فرمایا تو کیا حدیث سے؟ ہم نے کہا نہیں! فرمایا تو ان صحابہ سے؟ ہم نے کہا نہیں! پھر فرمایا کہ

کے قول پر فتویٰ دیا؟ ہم نے کہا خواہ پائی رہا سے! اس نے فرمایا۔ لذلک یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عقبہ و اسد احمد علی الذی سلطان من الف عابد۔ یعنی اس جہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے

تھے کہ ایک فقیر شیطان پر بزار مذہبوں سے نوازا و بھاری ہے۔ پھر آپ نے خود اس سے الزام کے تحقیق پر مایہ نساب

کے بعد ہر شے نکلتی ہے اس وقت شہارے دل میں ثبوت یا مہرت کی خواہش ہوتی ہے اس نے کہا نہیں! فرمایا نہ کرو

محدث میں صرف وہی کافی ہے مسئلہ لازم نہیں (ج ۵ ص ۱۱۸)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "معاذ حق" کے لفظ سے دعا ہوئی ہوئی ہے اور دعا ہوتی حتیٰ پر فتویٰ دے دیا ہے

اور شخص کی حالت پر غور کیا نہیں کیا تو آپ سمجھ گئے کہ ان (محدثوں) میں کوئی تغیر نہیں ہے مگر یہ کہ ہوتا تو خوب مسئلہ

کی حالت پر نظر رکھتا۔ حضرت ابن عباسؓ (رضی اللہ عنہما) نے اس شخص کے بیان سے معصوم فرمایا کہ سب قتل یعنی غرونی

میں نے اولاد (خواہش) سوچو نہیں ہے۔ لہذا فتویٰ دیا کہ پیچ شاپ کے ساتھ نکلے وہ پانی میں ہی نہیں جھنڈا کر





(الجواب) روزہ شروع ہونے سے پہلے داخلِ غرت میں رکھی ہوئی روزہ نہ ٹکس ہوگا۔ ہاں بحالتِ صوم رواہ رختہ سیدہ روایت ہائے کا۔ تاؤقی یہ کہ یہ مسئلہ فقیہ امراء فاضل معہا حواء وقت لجماعۃ والی قولہ، وعلیٰ ذلک انما معہا بعد الجماع ولم یخرج یحور لها فطرۃ وخصوصہ بعد انفصالہ لا۔ (الجواب) اما صومہا واصلاتہا۔ فصاحبہ وان کان ذلک انما فی جوفہا ج ۱ ص ۶۰، فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بحالتِ صوم، تکلیف لینا کیسا ہے:

(سوال ۳۱۳) بحالتِ صوم جو تکلیف نہ ہو جس میں ایسا جائے جس سے روزہ نہیں ہوتا۔ یعنی جو تکلیف رک میں رہا جاتا ہے جس سے حاجت طہرہ بھی ارفع ہو جاتی ہے تو یہ تکلیف رک میں لینے سے روزے پر اثر انداز ہوگا یا نہیں؟ (الجواب) بذریعہ تکلیف جسم میں وہ ایذا پہنچانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup>

فقط واللہ اعلم بالصواب

فی۔ بی (حبِ رق)۔ کے مریض کے لئے روزہ کا حکم؟

(سوال ۳۱۵) ہمارے مکان میں فی بی کا مریض ہے، کچھ دیش جھوا سے بڑی ملا ہے۔ برقیل ازین یکہ قوتو دیش۔ سے لاؤ کیا تھا۔ جس میں کچھ صوم میں خرابی بتائی گئی تھی بعدہ دوسرے قوتو عمر با چار ماہ بعد نیا کیا تو اس میں دس بارہ آئے تا کہ وہ مضموم و ابرو و حکیم فری الدین صاحب کی بیماری ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے تو اب چند روزہ کے بعد رمضان آجائے تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہوگا؟ کیا حکم صاحب کے مشورہ سے لکھا ہے۔

(الجواب) فی۔ بی (حبِ رق) کے مریض کے نقصان پہنچنے کے بعد ایسی وجہ سے جناب حکیم صاحب روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے حکیم صاحب خود عالم ہیں اور ماؤقی حکیم ہیں۔ لہذا ان کی رائے معتبر ہے۔ بعد صحت قضا رکھئے۔<sup>(۲)</sup> فقط۔

یکہ کوروزہ کی حالت میں لقمہ چبا کر دینا:

(سوال ۳۱۶) یکہ چھوٹا ہے۔ روزہ کی کیا کرکھانی باقی ہے اس کے بغیر نہیں کھاتا ہے۔ ایسی صورت میں بحالتِ صوم روزہ کی چبا کر اس کی والدہ سے روزہ نہ پڑے تو روزہ نہ پڑے تو اثر ہوگا۔

(الجواب) جب یکہ بغیر لقمہ چبائے نہ کھاتا، تو روزہ کوئی نرم نہ بھی نہ، تو لقمہ چبا کر کھائیں، ہاں فی ضرورت چبانا ضرور ہے۔ اسی طرح خاندان یا مالک یا مالک خاندان ہونے میں تک احوال کی حالت میں ہونے پر غور ہوتے ہوں۔ کایاں، ایسے ہوں تو زبان سے بچکنے سے روزہ میں غرت نہیں آئے گی۔ مابعد میں ہے تہذیب ان چیز سے یا

۱: وما بعد من سبب المدد من السع لا یعطر حکمہ فی شرح۔ لعمدہ عالمگیری لیس بقصد الصوم وما لا یبعد  
۲: ومنہا المریض اذا عجز علی عبء التلف او ذہب عضو یفقد بالاجماع وان خاف ذہاب العضو عند ذہب  
ذکذا تک عذبا وعلیہ الفضا، اذا عجز کذا فی المحيط۔ عالمگیری۔ فی الاعداد، لیس یبطل الا بطور ج ۱  
ص ۶۰۰



الدم بین اسنانه ودخل حلقه) یعنی ولم یصل الی جوفہ اما اذا وصل فلی غلب الدم ونسباً  
 فہو الا لا الا اذا وجد طعمہ بزاویۃ (وہو مختلوع السناسی ص ۱۳۳ ج ۲ باب ما یفسد الصوم  
 الح) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وانت کلوایا تو روزور پیا نہیں؟

(سوال ۳۲۱) مردستان میں دنات تکم ایلا اور خن جاری رہا نہ احتاحت روزہ طلق میں بھی چلا گیا تو روزہ صبر ہوگا  
 نہیں؟

(الجواب) خون بیت میں چاہا تو روزہ کی تعداد لازم ہے۔ قلت ومن ہذا یعلم حکم من قفع حرمہ فی  
 رمضان ودخل الدم الی جوفہ فی النهار ولم یانما فیحب علیہ القضاء لان یفرق بعدم امکان  
 التحرر عنہ فیکون کالقینی الذی عاد منہ فلیراجع سناسی ص ۱۳۳ ایضاً بلفظ واللہ اعلم  
 بالصواب

مرض یا سیریا کی وجہ سے روزہ قاسد ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۳۲۲) یا سیریا کی وجہ سے روزہ میں پیپہ آتی ہے۔ اس کھوک کے ساتھ کھانا ہے اس سے روزہ  
 فاسد ہوگا یا نہیں؟ مختار حوالہ یہ ہے کہ جو چیز مرض سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے اثر اور طعمہ یہاں تک کہ  
 مانتو حق میں چلے جائیں۔ اور روزہ سے جریز خارج سے نہ ہو سکتی۔ اور پھر مثلاً سو گیا اور سوتے میں اس کے اثر اور  
 کھوک کے ساتھ طلق میں چلے جائیں جیسے پان میں نہ رہ گیا تھا کھانے۔ اس دونوں میں فرق ہوگا یا نہیں؟ تحقیق کی  
 ضرورت ہے۔

(الجواب) یا سیریا کی پیپہ کو پان کی پلک پر قوی کرنا اور منہ سے اتر دینا کھانے میں۔ پان قدرتی سے منہ میں رکھا جاتا  
 ہے اور اس کی پلک کھوک پر رہا اب ہوئی ہے۔ خلاف یا سیریا کی پیپہ کے کہ یا سیریا ایک مستقل مرض ہے۔ پیپہ منہ  
 ہی میں پیدا ہوتی ہے اس سے اثر کھانے میں پیپہ کی مقدار بھی کم اور کھوک سے غلبہ ہوتی ہے۔ لہذا منہ سے  
 اترتا ہے۔ نہ طبعیت سے طبع سزا قد عد الکلام او غیرہ فابتلعہ لا یفسد للصوم کذا فی الراشد  
 ولو مال لعایہ س لہ الی دفعہ من غیر ان یقطع من داخل فہم ثم رود الی فہ واسطعہ لا یفسد

لانہ لا ینم الخروج بخلاف ما اذا انقطع کذا فی الطہر یقنی بالمقطعات فی الحجۃ رجل لم یغتن  
 مخرج الماء من فہم ثم بدخل یدعہ فی الحلق لا یفسد صومہ کذا فی النظار حاتیہ ولو فی بلل  
 بعد المصصۃ فابتلعہ مع البراق لم یفسدہ ونر دخل المصاطۃ من رأسہ ثم استنمہ فادخل  
 حلقہ عمداً لم یفسدہ لانہ بمنزلہ ربقہ کذا فی محیط السرخسی (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۲  
 ج ۲ الباب الرابع فی ما یفسد وما لا یفسد ص ۲۳-۲۴)

ابتلع ما بین اسنانه وھو دون الذی لا یفسد لانہ یخرج لیربقہ ولو فہو ما یفسد کما  
 یجئنی۔ (در مستحار) ولہ لانہ لا ینبع لیربقہ عداۃ البحر لانہ لیلی لا یسکن الا حذر ان عد فجع

وہ مدینہ اربعہ (یعنی جس ۳۶ حج ۴۰) کو خرچ اٹھائیں ہیں اسلئے وہ اس حلقہ میں ہیں الا کہ انہوں نے  
قوت نہ پائی بلکہ حل الی حرقہ کا ظاہر الحلاق السیاء لا یحظر وان کثر التمدد فاما علی اربع  
محاذیہ فی الدحی کما فی السراج وفان وجهہ اے لا یسکن الا حنابلہ عنہ عادیہ قصار ہمدانیہ  
ہیں اسلئے وہ بھی اس اثر المستسطہ کما فی البیان التفسیر فی الترمذی ص ۱۲۵ باب ما یجسد  
الصبر الخ فقط واللہ اعلم بالصواب

غیرت کرنے سے روزہ فاسد: وہ کیا نہیں؟

(سوال ۳۱۳) اہل بیت علیہ السلام کی نماز کے تحریر کردہ روایات یہ ہیں کہ: عس اس عدا اس وحی اللہ عنہ ان وجہیں صلوا الفہر او العور وکنا حناجیر فلما قضی العی علی اللہ علہ وسلم التسلو فل بعدوا و صود کما صلوتکما و مضی فی صومکما و فقیہاہ یوما آخر فادامہ یا رسول اللہ ان الختم لانا مسکونہ سرف ص ۵۸۱ باب حفظ اللیل والعبیۃ والسنم ہیثمہ ص ۵۸۱۔  
 روایتیں جنہوں نے ان روایت پر عمل کیا ہے ان میں سے کئی فقہی مآز کے بعد خبر طایفہ سلوۃ و اساتد سے ہے۔  
 قیام کرتے ہوئے نہ سوئے، نماز میں نہ لی، کھم، نہ کھیت کی جی صراحت ہے۔ یہ روایات اگر لادوسرے روایات کی تصدیق کرتی ہیں۔  
 یہ روایت اس حدیث سے صاف ہے کہ کئی روایات میں اس حدیث کی کئی روایات ہیں۔  
 یہ روایات یہ ہیں کہ حدیث کے کئی روایات ہیں۔  
 کئی روایات یہ ہیں کہ حدیث کے کئی روایات ہیں۔

[illegible]







## باب ما یوجب القضاء و الکفارة

تقویٰ پر اعتقاد کرنے کے غروب آفتاب سے پہلے افطار کر لیا تو کیا حکم ہے؟

(مسئول ۳۳۰) ہمارے یہاں رمضان المبارک میں پہلے روزِ غروبِ آفتاب اپنی جگہ سے غرضتہ یا اس جگہ سے تقویٰ پر اعتقاد کرنے کے روزِ افطار کر لیا لیکن تیسرے روز سے کوئی صاف تھا اور آفتاب غروب ہوتے ہوئے نظر آیا اور اگلے روز کے اسباب سے آفتاب غروب ہونے سے قبل قیام پیلہ دو روز پوچھ کر چھپا کر صحت پر افطار پڑھا اور تیسرے روز صحت پر افطار کیا اسباب پہلے دو کو پہلے روز سے غروب سے پہلے افطار کے لئے جس کو ان دو روزوں کی قضا لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) تقویٰ پر اعتقاد کرنا یا نہ کرنا میں روحِ شہدہ صحت و صحت کے مطابق عمل کرنا صحیح نہیں ہے۔ مخصوص بارش کے روزوں میں زیادہ اعتقاد کرنے کی ضرورت ہے چار پانچ منٹ تک اگر جب قرآن سے معلوم ہو کہ اس کوئی دن کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے تب افطار کرنا چاہئے۔ بصورتِ مذکور میں اگر تکلیف غالب ہو جائے تو تقویٰ صحت کے قابلِ ضمانت ہے۔ لیکن اگر تقویٰ پر اعتقاد ضروری ہے۔ تو ایسا وعدہ لازم ہوگا۔

حیدر کا چاند غروب آفتاب سے پہلے نظر آ جائے تو کیا حکم ہے؟

(مسئول ۳۳۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا چاند غروب آفتاب سے پہلے نظر آیا تو روزِ افطار کر لیا لیکن اس بارے میں ملحدی کہہ رہا ہوں۔ اگر وہاں ملحد امرِ تہری کے فتویٰ میں تخریض ہے، فتاویٰ راجحہ کے فتویٰ سے صحت پر اعتقاد ہے کہ روزِ افطار کر لے۔ اگر وہاں ملحد امرِ تہری کے فتویٰ سے (جو مسلمہ و جہتِ فتاویٰ تکبر میں جہم ہے) معلوم ہوتا ہے کہ روزِ افطار کر لے، دلیل میں وہی فتویٰ درج ہیں کہ کوئی صحیح اور قائلِ عمل ہے، وہ جہم و جہالتی فرماتے ہیں۔

مولانا غلام مرتضیٰ کا فتویٰ :-

استفتاؤ :

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر حیدر کا چاند غروب آفتاب سے پہلے یعنی سات یا ملاڑھ سات بجے دیکھ کر دے تو ایسی وقت تکی لازمہ کہتے ہیں روزِ افطار کر لے یا نہیں؟  
(الجواب) کسی صورت و اگر اس دن اخیر کی وقت میں نہیں آجائے تو اس دن افطار کر لینے کا حکم ہے۔ اس پر یہاں اس وقت کے مذکورہ وقت میں بھی ایسا کرتے ہیں یعنی روزِ افطار کر لینا چاہئے (مستم تکبر سے فتویٰ ملے گا) ۳۳۱ (۱۹۹۹)  
فتویٰ راجحہ کا فتویٰ :-

(مسئول) میرا افطار کا چاند غروب آفتاب غروب ہونے سے ابھی تک چار منٹ دیر تھی اس وقت میرے کھانے کا زمانہ صبح نظر آیا اب افطار کر لینا چاہئے، اگر نے افطار کیا ۳۳۱ (۱۹۹۹) کے مجھے پڑھیں چند آدمیوں نے روزِ افطار کر لیا تو ان

مختصر میں کہ روزہ ہوا یا نہیں؟ بزرگ اکبرؒ نے فرمایا روزہ نہیں ہو اقتضا کرتی ہوگی آپ شخص جواب عنایت فرمائیں۔

والجواب: غروب آفتاب سے پہلے رویت بلات کا اعتبار نہیں ہے، وہ دن رمضان ہی کا ہے عید کا نہیں، جب جس نے یہ سوئی کہ غروب آفتاب ہو گیا ہے ایسے چاند نظر آئے تو ان پر روزہ کی نفل اقتضائے لازم ہے اور جو لوگ جانتے کے لئے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے اور روزہ کھول لیا ان پر تہہ کے ساتھ کفار بھی لازم ہے۔ فقہاء اہل علم بالصواب۔

والجواب: حامد رحمہ اللہ قادی زیدیہ کا فتویٰ صحیح ہے غروب سے پہلے چاند نظر آئے تو بھی نفل اقتضا نہیں کرتا۔ دن رمضان المبارک کا ہے اور چاند آئندہ شب کا شمار ہوگا۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت انسؓ رضی اللہ عنہم اجمعین غروب سے پہلے چاند نظر آئے اس کو آئندہ شب کا سمجھتے تھے ورنہ روزہ

حلال رمضان لو شول نهاراً قبل الزوال اور بعدہ فهو الليلة الآتية وقال ابو يوسف كذلك ان كان بعد الزوال وان كان قبله فلهما صیہ یروی ذاک عن عمرو وعائشة رضی اللہ عنہما والاول یروی

عن علی وابن مسعود وان عمر و انس وعن عمرو ابناً والاختیار ج ۱ ص ۱۲۰) لہذا غروب سے پہلے اعتبار کرتا صحیح نہیں ہے قرآن میں ہے ثم جمعو المصابم الی اللیل یعنی پھر روزے کو جمع سادق سے رات آئے

تک پورا کرو (سورہ بقرہ) لہذا غروب سے پہلے اعتبار کرے تو روزہ قسد ہو جائے گا اس کی نفل اقتضائے لازم ہے بعض صورتوں میں کہ روزہ واجب ہے آپ نے جو فتویٰ نقل کیا ہے صحیح نہیں ہے اور اس پر عمل جائز ہے، چنانچہ پر قیاس

کر کے روزہ افطار نہیں کر سکتے۔ یعنی آتے ہی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر بشمال لازم ہے حالت حیض روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ نہ کچھ روزہ افطار کرنا جائز ہو تو مغرب کی نماز بھی یہ نہ ہوتا ہے جسے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ مجالس

الابرار میں ہے ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وانظر قال فی المحيط باختصاص فی وجوب الكفارة والاكثر علی الوجوب یعنی جس نے عید کا چاند عمر کے وقت (غروب سے

پہلے) دیکھا اور اس گمان سے روزہ افطار کر لیا کہ روزہ کا وقت پورا ہو گیا تو اس کے تحقق صحیح میں ہے کہ کفارے کے وجوب میں اختلاف ہے اگرچہ علماء کرام کفارے سے وجوب کے قائل ہیں (تغایب اتفاق واجب ہے) (المجالس اابرار ص ۳۷) (بکس نمبر ۵)

### مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ

نہیں ہے کہ رمضان کی تیس تاریخ کو بعد زوال چاند دیکھا تو روزہ غروب میں تک پورا کرنا واجب ہے اگر دن میں افطار کر لیں گے تو اقتضائے کفارہ دونوں واجب ہوں گے (کفایت المفتی ص ۱۸۸)

آپ کا دوسرا فتویٰ۔

غروب آفتاب سے کچھ پہلے چاند نظر آئے تو وہ چاند آئندہ شب کا چاند قرار دیا جائے گا گندہ شب کا نہ ہوگا اور غروب کیے دن کے کو چاند نہیں کہ غروب آفتاب سے پہلے روزہ افطار کر کے روزہ آفتاب غروب دینے پر حسب قاعدہ افطار کرنا چاہئے اگر پہلے افطار کر لیا جائے تو یہ روزہ نہ ہوگا اور اس کی نفل اقتضائے لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ

(کفایت المفتی ص ۲۰۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

[illegible]

ایک روزہ کی قضا:

اس وقت ۳۳۳ ہزار سے زیادہ نکلے اور کئی میں رویت ہلاک کی خبریں پورے درجہ بونچھو نکلے ہیں جامع مسجد اہلی نے نام کے اس میں کیا کہ مطلع سے کہ ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آیا اور گاؤں میں بھی پوس کھڑے کے باوجود وہاں کس کو نہ آیا۔ ان ہی خبر پر عمل کیا ہوئے اور یوں ہی خبر پر ہمارے تمام صاحب کی بات ہے۔

الحج واجب بصورت مسنونہ میں آپ خطرات نے فریادوں کی خبر کا اعتبار نہ کیا، اپنے اہل عرب کی قیادت میں آیا۔ یہی درست ہے، دہلی، ہاریجور، کھنجر، واغیر بہت سی جگہوں میں پانچ نظر ٹکس آیا، تیسری تاریخ کے حساب سے تمام روزہ پہلے روزہ وچا۔ حج واجب کہ حج کو کاچانہ بہت ہو گیا کہ ایک روزہ کی اضافہ دوسرے روزہ کی نقصان نہیں۔ ولو صام اهل بلدة ثلاثين يوما للرفوة واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للرفوة فصر من صام تسعة وعشرين يوما فعينهم فصاء يوم الاثنين فتمسح على راسه من اليمين الى الشمال من 48 الفصل الاول في رؤية الهلال الخ بواحد فاتب كل اربع لا تقصى بمساحة ولا عرها هو الصحيح فتقوى عالمه جري انه الفصل في الترويع تممت الخيرة ان كانا يندرج تحت ان كانا

روزہ کے کنارہ میں روزہ کی طاقت ہونے کے باوجود مساکین کو کھانا کھلائے

De 1975

مسئلہ اول (۳۴۲) درود کے خادم میں ساجدوں درود رکھنے پر قہر ہو ان کے پاؤں پر سجدہ کیسوں کو کھانا لکھا۔  
 جواب: یہ سجدہ روز و رات کے لئے ہے اور روز و رات کی ضرورت ہے آئینہ التوحید  
 السجود میں جب روز و رات کے لئے قہر دھر رکھتا ہے اس صورت میں کھانا کی ادا نہیں کرتے۔  
 ساجدوں کو کھانا لکھا۔ کافی ہے۔ کھانا اپنے رب کی بارگاہ کی وجہ سے روز و رات کی سنت ہے۔ چاہے کھانا  
 رات کے سجدے میں ہے اور کھانا کھانا (مواظف) بقولہ و کعبہ ہی مثلاً فی الترتیب بعض اولاً  
 فان لم يجد صام شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم ميتين مسكينا احدیت الا غرابی المعروف

فی الكتب السنة المح (شامی ج ۲ ص ۱۵۰) مطلب فی كفارة الصوم

مرآۃ المفاتیح میں ہے (فمن صحر عنه) ای التحریر بعدم ملکہا وملک ثمنہا (صم شهرین متتابعین) لیس فیہ یوم عیدولہ بعض (ایلم الشریق فان لم یستطع الصوم) لمرض او کبر (اطعم مسین مسکیناً) او فقیراً الخ (موافی الفلاح مع طحاوی ص ۳۶۲ باب ما یفسد الصوم ونحو بہ انکفارة)

عمدة الفقہ میں ہے: توڑ دینے کا کلمہ دہا اور ظہار کا کفارہ ایک ہی طرح کے میں یعنی رمضان کا ادائی روزہ توڑ دینے کا کفارہ ظہار کے کفارہ ہے حتیٰ کہ تہیپ میں اس کے مانند پس پہلے غلام آزاد کرنا واجب ہے اگر تکلم نہ طے تو ۱۰ دینے پے در پے روزہ رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سائیں مسکینوں کو کھانا کھلے، کیونکہ حدیث اعرابی میں اسی طرح وارد ہوا ہے: (وسحاح ستہ میں مذکور ہے) (عمدة الفقہ ۳/۲۸۶) فقہ والہ علم بالصواب۔



حضرت عائشہؓ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ، عمرہؓ، اسکی جو بہت روزے رکھتے تھے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم نے کچھ کچھ سوئے روزہ رکھنے کی طاقت و ہمت ہے تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے، تو رکھو، یہ آیت رکھو۔ باب جواز الصوم والصلوٰۃ (۱۳۵)

اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے روایت ہے کہ ابن عمرؓ (مگر وہ صحابہ) حضور ﷺ کے ساتھ ۱۶ رمضان المبارک کو نماز کے لئے نکلے تو ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض غیر روزہ دار تھے، غیر مسلم ہم پر اور غیر مسلم نے مسلم پر اعتراض نہیں کیا (کیونکہ مسلم؟) یہ پر عمل تھے اور غیر مسلم رخصت پر عمل پیرا تھے، باب جواز الصوم یہ اور اسکی، عمرہ، عبادت کی روشنی میں فقہ و کرام فرمایا، تم میں سے عبادت، ضرور روزہ رکھنا ضروری اور واجب نہیں ہے، نیز حالات عبادت پر عمل کیا اور نہ رخصت پر عمل ہونا، روزہ رکھنے سے طبیعت خراب ہونے کی تکلیف پہنچنے کا اثر ملتا، روزہ رکھنا بہتر ہے۔

آر سی۔ ایس۔ نے دقیق غزوات و مسائل دلیلیہ پہنچنے کا کچھ ذکر ہوتا تو تک صوم بہتر ہے، مدد بخدا دشاں میں ہے۔ (دوسرے لمعارف الصوم) (۱۹) و ان يصوموا خیر لكم والغیر بمعنى البر لا الفعل تفضیل ان لم يصوموا بخیر من علی ورفیقہ فانقطع تفضیل لمواظفة الجماعة الخ (درمختار مع شامی ج ۲ ص ۱۶۰ فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم) فقط والله اعلم بالصواب۔

سفر میں اطمینان ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے؟

(سوال ۳۳۵) بہارات مفردہ روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا افضل ہے۔

(الجواب) بہارات مفردہ کہتے ہیں کہ کسی اجازت ہے اگر روزہ رکھنے میں تکلیف اور ضعف کا اندیشہ ہو یا ساتھیوں کو تکلیف اور پریشانی ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے مگر یہی کر قضا نہ کھائے اور اگر ضرورتی اور تکلیف کا روزہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، ثم الصوم فی السفر الفصل من الافطار عند اذا لم یجهد الصوم ولم یضعفه وقال التذہبی الافطار افضل بآء علی ان الصوم فی السفر عندنا عزیمۃ والافطار رخصۃ الخ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۹۶ فصل حکم فساد الصوم) لیکن الصوم الفصل ان لم یصوم کما سبانی، سامی ج ۲ ص ۱۵۸ فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم) فقط والله اعلم بالصواب۔

## باب ما يتعلق بما يبيح الإفطار

روزہ نہ رکھنے کے اعذار کون کون سے ہیں؟

(مسئلہ ۳۳۶) بیمار مہمان میں کن کن وجوہ سے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے؟ وضاحت فرمائیے؟  
(الجواب) پانچ اعذار ہیں۔ جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(۱) مرض۔ جس کی وجہ سے روزہ کی سخت نہ ہو۔ یا روزہ سے مرض بڑھ جائے گا اور بیشہ ہو۔ (رفع نذر کے بعد قضا لازم ہے۔<sup>(۱)</sup>)

(۲) حائلہ۔ مرض ہو جن کو روزہ سے اپنی جان یا بچہ کو لپٹاؤ تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (رفع نذر کے بعد قضا لازم ہے۔<sup>(۲)</sup>)

(۳) شرعی مسافر (مقیم ہونے کے بعد قضا ضروری ہے۔<sup>(۳)</sup>)

(۴) ایسا سن رسیدہ ضعیف (بڑھاپا یا بڑھاپا) جو روزہ نہ رکھ سکے ہوں مطلقاً وہ روزہ کے عوض نہ پے (بیکالی وزن سے پونے دو سیر گہجوں یا اس کی قیمت) خرید کر دے۔ لیکن جن تعالیٰ روزہ رکھنے کی طاقت و طاقت فرماتے تو قضا لازم ہے۔<sup>(۴)</sup>

(۵) حائلہ اور قضا و عورتوں کے لئے روزہ رکھنا درست نہیں۔ اگر رکھ لیں تو روزہ ادا نہ ہوگا۔ اور یہ گنہگار ہوں گی۔ پاک ہونے کے بعد روزہ کی قضا لازم ہے۔<sup>(۵)</sup> فقط و بقیہ اعلم بالصواب۔

میزبان کی خاطر نفل روزہ توڑنے کا حکم:

(سوال ۳۳۷) میزبان کو مہمان کی خاطر اپنا نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے تو کیا مہمان بھی میزبان کی خاطر اپنا نفل روزہ توڑ سکتا ہے؟ جہن الا جروا۔

(الجواب) اہں مہمان کو بھی اجازت ہے کہ میزبان کی خاطر اپنا نفل روزہ توڑے مگر قضا لازم ہوگی "وتمیلت ہم غداً من غداً کنتہم قضا لازم ہو" (مالا بدت منہم) فقط و بقیہ اعلم بالصواب۔

(۱) وسعها السر: السر یعنی اذا انحرف علی نفسه المتفق أو ذهب بغيره بغير بال لا سماع. ہدوی حاشیہ گیری

الإعذار التي يبيح الإفطار من ۲-۷

(۲) تعامل والمرجع اذا حافظا علی انفسهما أو وكفعا الطهارة وقضيا بعداً

(۳) منها السفر الذي يبيح الإفطار من ۲۰۶ ايضاً

(۴) هو المفقون الذي لا يقدر علی الصيام بغير من ۲۰۷ ايضاً

بنت المير ۵۵۹ ثم تلست الطهارة بعداً

## فدیہ صوم و صلوٰۃ

متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا:

(سوال ۲۳۸) ایک روزے کا فدیہ دوں مسکینوں کو کسی مہربان متعدد روزے کے فدیہ ہے ایک مسکین کو زیادہ روزے پائیں یا جو کچھ دے۔

(الجواب) ایک فدیہ کے تینوں تھوڑے تھوڑے متعدد مسکین کو زیادہ روزے ہے اسی طرح اس کی قیمت بھی۔ علی بن ابی حمزہ ازہما کا فدیہ ایک مسکین کو دینا بھی صحیح ہے۔ شامی میں ہے کہ ایک فدیہ متعدد مسکین پر تقسیم کرنے کے متعلق امام ابو حنیفہ کا قول جو: ان کا شتر ہے اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کا ضم کر رہے کسی بھی ایک صدقہ انفقہ کی طرح ہے۔ یہاں متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو زیادہ روزے ہے اور اس میں مشقت سے حفاظت ہے اور سہولت ہے۔ نہ بڑی رقم میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا بغدلی و حونا و نوافی اول السنہ و بلا تعدد فقیر (مذاہب مختار) (فیہ و بلا تعدد فقیر) ای بحلاف نحو كفارة اليمين للنص فيها على التعدد فلم اعطى هنا مسكناً صاعاً عس يدعى حصار الحج شامی ج ۳ ص ۶۳۔ ۶۴ فصل فی العارض المبیحہ للصوم یفقط والله اعلم بالصواب

روزہ کا فدیہ کب دے سکتا ہے؟

(سوال ۳۳۹) روزہ کا فدیہ کون اور کس وقت دینا توڑ دے۔

(الجواب) جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس کی الحال نہ مندہ ہو نہ پدے۔<sup>۱</sup> افقط والله اعلم بالصواب

روزہ کا فدیہ:

(سوال ۳۴۰) روزہ کا فدیہ کب دے سکتے ہیں؟

(الجواب) جو شخص ایسا پڑھا یا کیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ امر یہ بھی نہیں کہ مستقبل میں روزہ رکھنا نہ رکھے گا یا یہ پڑھا یا کیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اب دیکھتے ہوئے کی بھی امید نہیں تو اس کی طاقت میں روزہ کا فدیہ دے۔ یعنی روزہ رکھے۔<sup>۲</sup> لے چ نہ وہاں گھبرا یا اس کی قیمت یا قدر قیمت کپڑے یا دینی چیزیں ستر و

۱۔ ذلک المعنی مدعی لا یصح حتی یتطعم بطعم لکل مسکب کما یطعم فی الکفارة لہذا وی ہذا مجرب۔  
الاعذار الی بیع الا لطار ج ۶ ص ۴۰۰

روئے کا بعد یہ یاد کرنے کے بعد صحت سے پہلے روزہ اور کھانے کی طہارت حاصل ہو گئی تو روزے کی قضاء ضروری ہے۔  
 شیخ کا کہنا کہ اگر روزہ ناجائز یا شہداء کا روزہ ہو تو ہر روزہ بقدر صحت و فطر اہل کلمہ پر مستزاد اگر قدرت روزہ و حکم  
 رسید قضا بروئے واجب شود (۱۸۱۰ ج ۱ ص ۹۴) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

میت کی نماز روزہ کا فدیہ اس کے اصول و فروع کو دینا یا سہو کو دینا۔

(سوال ۳۴۱) کسی میت کی نماز روزہ کا فدیہ اس کے اصول و فروع کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سہو اگر وہ حق ہو  
 تو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ فدیہ کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہے؟

(الجواب) حامد اوصلیٰ و مسما۔ فدیہ کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہے، اس لئے اصول و فروع کو نہیں دے سکتے، سہو  
 (نیز کے لئے) اگر وہ حق ہو تو دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (سوال ۳۴۱ ج ۱ ص ۹۴)۔



کیا ستنائیسویں روز جب کا روز دیگر کی روز ہے :

(سوال ۲۴۲) بہت سے لوگ ستنائیسویں روز جب کے روز کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور غزالی جیسا کہ اس روز میں نے زیر ثواب لکھتے ہیں ان عقائد سے باز رہ کر کہتے ہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے ؟  
 (الجواب) ستنائیسویں روز جب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ موشوشع اور ضعیف ہیں، صحیح اور کامل روایات نہیں ملے۔ ستنائیسویں روز جب کا روز وہ شہداء کی خیرات مسنون کچھ کر پڑ روزوں کا ثواب ملے گا اس عقیدہ سے روایت مذکور بہ حضرت محمد فاروق رضی اللہ عنہ و عنہ و جب کا روز نہ کہنے سے منع فرماتے تھے۔

حدثت فی وجہ یوم و لیلة من صام ذلک الیوم و قام تلک اللیلة کان کما انما صبر تمس صام مائة سنة و هی ثلث بنین یوسف علیہ السلام و رواہ الدیلمی عن سلیمان بن عبد اللہ بن ہیان و ابن ہیان مشرک کہ احادیث مذکورہ کثیرہ و ما لت مائة من ذلک و فتاوی دار المعرفہ مدنی و مکمل ۹۱/۶ عن جریر بن العلاء قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یخبر بکثرة النوح حال فی صوم و جب حتی یصعدھا فی لظلمت و یقول و جب و ما رجا و انسا و جد و غیر تعظیما المجاہلیة فلما جاء الاسلام ترک رواہ اس میں شبہ و الظہانی فی الاوسط و ماثل بالسنہ فی ۳۷۱

اہمیت کہانی مذکور غزالی رحمہ اللہ کے عقیدہ کے برخلاف صرف بہت نکل روزہ رکھنے کو منع نہیں۔ فقہاء ائمہ کی روایت ہے۔  
 . اس وجہ سے .



کلیں اختیار کرتی ہیں۔ ان کے لئے یہ حد ضروری ہے کہ وہ نہایت قدر کر سکیں۔ یہ حد ضروری ہے کہ وہ نہایت قدر کر سکیں۔ یہ حد ضروری ہے کہ وہ نہایت قدر کر سکیں۔

مشرک و اخیرہ کے شکاف میں رونے کا حکم ہے۔

وحدانہ ۳۶۸ لا ٹروا۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔

وہا جو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔ یعنی کہ جس کو شکاف ہے اس کو شکاف ہے۔

موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟

وحدانہ ۳۶۹ موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟  
الحجاب موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟  
موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟  
موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟  
موت کے لئے میں ہوں شکاف کر کے یا نہیں؟

حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے

وحدانہ ۳۷۰ حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حالات و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے

نماز چھوڑنے کے لئے کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟

حد ۳۷۱ کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟

حجاب و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حجاب و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حجاب و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حجاب و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے  
حجاب و شکاف میں مسئلہ ہوتا ہے

وحدانہ ۳۷۲ کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟

کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟  
کھانا کھانا شکاف کر کے یا نہیں؟

وہ بلا غلو معتبر) ای فی عدم الفساد فلو خرج لجنازہ مجرمہ ہو (روحہ فہمہ لانہ وان کان  
لمر الا اسہ لم یعد فی عدم الفساد) طحاوی علی مرقی الفلاح ص ۲۰۹ باب  
عکاف، رسالہ ۱۱، کان میں ہے اور تعین لسنوۃ الجنازہ لغی ہمدہ الصورة بفسد الا عکاف  
ص ۲۰۹ حاتمہ فی الا عکاف حفظ واذا اعلم بالنصواب۔

منڈانے اور غسل مستحب کے لئے مسجد سے نکلنا:

سوال (۲۵۲) مسجد کے لئے ایسا اور جو عکاف کے تعین رکھتے ہیں (فقہاء منڈا، غسل مستحب رہا) ان  
نے نے خارج مسجد بلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مکلف کے لئے منڈانے اور غسل مستحب کے لئے مسجد سے نکلنا درست نہیں، فہمہ ایچوف ت۔  
۱۰۰ تاخرونی بقرۃ عکاف کی حدیث چارہ غیرہ کیا کر منڈا سنا ہے اور پوری احتیاط رکھئے کہ باہر مسجد میں  
رہنے پر اگر مرآت الفناء میں ہے تو لا یمخرج منه الا نہ حاجۃ شرعیۃ او طبعیۃ کالویل والاعط  
والہ نہ حاجۃ او اغتسال میں جنابہ حاجۃ لانہ علیہ السلام کان لا یخرج من معکبہ الا حاجۃ  
تسلسل الخ (ص ۳۰۷) باب الا عکاف اور غسل مستحب یہاں تشریع طبعیہ میں داخل نہیں ہے  
تشریح میں ہے سن ابو حنیفہ عن المعکف اذا احتاج انی التصد و التحمامہ ہلی یمخرج فحال لا  
تالمگیری کتاب المظنر والا ماحۃ الباب الخامس ج ۶ ص ۲۱۵ بلفظ واللہ اعلم بالنصواب۔

کی پیئے اور مستحب وضوئے لئے نکلنے کا حکم:

سوال (۲۵۳) مکلف با وضو سے اور اس وضو سے عبادت بھی کی ہے مگر تازہ وضو کرنا چاہتا ہے تو اس نے لئے نکل  
تاجز یا نہیں؟

(۲) مختلف ہے وضو سے اور با وضو سے چاہتا ہے وضو کے لئے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر یہ ہر ہے کہ جب  
ماون اور مستحب غسل کے لئے نکلنے کی یہ عزت نہیں ہے تو با وضو سے کے لئے طریق اوئی نکلنے کی اجازت نہ ہوئی  
ہے۔

(۳) مکلف بیزی پیئے کا وہی ہے اور اس میں مرتب سے نہ وہ بیزی پیئے ہے تو یہ طبی ضرورت میں  
مل ہے یا نہیں اور اس سے لئے نکلنے کی شرعا اجازت ہے یا نہیں اور اجازت ہو تو صرف منہ صاف کر لینا کافی ہوگا یا  
دیکر با وضو کرنا؟ بیوا و جواب (از احمد آباد)

جواب (۱) جب کہ مکلف با وضو ہے تو تازہ وضو کے لئے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۲) جب با وضو نہیں ہے اور با وضو سے چاہتا ہے اور مکلف کے لئے بر وقت با وضو رہنا اور با وضو سے  
مب بھی ہے تو ایسا کر سکتا ہے اور وضو کر کے کہ اگر وہ مکلف تہیہ وضو میں پڑھ لے اور سو جائے اس و غسل نہ ہو اور  
اس مستحب پر کسی کرنا صحیح نہیں کہ غسل کے بغیر تازہ وضو صحیح و صحیح ہو جاتی ہے فقط۔

(۳) عکاف کرنے سے پہلے ہی بیزی پیئے کرنے کی کوشش کرے اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو عکاف اور۔

مذہبِ ائمہ فرمے اور نہ تو جی ای چاہے تو جس وقت اعتقاد اور طہارت کے لئے نفل سے وقتِ حرام کی مزاحمت بھی پڑی کہ جس طرح بڑی بیٹے کے لئے نفلِ کرمِ جب مجبور ہو جائے اور طبیعتِ طراب پر گئے کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی نفل ملتا ہے کہ ایسی غفرائی حالت کے وقت یہ طبیعتِ ضرورت میں شمار ہوگا اور نفل و مفسد اس کا فائدہ ہوگا، اتفاقاً اگر شہید ہو جاتا ہے۔

(الجواب) مشکف کو پتا نہ ہے کہ دعویٰ مرہبہ بہت باہر جا کر مقدس کر اور کلی کر کے بوزگس رہنے مسجد میں چلا آئے (آپ کی رائے دین ۳ ص ۵۵) اے خدا! ظہر لی لأن فقط والله أعلم بالصواب وعنه اہم وحکم

حالتِ اعتکاف میں بیچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال ۳۵۳) امام مسجد کتب میں یا صراطِ حاکم کی تحفہ اولیٰ ہے وہ رمضان المبارک میں عترۃ فیہ کے اعتکاف میں بیچوں کو مسجد میں تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں؟ بیچو تو جروا۔

(الجواب) اعتکاف کے لئے عرصہ سے فرصت ملے تو مجبوراً مسجد کے اندر پڑھا سکتا ہے۔ ولو جلس المعلم فی المسجد والورای یکتب من كان التعلیم یعلم للحسبة والقواہی یکتب (۵۵۹ لا یلزم) لا یلزم ولا یلزم ان کان لا یلزم جرد بکفرہ الا ان یقع لہما الضرر وذ کذا فی محیط الرحیمی (فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵) کتاب لکراہیۃ الذاب الخامس فی اذاب المسجد الخ یفقط والله اعلم بالصواب

مشکف کے ساتھ غیر معتکف کا فوطا کرنا:

(سوال ۳۵۵) امام مسجد اشکف ہے ان کے ساتھ امام تراویح جو مختلف نہیں ہے مسجد میں انھوں کو کتاب یا نہیں؟ بیچو تو جروا۔

(الجواب) بیچو یہ ہے کہ وہ طہارت و طہارت میں شریک ہو کر وہ غیرہ میں اظہار کریں، اگر مسجد میں داخل ہوئے تو وقت نفل اعتکاف کی نیت کریں تو معتکف کے ساتھ اظہار کر سکتے ہیں، مسجد میں داخل ہونے کے وقت السہم الفح لیس ابواب رحمتک کے ساتھ نیت، لا کاف ہست فی مسجد کربیا کریں۔ مہنگیری میں ہے و بکفرہ النجوم والا کس فیہ لغیر المعتکف و اذا اراد ان یفعل ذلک ینفی عن بنوی الاعتکاف فیہ خل ید و مذکور اللہ تعالیٰ بقدر ما عوی او بصلی لم یعمل ماشاء۔ کذا فی السراجۃ (فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵) کتاب لکراہیۃ الذاب الخامس، فقط والله اعلم بالصواب

(۱) مسجد کی چادر سے اعتکاف کے لئے خیمہ بنانا

(۲) معتکف کے لئے مسنون افعال:

(سوال ۳۵۶) دو رمضان المبارک عشرہ اخیرہ میں کوف اعتکاف کرتے ہیں اور مسجد میں سونے کی جگہ پر چادر کا خیمہ



مختلف ان باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت سے زیادہ جگہ درود کے نمازیوں کی پڑھنا سب سے بہتر مفید اور فی  
منزل نبیور مرکاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے عن عائشہ زوجہ امی اللہ علیہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی العجر ثم دخل فی معتکفه وواہ ابو داؤد وابن ماجہ ورواہ صلی  
الضحیر ثم دخل فی معتکفه بصیحة العفول ۱ مکان اعتکافہ الی قولہ ولما ولوا الحلبت مانہ  
صلی اللہ علیہ وسلم دخل المعتکف و انقطع وتخلی نفسه فانہ کان فی المسجد یخلی عن الناس  
فی موضع یسربہ عن اعمین الناس کما ورد منہ انخذ فی المسجد حجۃ من حصرۃ ۱۰ و مرافاۃ  
شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۰۹ باب الاعتکاف الفصل الثانی) وھکذا فی الصلح الصبیح شرح  
مشکوٰۃ الصبیح ج ۲ ص ۱۵۰) اعلا برقی میں ہے۔ جب نماز کی کچھ عتوں تو اس مجرمے میں کہ اعتکاف  
نے سے یوں ہے بنایا جائے گا اٹھائے گا کہ اگر میں لوگوں سے (اعلا برقی ج ۲ ص ۲۰۰) میں اس الابرار میں  
ہے۔ واصلہ ما فی الصبیحین ان علیہ السلام اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر  
الایسط فی قبة من کبة ثم اطلع رأسہ اذ یحییٰ غفرت لہی نے رمضان کے پہلے عشر میں اعتکاف فرمایا پھر  
دوایں عشر میں آئی کہ میں (اعتکاف فرمایا) پھر یاہر نقل کر فی احد (اعلا برقی ج ۲ ص ۲۰۳) میں اس الابرار میں  
تو آئے پھر انفرہ سے پھر دیکھا حضور اکرم ﷺ سے کثرت بابت بعد از سے بدعت نہیں کہہ سکتے فقط اللہ اعلم بالصواب۔  
۲۰ رمضان المبارک ج ۳ ص ۱۰۰۔

### نابالغ بچہ کا اعتکاف کرنا:

(سوال ۳۵۸) نابالغ بچہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کر سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں پر ایک نابالغ کے لئے  
اعتکاف کیا متنازعہ ہے نہ تو کیا بات احمدیہ ہائے اہل بیت اور  
(الجواب) نابالغ بچہ کا اعتکاف کرنا نہ تو جہتاً اور نہ ہی جہتاً حریقہ سے پڑھا ہو تو معتکف ہو سکتا ہے نفس اعتکاف ہوگا  
مندان نہ ہوگا اگر اعتکاف ہو نہیں پڑے کہ کچھ نہ ہے اور کیا کام ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب ۲۰  
رمضان المبارک ج ۳ ص ۱۰۰۔

سنت ہو کہ اعتکاف ٹوٹ جائے تو کتنے ایام کی قضا کرے:

(سوال ۳۵۹) سنت ہو کہ اعتکاف ٹوٹ جائے یعنی کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے یا نہیں؟  
نابالغ بچہ کا اعتکاف کیا متنازعہ ہے؟

(الجواب) رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کے سنت ہو کہ اعتکاف کے لئے روز و شرط ہے وہاں روز و اعتکاف  
معتن نہ ہوگا اور یہ اعتکاف ٹوڑ دینے کا ٹوٹ جانے سے امام ابوحنیفہ اور امام محمد و جبرائیل اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ صرف ایک روز  
کے اعتکاف کی (یعنی جس روز میں) قضا واجب ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک اعتکاف کا ہر دن جگہ گاہ

۱: اما یسوغ فلیس بشرط لصحة الاعتکاف فصح من الصبی العاقل الذی یتدری عالمگیری باب الاعتکاف  
ص ۲۰۱

جواب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق پورے برس ایام کی یا کم از کم آٹھ دنوں کی قضاء واجب ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔ اما المنع قبل الخروج لانه منه لا مضى كما مر (درمختار) (قولہ) اما النقل، ای الشامل لنفسه المؤكدة مع قلت ما قدما بفيد اشتراط الصوم فيها بناء على انها مفسومة بالعسر الاعير ومقاد التقدير اي المزوم بالشروع تأمل ثم رأيت المحقق ابن الهمام فان مقتضى النظر لو شرع في نفل ثم أفسد ان يجب قضاءه وتخريجا على قول أبي يوسف في التزوم في نفل الصلوة ناويا اربعا لا على قولهما انه لا يلزمه قضاء العشر كله لو أفسد بعضه كما يلزمه قضاء اربع لو شرع في نفل ثم أفسد الثلث. لا دل عند أبي يوسف لكن صحيح في الخلاصة انه لا يقضى الا ركعتين كقولهما الى قوله وعلى كل فيظهر من بحث ابن الهمام لزوم الاعتكاف المسنون بالشروع وان تزوم قضاء جمعيه او باقيه مخرج على قول أبي يوسف رحمه الله اما على قول غيره فيقضى اليوم فسد لا استقلال كل يوم بنفسه الى قوله والحاصل ان الوجه بقضي لزوم كل يوم شرع فيه عسما بما، على لزوم صومه يومه الباقي لان كل يوم بمسئلة تشع من النافلة الترابعية وان كان المسنون هو اعتكاف العشر بتعاقبه فليس (درمختار) شامري ج ٢ ص ١٨٥ باب الاعتكاف فقط والله اعلم بالصواب .

مکتف مسجد میں حار مالی پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۶۰) مختلف بے مکلف (حجرو) میں چوری کی (جگ) پر سزا کیا ہے یا نہیں؟

الحجواب) متکلف مسجد میں چار پائی پر ہو سکتا ہے کما فی معر السجادة والین ماحدة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سريره وراء سطوة التوبة (مجموعه فتاوی ج ۲ ص ۸۰ بحفظ والله اعلم بالصواب

مختلف مسجد میں ضرورتاً چہل قدمی کر سکتا ہے؟

(سوال ۳۶۱) مجھ کے اندر شیطانی (جہلی قادی کریم) ضرور ناجائز ہے یا نہیں؟ مختلف وغیرہ مکلف میں فرق ہے یا انہوں کا ایک ہی حکم ہے؟

الْحُجُوبِ، مسجد میں ٹہل غیر موضوعِ زنا مسجد کا قصد نہ ملے، (ا) جائز ہے کہ وہ مشی (نہلا) بھی دیر ہی ہے لہذا احتیاط کیا جاوے گا (حتیٰ علیٰ حدیث التکلیف ص ۱۷)۔ ترمیم مختلف کے لئے ضرورتاً بقدر حاجت اجازت ہوگی جب کہ ٹہلنے کا طریقہ مسجد کے احرام کے خلاف نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مجبوری کی وجہ سے مردے و غسل دینے کسے نکالتا؟

(سوال ۳۶۲) مکلف مسجد سے ضرورتاً نکلے (مثلاً میت کو غسل دینے کوئی نہ ہو مثلاً چٹاڑی بھانے والے اور دوسرے کوئی

نہ وہاں لئے مسجد سے انکار تو معتقد باقی۔ کیا یہ بات جائز ہے؟ ان کا جواب

الجواب: نہیں اور شرعی حاجت کے ساتھ دیگر ضرورت سے انکار معتد اعتکاف ہے مثلاً مسورت مسولہ میں غسل بیتہ نماز گزاروں کے لئے یا کوئی دینے کے لئے تعمین ہو جائے یا کہ ان کے کوئی نہ دے دے تو اس شخص کا حق ہمارا ہے۔ ان میں سے کسی ایک پر نہ کیا جائے تو پانے کی تہ سے نکلے تب بھی اعتکاف ٹوٹ جائے و اگر کچھ نہ ہوگا بلکہ ان سورقوں میں ان کے ضروری ہو جائے گا وہی حرج ساعة بلا عذر معتد اعتکاف احب ولا اثم علیہ نہ امر اقصی الفلاح (قوله ولا عذر معتد ای فی عدم الفساد فلو حرج لاعتذار محرمۃ ہو روحہ فسد لا نہ وہاں کان عذر الا انہ لم یعتبر فی عدم الفساد وقوله ولا اثم علیہ ہی بالعدو وما عبر العذر فیما تم لثقلہ تعالیٰ ولا یظن ان اعتکافکم (طحاوی علی مولی الفلاح ص ۲۰۸-۲۰۹) یہاں الاعتکاف اور تعین لصورۃ النحرۃ فی ہذا الصور یفسد الاعتکاف وان لم یاتم بالخروج والافساد (رمائل الارکان ص ۲۰۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

### مختلف کے لئے تحریۃ الوضوء و تحریۃ المسجد کا حکم:

(مرال ۳۶۳) مختلف: یہ بھی وضو کرنے کے لئے جائز تحریۃ الوضوء اور تحریۃ المسجد پر مجھے یا نہیں؟ بیہ تو جواب (الجواب) تحریۃ الوضوء پر مجھے نہیں مسجدوں میں ایک بار نائی ہے، و مستحب التحیۃ لحدیثہ فان کن فیہ یسکر و حو نہ کفیر کعتن کل یوم والا تشاء یوفی الحمیری۔ فی السراج المہاج فان فیہ ہل نس تحیۃ المسجد کما دحلہ او لا فی فیہ خلاف قال بعضہم نعم لانہ معتبر بنجۃ الامکان فاند صحبہ کما لقبہ وقال بعضہم مرفۃ واحدہ و ہذا اذا کن نائیا دای بعداہ اما اذا کن جاور المسجد لا یصلیہا کما لا یحسّن لاجل مکۃ طواف القدوم والاضیاء والظانر مع حاشیہ حموی ص ۵۵۹ احکام المسجد: فی الثالث فقط واللہ اعلم۔

مسجد تہ جوئے کی وجہ سے ایسے مکان میں اعتکاف کرنا چاہاں بیوقوف جماعت کے لئے ہے

اسیوں ۳۶۳ ایک ایسی مسجد میں مسجد نہیں ہے لیکن یہاں ایک مکان میں بیوقوف نماز گزار ہے۔ اس کے اعتکاف کے لئے ایسے مکان میں اعتکاف کیا جائے یا نہیں؟ اس کا جواب اعتکاف کرنے سے سنت۔ اعتکاف اگر بیوقوفوں کے لئے اعتکاف نہ کرنے کی صورت میں چوری ایسی کے صورت سے کہ وہ اعتکاف ادا نہ کرنے کا بار ہے یا نہیں کیا ہے ممکن۔ بیہ تو جواب۔

(الجواب) یہ کہ کشتی میں مسجد نہیں ہے تو جس مکان میں بیوقوف نماز گزار جماعت ادا کرنے کا تمام ہواں میں اعتکاف کیا جائے امید ہے کہ سنت نہ کہ وہاں اب ہے کہ نہ لیا تو کوئی کا بار ہے گا جتنا ہو سکے کہ نہ دے دے ہے قبول اللہ فی الخیر۔ میں ہے و قالوا سما سبط عن الدراف فی صلوتہا المسجد الجامع کذلک سبط فی اعتکافہا المسجد الجامع (بخاری و رمائل الارکان ص ۲۰۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ:

جس مکان میں نماز پابھارت ادا کرتے ہیں وہاں جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن مسجد کے ثواب سے نفرومی ہے کی اس سے مسجد بنانے کی کوشش جاری رکھیں۔ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ۔

مسجد شہید کروئی ہے تو اعتکاف کہاں کیا جائے۔

اسوال ۶۵: بہشتی میں مسجد جس شہید کروئی کی جگہ دوسری جگہ درمیان نماز پابھارت ادا کرتے ہیں تو ایہاں اعتکاف کر سکتے ہیں؟ اور اعتکاف کرنے سے سنت مکرمہ اعتکاف ادا ہو جائے گا؟ جواز تو یہ کہ کھڑے ہو کر۔

جواب: اگر شہید شدہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو تو بہشتی میں دوسری مسجد ہو تو وہاں اعتکاف کر پائے مگر نہ اعتکاف معتبر نہ ہوگا اگر مسجد نہیں ہے تو صحیح ہو جائے گا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم، باب ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ۔

مردار کی وظیفہ لینے کے لئے مسجد سے اٹھنا:

(مسوال ۳۶۶): بہشتی (برطانیہ) میں قائم کرنے والے نظرات بہشتی اعتکاف کرتے ہیں اور بعض مفسرین یہی کہتے ہیں جو کھانا وغیرہ میں کام نہیں کرتے لیکن ایسے لوگوں کو بغیر میں ایک مہینہ سرکاری آفس میں مقرر ہو کر عذر کرنے پر مجبے ہوتے ہیں یہی ان کی کھانا (وظیفہ) ہے اگر آفس میں نہ جائیں تو وظیفہ نہیں ملتا۔ مسئلہ کرنے کے لئے اعتکاف جائز ہے یا نہیں؟ جواز اور نکرار؟

جواب: اس کے بغیر اس کا گذر نہ ہو سکتا ہو تب تو پاس سے گذر کر کے فوراً مسجد میں آ کر اپنے اور احتیاط بعد میں ایک روز کے اعتکاف کی قضا بھی کرے اور اگر اس پر گذران معذور نہ ہو تو جانے کی اجازت نہیں۔ جانے کا اعتکاف نوٹ جائے گا اور باطل اعتکاف کا گذر بھی ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم، باب ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ۔

نقص اعتکاف میں جمعہ کے غسل کے لئے اٹھنا:

اسوال ۳۷۰: ایک شخص نے رمضان المبارک کے پورے ماہ کا اعتکاف کیا ہے اس نے اعتکاف شروع کرتے وقت یہ نیت کی تھی کہ میں جمعہ کے غسل مستحب کے لئے نکلوں گا مسجد کے احاطہ میں غسل کرنا اس صورت میں وہ غسل کے لئے نکل سکتا ہے؟ اگر نیت یہ ہو تو پھر کیا ہے یا نہیں؟ جواز اور نکرار؟

جواب: رمضان کے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف سنت مکرمہ علی الکفایت ہے اس میں اور نکرار کے واجب اعتکاف میں غسل کے علاوہ بعد نکرار کے غسل کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں، عشرہ اخیرہ کی اور عشرہ اخیرہ کا اعتکاف (مکرمہ) نہیں، وہ تو افضل ہے اس میں جمعہ کے غسل کے لئے (یا اجازت نماز کے لئے) مریض کی عیادت کے لئے نکلنے کی نیت۔ لیکن باطل اعتکاف مستحب ہو جائے گا اس کو مہینہ نہیں سمجھا جائے گا۔ تب مسجد میں وہاں غسل ہوگا اس





جلہا لغنہ المخرج (شامی ۱/۲۸۵، حصہ ۱، ص ۱۸۶) باب الاعتکاف یقظہ واللہ اعلم بالصواب

عورت اخیر عشرہ کا اعتکاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اعتکاف میں حیض آ جائے تو کیا حکم ہے؟  
(مسوال ۳۷۳) عورت رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اعتکاف کرنا دیکھ کہاں کرے؟  
اعتکاف کی حالت میں اگر سے حیض آ جائے تو کیا کرے؟ بیوا اور مرد۔

(الجواب) رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مستحب کدوہی الکفایہ ہے عورت بھی یہ مستحب اور وہ اعتکاف کر سکتی ہے عورت سے کھجور کی مسجد (جو چند نماز کے لئے تعیین کی ہے) اگر تعیین نہ ہو تو اب اسے (امیر اعتکاف) سے اس اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے عورت کا حیض یا غلہ اس سے پاک ہونا ضروری ہے اگر اعتکاف کے روز میں حیض آ جائے تو اعتکاف پھوڑ دے یا غلہ کی حالت میں اعتکاف درست نہیں اور پاک ہونے کے بعد علم اور ایک دن کی (خمس روز میں) آتا ہے (روزے کے ساتھ قضا کرے) اور اگر اسے جو تو پورے دن میں دنوں پر قیہ دنوں کے اعتکاف کی روزے کے ساتھ قضا کرے۔

یذا نہ اہلہ تخرج منہا فی حال الاعتکاف فسد اعتکافہا لان طہیض ینافی اہلیہ لا اعتکاف لہا فاتیہا الصوم ولہذا معیت من العقد الاعتکاف فمع من البقاء (بدائع ص ۱۱۷ ج ۲ کتاب الاعتکاف) فقط واللہ اعلم بالصواب

مختلف کانوگول سے گفتگو اور ملاقات کرنا:

(مسوال ۳۷۳) حکم کن کو اور شری کی وجہ سے خارج مسجد جا سکتا ہے خط خارج مسجد یعنی محرم میں کوئی عریضہ اور شری کی طہیضی فرض سے پہلے کے لئے جائز ہے؟ ایسے ہی باہر تھوکتے کے لئے یا غلہ کی عورت کا انگوٹھ کے لئے جماعت خانہ یا باہر جانا ہے؟ پانی پینے کا، دعا پڑھنے کے باہر رکھا ہے؟ کیا پانی پینے کے لئے وہاں جانا درست ہے یا جماعت خانہ میں پانی کا نظام کرنا ضروری ہوگا۔

(الجواب) مختلف کا مسجد شری سے ضرورت شرعی (جیسے کمرہ زچہ) اور ضرورت طبی (سجود، ایضہ) کے لئے نفاذ درست ہے، عریضہ اور شری سے ضرورت شرعی ہے ضرورت طبی، مہذا ان سے پہلے کے لئے مسجد شری کی حد سے باہر جانا درست نہیں، اگر باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، ایسی ہی تھوکتے کے لئے باہر جانا اے حاجت و طبیعت غرض ہے گناہ درست ہے پانی کی صراحی وغیرہ اپنے پاس رکھے، اپنا کمرہ اپنی اپنے پاس نہ دار اور دالے والا بھی ہو لیکن سر جہر نہ دیکھ لیکن بیرونی میں پانی پینے کے لئے باہر جانا واجب و حرم علیہ ای علی المتعکف الخروج الا لحدہ طبعیہ کیوں وعائد وعسل لو احتلم او شرعیۃ کعبہ والنجمۃ (در مختار ملخصاً) قال الشامی ومن ہذا استراحت بعض الشراح تفسیر اکثر لہا مالیوں والعائط بان الا ولی تفسیر ہا الطہارۃ وبقدمان لندخل الا استنجاہ والوضوء والعسل جواز کتھا لہما فی الا حیا وجہ عدم الجواز فی التمسک الہ (شامی ۸۰/۲ باب الاعتکاف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب



## معیاری اور انڈاں

مکتبہ دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ چہموری کتب

[illegible]

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۹۳۰۸۶-۲۹۳۰۷۸-۲۹۳۰۷۷